مرغوب الفقہ

۴

کتاب الجمعۃ والعیدین

از

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر

جامعۃ القراءات، کفلیتہ

مرغوب الفقہ ج:۴

کتاب الجمعہ والعیدین

جمعہ اور عید کے موضوع پر درج ذیل: ۱۰/رسائل کا محقق و مدلل مجموعہ:

جمعہ اور عیدین اول وقت میں پڑھیے.	جمعہ سے پہلے بیان	مسنون خطبات ....
خطبہ مختصر کیجئے...........................	خطبہ کے مسائل.......	یوم جمعہ کے چند اعمال....
جمعہ کے دن نکاح مستحب ہے........	عیدگاہ شہر سے باہر ہو..	تکبیر تشریق کے مسائل..

منبر کے احکام

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

اجمالی فہرست رسائل

۱	جمعہ اور عیدین اول وقت میں پڑھیے.........	۱۷
۲	جمعہ سے پہلے بیان..........	۴۹
۳	مسنون خطبات..........	۶۱
۴	خطبہ مختصر کیجئے..........	۱۰۷
۵	خطبہ کے مسائل..........	۱۳۸
۶	یوم جمعہ کے چند اعمال..........	۱۷۶
۷	جمعہ کے دن نکاح مستحب ہے..........	۱۹۹
۸	عیدگاہ شہر سے باہر ہو..........	۲۱۰
۹	تکبیر تشریق کے مسائل..........	۲۲۷
۱۰	منبر کے احکام..........	۲۵۲
مقالہ	جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورہ دہر پر دوام کا حکم......	۲۸۳
مقالہ	کرونا وائرس اور نماز عید کا مسئلہ..........	۲۹۴

فہرست مقالہ:''جمعہ اور عیدین اول وقت میں پڑھئے''

مقدمہ............	۱۸
ایک اشکال کہ: تاخیر جائز تو ہے............	۲۰
سعی اور ترک بیع کا وجوب زوال سے ہے یا اذان سے؟............	۲۰
برطانیہ میں ظہر بھی اکثر تاخیر سے پڑھی جاتی ہے، یہ بھی قابل غور ہے........	۲۳
آپ ﷺ زوال آفتاب کے وقت جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے............	۲۵
جمعہ کی نماز کے بعد واپس آتے تو دیواروں کا زیادہ سایہ نہیں ہوتا تھا.........	۲۵
جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد اونٹوں کو آرام دیتے تھے............	۲۶
ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز جلدی پڑھتے تھے............	۲۶
ہم جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ کرتے تھے اور کھانا کھاتے تھے............	۲۷
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زوال کے بعد جمعہ کی نماز پڑھی............	۲۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھتے تو کبھی سایہ ہوتا، کبھی نہیں ہوتا............	۲۸
عمار رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز ایسے وقت پڑھی کہ شبہ ہوا کہ ابھی زوال نہیں ہوا	۲۸
عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ جمعہ اس وقت ادا کرتے کہ سایہ کم ہوتا تھا..........	۲۹
حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور جمعہ کا وقت........	۲۹
حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ چاشت کے وقت پڑھائی..........	۳۱
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ چاشت کے وقت پڑھائی..........	۳۱
اکابر کے چند فتاوی............	۳۳
بخاری کی ایک روایت سے شبہ اور اس کا حل............	۳۶

عیدین کی نماز کا وقت	۳۹
عیدین سے پہلے نفل کی ممانعت کی وجہ عیدین میں تعجیل ہے	۴۲
چند فقہی عبارتیں	۴۳
ایک اشکال: عید کے دن لوگوں کو غسل وغیرہ کے لئے وقت دیا جائے	۴۴
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد ہی سے عیدگاہ تشریف لے جاتے	۴۴
حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما مسجد ہی سے عیدگاہ تشریف لے جاتے	۴۵
حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ فرماتے کہ: مسجد ہی سے عیدگاہ چلو جاؤ	۴۶
سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فجر کے بعد عیدگاہ تشریف لے گئے	۴۶
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے مسجد ہی سے عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے	۴۷
صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نماز فجر سے پہلے ہی غسل وغیرہ سے فارغ ہو جاتے تھے	۴۸
حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فجر کی نماز سے پہلے ہی کپڑے بدل لیتے تھے	۴۸

فہرست مضامین رسالہ ''جمعہ سے پہلے بیان''

وعظ ونصیحت علماء کی اہم ذمہ داری ہے........................	۵۰
یوم جمعہ تذکیر واجتماع کا دن ہے........................	۵۰
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبل الجمعہ وعظ فرمانا........................	۵۰
غرض تحریر........................	۵۱
بہتر یہ ہے کہ خطیب ومقرر الگ ہوں........................	۵۱
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا جمعہ سے قبل وعظ کہنا........................	۵۲
حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا خطبہ سے قبل وعظ کہنا........................	۵۲
خطبہ سے قبل بیان پر ایک حدیث سے اشکال اوراس کا جواب........................	۵۳
جمعہ سے قبل وعظ میں تلاوت کے خلل کا اشکال اوراس کا جواب........................	۵۵
جمعہ سے قبل بیان کا ایک فائدہ........................	۵۷
وعظ قبل الجمعہ کے متعلق اکابر کے فتاوی......حکیم الامت رحمہ اللہ کا فتوی......	۵۸
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا فتوی........................	۵۸
حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کا فتوی........................	۵۸
حضرت مولانا مفتی ظفر احمد صاحب عثانی رحمہ اللہ کا فتوی........................	۵۹
حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی........................	۵۹
حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کا فتوی........................	۶۰
حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ کا فتوی........................	۶۰
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا فتوی........................	۶۰

فہرست رسالہ ’’مسنون خطبات‘‘

آپ ﷺ کا ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلا خطبہ......تقوی.	٦٢
(٢)......آپ ﷺ کے خطبہ کی کیفیت......بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، اور بہترین طریقہ آپ ﷺ کا طریقہ ہے........................	٦٤
(٣)......میں ہر مؤمن کا ولی ہوں، اگر اس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے اہل کا ہے اور قرضہ چھوڑا تو وہ میرے ذمہ ہے........................	٦٦
(۴)......مؤمن دو خوفوں کے درمیان رہتا ہے...... آخرت کی دو منزلیں ہیں: جنت یا جہنم........................	٦٨
(۴)......نماز جمعہ کی اہمیت........................	٧٠
(۵)......اللہ تعالی کی عبادت اور شرک سے اجتناب کا حکم اور عہد توڑنے کی وعید	٧٢
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ........................	٧۴
آپ ﷺ، حضرت علی، اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کا خطبہ....	٧٦
آپ ﷺ کے جمعہ کے خطبات کی چند روایتیں........................	٧٨
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ........................	٩٠
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ........................	٩٢
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے چند جملے........................	٩۴
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عید الاضحیٰ کے خطبہ کا ایک ارشاد........................	٩۵
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا عید کے خطبہ کا ایک ارشاد........................	٩۵
خطبہ جمعہ میں آپ ﷺ سے منقول سورتیں........................	٩٧
صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطبہ میں منقول آیتیں........................	١٠٢

فہرست رسالہ ’’ خطبہ مختصر کیجئے‘‘

عرض مرتب	۱۰۸
خطبہ کا مختصر ہونا سمجھداری ہے اور خطبہ کو لمبا کرنا غیر سمجھداری کا ثبوت ہے.....	۱۰۹
آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانہ اور خطبہ بھی	۱۱۱
اس تعارض کا حل خطبہ طویل ہو اور نماز کو مختصر، یا دونوں معتدل یہ کیسے؟.........	۱۱۲
نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا آدمی کی فقاہت اور سمجھ کی دلیل ہے........	۱۱۳
رسول اللہ ﷺ نے لمبے خطبے سے منع فرمایا........................	۱۱۵
رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا........................	۱۱۶
آپ ﷺ کا خطبہ لمبا نہیں تھا، بلکہ چند آسان کلمات ہوتے تھے..........	۱۱۶
رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوٹا (اور مختصر) پڑھتے تھے........................	۱۱۶
تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو خطبہ کو لمبا کرے گی اور نماز کو مختصر...........	۱۱۷
آپ ﷺ کسی امیر کو روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: خطبہ کو مختصر کرنا..........	۱۱۷
علماء وہ ہیں جو خطبہ کو مختصر کریں........................	۱۱۸
نماز کو بہتر طریقے سے پڑھو، اور اس خطبہ کو مختصر کرو........................	۱۱۸
ائمۂ اربعہ کے نزدیک خطبہ کو مختصر اور نماز کو طویل کرنا سنت ہے...............	۱۱۹
کیا ہر ایک خطبہ طوال مفصل کی مقدار کے برابر ہے یا دونوں؟..............	۱۲۰
لمبے خطبہ کی عادت بنالینا مکروہ ہے، کبھی ہو جائے تو گنجائش ہے............	۱۲۱
خطبہ طویل دینا حجاج بن یوسف ثقفی کا طریقہ تھا........................	۱۲۱
خطبہ کتنی منٹ کا ہونا چاہئے........................	۱۲۲

خاتمہ......نمبر:۱	۱۲۳
نمازیں مختصر پڑھائیں	۱۲۳
آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی	۱۲۶
سفر میں نماز بہت ہی مختصر پڑھانی چاہئے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا واقعہ......	۱۲۸
خاتمہ......نمبر:۲	۱۲۹
جس امام سے مقتدی معقول وجہ سے ناراض ہوں اس پر لعنت	۱۲۹
جس امام سے مقتدی ناراض ہوں، وہ سخت عذاب میں ہوگا	۱۳۰
دس آدمی کی نماز اللہ تعالی ہر گز قبول نہیں فرماتے	۱۳۰
خاتمہ......نمبر۳/	۱۳۲
کیا حرمین شریفین کا عمل حجت ہے؟	۱۳۲
حرمین شریفین کی اتباع کا دعوی کرنے والوں کا: ۲۷/مسئلوں میں حرمین شریفین سے اختلاف	۱۳۴

فہرست رسالہ ”خطبہ کے مسائل“

پیش لفظ..	۱۳۹
خطبہ..	۱۴۰
خطبہ کے فرائض..	۱۴۰
فرائض خطبہ کے مسائل..	۱۴۰
متفرق مسائل..	۱۴۱
خطبہ کا طریقہ..	۱۴۱
خطبہ کی سنتیں ومستحبات وغیرہ......ما یتعلق بالخطیب..	۱۴۳
متفرق مسائل......ما یتعلق بالخطیب..	۱۴۷
خطبہ کی سنتیں ومستحبات وغیرہ......ما یتعلق بالمستمعین..	۱۵۰
خطبہ کے ممنوعات ومکروہات وغیرہ......ما یتعلق بالخطیب..	۱۵۲
ممنوعات ومکروہات خطبہ......ما یتعلق بالمستمعین..	۱۵۵
متفرق مسائل..	۱۵۸
نماز جمعہ کے چند مسائل..	۱۶۰
نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں..	۱۶۰
نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں..	۱۶۰
نماز جمعہ کے متفرق مسائل..	۱۶۶
نماز جمعہ کے سنن وآداب..	۱۷۳
جمعہ کی سنتیں کتنی رکعتیں ہیں اور کس طرح پڑھی جائیں؟..	۱۷۴

فہرست رسالہ: ''یوم جمعہ کے چند اعمال''

پیش لفظ	۱۷۷
شب جمعہ دعا کی قبولیت کی رات ہے	۱۷۹
شب جمعہ میں سورۂ دخان کی فضیلت	۱۷۹
شب جمعہ میں سورۂ یٰسین کی فضیلت	۱۸۰
والدین کی قبر کے پاس یٰسین پڑھنے کی فضیلت	۱۸۱
شب جمعہ یا یوم جمعہ میں سورۂ کہف کی فضیلت	۱۸۱
شب جمعہ میں سورۂ بقرہ وآل عمران کی فضیلت	۱۸۳
شب جمعہ میں سورۂ صافات کی فضیلت	۱۸۳
جمعہ کے دن سورۂ ھود پڑھو	۱۸۳
جمعہ کی رات میں نماز اور حفظ قرآن کا نسخہ	۱۸۴
جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کے فوائد	۱۸۶
جمعہ کے دن نماز فجر کی جماعت کی فضیلت	۱۸۶
جمعہ کے دن عمامہ باندھنے کی فضیلت	۱۸۷
جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت	۱۸۷
جمعہ کے دن مسجد کا دروازہ پکڑ کر پڑھنے کی دعا	۱۸۷
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا جمعہ کو منبر پر سورہ یسین پڑھنا	۱۸۸
نماز جمعہ کی عجیب فضیلت	۱۸۸
ایک سال کے روزوں اور قیام کے برابر اجر	۱۸۹
پورے ہفتے کے گناہوں کے معافی والے اعمال	۱۸۹

ایک لاکھ گناہوں کو معاف کرنے والی تسبیح	١٩٠
پورا ہفتہ ہر برائی سے محفوظ رکھنے والا وظیفہ	١٩٠
سارے گناہوں کو معاف کرنے والی تسبیح	١٩٠
ہر دعا کی قبولیت کا وظیفہ	١٩١
جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت مطلوب ہے	١٩٣
اسی (٨٠) سال کے گناہوں کا معاف کرانے والا درود	١٩٣
دنیا میں جنت دکھانے والا درود	١٩٣
قیامت کے دن چہرہ پر عجیب نور لانے والا درود	١٩٤
سو مرتبہ درود پڑھنے پر سو حاجتوں کا پورا ہونا	١٩٤
٧/جمعہ پڑھنے پر شفاعت واجب کرنے والا درود	١٩٥
سو سال کے گناہوں کو معاف کرنے والا درود	١٩٥
جمعہ کے دن نیکی کا اجر اور برائی کا وزر بڑھ جاتا ہے	١٩٦
جمعہ کے دن جنت واجب کرنے والے پانچ اعمال	١٩٦
جمعہ درست ہو تو پورا ہفتہ درست رہتا ہے	١٩٧
کبائر سے اجتناب ہو تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں سے کفارہ ہے	١٩٧
جمعہ کو والدین کی قبر کی زیارت کی فضیلت	١٩٨
جمعہ کے دن روزہ و صدقہ پر گناہوں کی معافی	١٩٨

فہرست رسالہ ''جمعہ کے دن نکاح مستحب ہے''

پیش لفظ..	۲۰۰
جمعہ کے فضائل..	۲۰۰
جمعہ کے دن عصر کے بعد کا وقت..	۲۰۱
نکاح ہر وقت اور ہر دن جائز ہے..	۲۰۲
جمعہ کے دن پانچ اعمال پر وجوب جنت کی بشارت..	۲۰۲
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد: جمعہ کا دن نکاح کا دن ہے..........	۲۰۳
فقہاء ومحدثین کی عبارتیں..	۲۰۳
اکابر کے چند فتاوی..	۲۰۵
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا فتوی..	۲۰۵
''فتاوی دینیہ'' کا فتوی..	۲۰۵
حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہم کا فتوی..	۲۰۵
حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب مدظلہم کا فتوی..............	۲۰۶
حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب مدظلہم کی تحقیق..	۲۰۶
فقہ شافعی کی صراحت..	۲۰۶
خاتمہ......شوال میں نکاح..	۲۰۷
شوال کی وجہ تسمیہ..	۲۰۹

فہرست رسالہ ’’عیدگاہ شہر سے باہر ہو‘‘

پیش لفظ..	۲۱۱
احادیث نبوی ﷺ..	۲۱۲
عبارات محدثین......عبارات فقہاء..	۲۱۲
خلاصۂ احادیث وعبارات..	۲۱۵
اکابر علماء وارباب افتاء کے فتاوی......مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ کا فتوی.	۲۱۵
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ کے فتاوی..............	۲۱۵
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی..............	۲۱۶
حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کے فتاوی..............	۲۱۶
حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے فتاوی..............	۲۱۹
حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے فتاوی..............	۲۲۱
حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے فتاوی..............	۲۲۱
حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتوی..............	۲۲۲
حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ کا فتوی..............	۲۲۲
حضرت مولانا مفتی اسحاق صاحب رحمہ اللہ کا فتوی..............	۲۲۲
حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہم کے فتاوی..............	۲۲۳
حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہم کی تحریرات..............	۲۲۴
بڑے شہروں میں شہر کے اندر بھی کسی میدان میں عیدگاہ کا ثواب ملے گا..............	۲۲۵
حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمہ اللہ کا فتوی..............	۲۲۵
آخری بات......آپ ﷺ کا عمل معجزہ ہے..............	۲۲۶

فہرست رسالہ ''تکبیر تشریق کے مسائل''

عرض مرتب	۲۲۸
تکبیر تشریق......تشریق کی وجہ تسمیہ	۲۲۹
تکبیر تشریق کی اصلیت	۲۳۰
یوم عرفہ کی فجر سے تکبیر تشریق کیوں پڑھی جاتی ہے؟	۲۳۱
تکبیر تشریق کے مسائل	۲۳۱
امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا تکبیر تشریق بھول جانا اور اس واقعہ سے حاصل شدہ چند فوائد (حاشیہ)	۲۳۴
تکبیر تشریق کے بارے میں آثار صحابہ	۲۳۶
کیا تکبیر تشریق کے الفاظ حدیث سے ثابت ہیں	۲۳۶
تکبیرات تشریق ایک مرتبہ کہے یا زائد	۲۳۸
عید الفطر میں عید گاہ جاتے ہوئے تکبیر بلند آواز سے کہے یا آہستہ؟	۲۳۹
مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کے درمیان تکبیر تشریق پڑھی جائے؟	۲۴۱
تکبیر تشریق کی تعداد تیئیس نمازیں ہیں یا عید کے ساتھ چوبیس؟	۲۴۴
عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے راستہ میں جاتے اور آتے ہوئے دونوں وقتوں میں تکبیر تشریق پڑھنے کا حکم ہے یا صرف جاتے ہوئے؟	۲۴۵
تکبیرات تشریق کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ میں اختلاف کی تحقیق......از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم......	۲۴۷
ایک ضروری وضاحت۔ ایام عشرہ میں بھی تکبیرات کا اہتمام کرنا چاہئے......	۲۴۹

فہرست رسالہ: ’’منبر کے احکام‘‘

منبر کا لغوی معنی	۲۵۳
سب سے پہلے منبر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے استعمال فرمایا......	۲۵۳
حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی منبر استعمال فرمایا............	۲۵۴
آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کرنا........................	۲۵۵
استوانہ حنانہ کی تدفین........................	۲۵۷
منبر شریف کی بلندی اور طول وعرض........................	۲۵۸
منبر نبوی ﷺ کی جدید پیمائش........................	۲۵۹
منبر بنانا سنت ہے.....منبر کہاں ہونا چاہئے؟..................	۲۵۹
محراب میں منبر بنانا........................	۲۶۰
اس وقت مسجد نبوی ﷺ میں منبر، مصلی رسول اللہ ﷺ سے فاصلہ پر ہے، اس پر اشکال اور اس کا جواب........................	۲۶۱
منبر اور آپ ﷺ کی نماز کی جگہ کا درمیانی فاصلہ چودہ گز ایک بالشت تھا.....	۲۶۳
مسجد نبوی کی قبلہ رخ دیوار منبر سے ایک گز یا کچھ زائد پیچھے کو ہٹی ہوئی تھی......	۲۶۴
منبر نبوی ﷺ کے درجات تین تھے........................	۲۶۵
’’مرقاتین‘‘ کی روایت سے تعارض اور اس کا حل........................	۲۶۷
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لمبے منبر کو تڑوانے کا حکم دینا............	۲۶۷
مروان نے منبر کے درجات میں تبدیلی کی........................	۲۶۸
امام اور مقتدیوں کے درمیان منبر کا فصل........................	۲۶۸

خطبہ منبر پر ہو....................	۲۶۹
خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھے......خطبہ کس زینے پر پڑھے؟....................	۲۷۰
خطبہ جمعہ ایک منبر پر بیٹھ کر، ایک کھڑے ہو کر دینا....................	۲۷۱
دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا....................	۲۷۱
منبر پر دعا کرنا اور اس پر آمین کہنا......منبر کو عیدگاہ میں لے جانا یا وہاں منبر بنانا	۲۷۲
منبر کی سیڑھی پر سجدہ کرنے کا حکم....................	۲۷۴
منبر سے متصل مغربی جانب مسجد کا بیت الخلاء وغیرہ بنانا....................	۲۷۴
منبر کے ہدیہ کے متعلق چند مسائل....................	۲۷۵
آپ ﷺ کے منبر اطہر کے متعلق چند روایات....................	۲۷۶
آپ ﷺ کے منبر شریف کو چھونا....................	۲۷۶
(۳)......منبر شریف پر چڑھتے وقت جوتے نکال دینا....................	۲۷۷
منبر شریف کے پاس جھوٹی قسم کھانے پر سخت وعید....................	۲۷۸
میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے..	۲۷۹
میرے اس منبر کے پائے جنت میں نصب کئے ہوئے ہیں....................	۲۸۰
میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہوگا....................	۲۸۰
میرے منبر کے پائے جنت میں دیکھے گئے....................	۲۸۱
آپ ﷺ کے عصا مبارک کی لمبائی کتنی ہونی چاہئے؟....................	۲۸۲
ایک قابل افسوس واقعہ....................	۲۸۲
حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے عصا مبارک کی لمبائی....................	۲۸۳

جمعہ اور عیدین اول وقت میں پڑھئے

نماز جمعہ اور عیدین میں تاخیر خلاف سنت ہے، اور تعجیل مطلوب ہے، اس مختصر رسالہ میں احادیث و آثار اور فقہاء کی عبارتوں اور اکابر کے فتاوی سے اس مسئلہ پر مختصر کلام کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے یہاں اکثر جگہوں پر دیکھا گیا کہ جمعہ کی نماز موسم سرما میں تاخیر سے پڑھی جاتی ہے،اور بعض مساجد میں تو اس قدر تاخیر سے ہوتی ہے کہ وقتِ عصر شافعی شروع ہو جاتا ہے یا جمعہ کے بعد کی سنتیں عصر شافعی کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں، ہمارے ائمہ مساجد اور علماء کرام اور مساجد کے ذمہ داروں کو اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے،اور پورے سال جمعہ کی نماز اول وقت میں پڑھی جائے اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

جمعہ کا اصل وقت تو ظہر کی طرح ہے کہ: زوال سے شروع ہو کر عصر تک رہتا ہے، یعنی مثلین تک، لیکن فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ جمعہ گرمی ہو یا سردی ہر موسم میں اول وقت میں پڑھنا پڑھنا چاہئے۔علامہ شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’وقال الجمهور : ليس بمشروع لانها تقام جمع عظيم ، فتاخيرها مفض الى الحرج ‘‘۔

(شامی ص۲۵ ج۲، مطلب: فی طلوع الشمس من مغربها ، كتاب الصلوة ، ط : دار الباز، مكة)

حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ فرماتے ہیں کہ:

پس جو احناف نماز جمعہ میں غیر معمولی تاخیر کرتے ہیں وہ مذہب احناف کا غلط استعمال کرتے ہیں۔نماز جمعہ احناف کے نزدیک بھی ہمیشہ جلدی پڑھنی چاہئے خواہ سردی ہو یا گرمی۔آنحضور ﷺ کا دائمی معمول زوال کے ساتھ ہی جمعہ پڑھ لینے کا تھا۔

(تحفۃ الالمعی ص۴۵۳ ج۱، باب ما جاء فی التعجيل بالظهر)

پس بعض احناف جو زوال سے ایک دو گھنٹے کے بعد جمعہ پڑھتے ہیں یہ غلط طریقہ ہے،

یہ آنحضور ﷺ کی سنت مستمرہ کی خلاف ورزی ہے، اس کو بدلنا ضروری ہے، اللہ تعالی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(تحفۃ الالمعی ص ۳۷۱ ج ۲، باب ما جاء فی وقت الجمعۃ)

راقم نے یہاں برطانیہ میں دیکھا کہ اکثر مساجد میں جمعہ کی نماز خاص کر موسم سرما میں بہت تاخیر سے ادا کی جاتی ہے۔ یہاں موسم سرما میں بعض مہینوں میں ظہر کا ابتدائی وقت گیارہ بج کر پچاس منٹ پر شروع ہو جاتا ہے، اور عصر شافعی ایک بج کر اکتیس منٹ پر ہوتا ہے، ایسے ایام میں ایک بجے اور بعض مساجد میں تو سوا ایک بجے جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ اب اگر خطبہ اور نماز ایک بج کر تیس منٹ پر ختم ہوئی تو جمعہ کی بعد کی سنتیں یقیناً شافعی وقت میں ادا ہوں گی، اور اگر امام صاحب نے خطبہ طویل کر دیا- جیسا کہ آج کل کئی مساجد میں اس طرح طویل خطبوں کا رواج شروع ہو گیا ہے، جو سراسر حدیث وفقہ کے خلاف ہے- تو نماز جمعہ بھی وقت عصر میں ہو جائے گی۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ: اپنے مسلک کے اعتبار سے اگر مکروہ کا ارتکاب نہ ہو دوسرے مسلک کی رعایت مندوب ہے:

"لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام ، لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذھبہ"۔

(شامی ص ۲۷۸ ج ۱، مطلب : فی ندب مراعاۃ الخلاف اذا لم یرتکب مکروہ مذھبہ ، کتاب الطھارۃ ، ط : مکۃ المکرمۃ ، مکتبۃ دار الباز)

اس لئے بہت ضروری ہے کہ اس خلاف سنت عمل کی اصلاح کی جائے، اور جمعہ و عیدین دونوں اول وقت میں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ عوام اور مساجد کے ذمہ داروں کو مسئلہ سے واقف کر کے متوجہ کیا جائے کہ یہ خلاف سنت عمل ہے، انشاء اللہ بار بار

متوجہ کرنے پر اصلاح ہوسکتی ہے، مساجد کے ذمہ داروں میں بہت سے حضرات دین دار ہیں، اگر انہیں صحیح مسائل سمجھا دیئے جائیں تو ضرور ان پر عمل کے لئے آمادہ ہوں گے۔

ایک اشکال کہ: تاخیر جائز تو ہے

بعض حضرات کا یہ بھی خیال ہے کہ چلو تاخیر سے جمعہ وعیدین جائز تو ہیں، پھر خوامخواہ جلد بازی کی کیا ضرورت ہے؟ ان کی خدمت میں بہت ادب سے درخواست ہے کہ جائز تو ہے، مگر سنت کے خلاف ہے، اگر ہم جان بوجھ کر سنت کی مخالفت کریں گے تو کیا تارک سنت کی وعید میں شامل نہیں ہوں گے؟

پھر اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہئے کہ اسلام میں جمعہ کا دن بہت اہمیت اور فضائل کا حامل ہے، اسی طرح عیدین کے دونوں دن بھی بابرکت ہیں، اگر مسلمان اور نمازی حضرات جمعہ اور عیدین کے بابرکت اور فضائل والے ایام میں بلا عذر سنت کو چھوڑتے رہیں گے تو ترک سنت کی وعید کے علاوہ اس قباحت میں اور شدت آجائے گی، اس لئے بہر حال ان دونوں بابرکت ایام میں سنت کے مطابق جمعہ اور عیدین ادا کرنی چاہئے۔

سعی اور ترک بیع کا وجوب زوال سے ہے یا اذان سے؟

علماء کی ایک جماعت کا رجحان تو یہ ہے کہ بیع وشراء کی حرمت کا تعلق اذان اول سے نہیں، بلکہ زوال سے ہی ہوجاتا ہے:

(۱)......عن کلثوم بن جَبر قال : قال لی مسلم بن یسار : اذا علمت ان النهار قد انتصف یوم الجمعة فلا تبتاعن شیئا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۰ ج۴، الساعة التی یکره فیها الشراء والبیع ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۵۴۲۶)

ترجمہ:......حضرت کلثوم بن جبر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: مجھ سے حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے فرمایا: جب جمعہ کے دن تجھے زوال شمس کا علم ہو جائے تو ہرگز کسی چیز کی خرید وفروخت نہ کرنا۔

(۲)......عن الضحاک قال : اذا زالت الشمس من یوم الجمعة فقد حرم البیع و الشراء حتی تقضی الصلوۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۰ ج۴، الساعة التی یکرہ فیها الشراء والبیع ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۴۲۸)

ترجمہ:......حضرت ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب جمعہ کے دن زوال شمس ہو جائے (اس وقت سے لے کر) جمعہ کی نماز سے فارغ ہونے تک خرید وفروخت حرام ہے۔

(۳)......عن عطاء ، و عن بعض اصحابه ، عن الحسن : انهما قالا ذلک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۰ ج۴، الساعة التی یکرہ فیها الشراء والبیع ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۴۲۹)

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ اوران کے بعض اصحاب سے مروی ہے کہ: حضرت عطاء اور حضرت حسن رحمہما اللہ بھی یہی فرماتے ہیں (جب جمعہ کے دن زوال شمس ہو جائے (اس وقت سے لے کر) جمعہ کی نماز سے فارغ ہونے تک خرید وفروخت حرام ہے)۔

(۴)......عن القاسم بن محمد : انه اشتری من رجل شیئا یوم الجمعة ، فلقیه بعد ذلک فقال : تارِکْنی البیع ، فانی اَحْسَبُنِی اشتریتُ منک ما اشتریتُ بعد زوال الشمس۔

ترجمہ:......حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے ایک آدمی سے جمعہ

کے دن کوئی چیز خریدی، پھر ان سے اس کے بعد ملے تو فرمایا کہ: (اس) بیع کو ختم کردو، اس لئے کہ میرا گمان یہ ہے کہ: میں نے تم سے جو کچھ خریدا زوال شمس سے بعد خریدا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۰ ج۴، الساعة التی یکره فیها الشراء والبیع ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۵۴۳۰)

(۵)......عن عبد الکریم ، عن مجاهد – او غیره – قال : من با ع شیئا بعد زوال الشمس یوم الجمعة ، فان بیعه مردود، الخ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲۰ ج۴، الساعة التی یکره فیها الشراء والبیع ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۵۴۳۱)

ترجمہ:......حضرت عبدالکریم رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یا کسی اور سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے فرمایا: جس نے زوال شمس کے بعد بیع کی تو وہ مردود ہے۔

(۱)...... وقال بعض العلماء : یجب السعی وترک البیع بدخول الوقت ،لان التوجه الی الجمعة یجب بدخول الوقت ، وان لم یؤذن لها احد ، ولهذا لا یعتبر الاذان قبل الوقت۔

(تبیین الحقائق ص۲۲۳ ج۱، مکتبہ امدادیہ، ملتان ۔(ص۵۳۷ ج۱، مکتبہ زکریا، دیوبند)

ترجمہ:......بعض علماء نے کہا ہے کہ: سعی اور ترک بیع کا وجوب جمعہ کا وقت شروع ہونے سے ہوتا ہے، کیونکہ جمعہ کی طرف توجہ کا وجوب' وقت شروع ہونے سے ہوتا ہے، اگر چہ کسی نے بھی اس کے لئے اذان نہ کہی ہو، اسی لئے وقت سے پہلے اذان کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔

(۲)...... وقال الامام الزاهد : المراد بالنداء دخول الوقت اذ به یحرم البیع دون

الاذان نفسه۔(تفسیرات احمدیہ ص۷۰۵/۷۰۶،سورۃ الجمعۃ، مطبع:الکریمی،ممبئ)

ترجمہ:……امام زاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ:''نداء'' سے مراد وقت کا شروع ہونا ہے کہ اس سے بیع حرام ہوتی ہے، عین اذان مراد نہیں ہے۔

(۳)……قوله تعالى :﴿وذروا البيع﴾ اختلف السلف فى وقت النهى عن البيع ، فروى عن مسروق والضحاک و مسلم بن يسار ان البيع يحرم بزوال الشمس، وقال مجاهد والزهرى : يحرم بالنداء ، وقد قيل : ان اعتبار الوقت فى ذلک اولى اذا کان عليهم الحضور عند دخول الوقت ، فلا يسقط ذلک عنهم تأخير النداء ، ولما لم يكن للنداء قبل الزوال معنى دل ذلک على ان النداء الذى بعد الزوال ، انما هو بعد ما قد وجب اتيان الصلوة۔

(احکام القرآن (حضرت کاندھلوی) ص۶۳ ج۵، ط:ادارۃ القرآن،کراچی)

ترجمہ:……ارشاد باری تعالیٰ:﴿وذروا البيع﴾ بیع سے ممانعت کے وقت کے بارے میں سلف میں اختلاف ہوا ہے۔حضرت مسروق، حضرت ضحاک اور حضرت مسلم بن یسار رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ: زوال آفتاب سے ہی بیع حرام ہوجاتی ہے۔حضرت مجاہد اور حضرت زہری رحمہما اللہ کا قول ہے کہ: اذان سے حرام ہوتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ: اس بارے میں وقت کا اعتبار کرنا اولی ہے، کیونکہ وقت شروع ہونے پر لوگوں کے ذمے جمعہ کے لئے حاضری واجب ہوتی ہے، لہذا اذان کو مؤخر کرنا ان سے اس واجب کو ساقط نہیں کرے گا۔(فتاوی قاسمیہ ص۲۹۲ ج۹)

برطانیہ میں ظہر بھی اکثر تاخیر سے پڑھی جاتی ہے، یہ بھی قابل غور ہے

اسی طرح موسم سرما میں ظہر کی نماز بھی ہمارے یہاں برطانیہ کی اکثر مساجد میں تاخیر

سے پڑھی جاتی ہے، حالانکہ احادیث میں بہت واضح طور سے حکم دیا گیا ہے کہ: صرف گرمی میں ظہر کی نماز کو تاخیر سے پڑھو۔ اور یہ حکم بھی وجوبی نہیں استحبابی ہے:

(۱)......قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم۔

(بخاری، باب الابراد بالظهر فی شدة الحرّ ، كتاب مواقيت الصلوة ، رقم الحديث:۵۳۸)

ترجمہ:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے۔

ہاں سخت گرمی میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھ سکتے ہیں، مگر یہاں کا موسم ہی سرد ہے، اس لئے گرمی میں بھی ظہر اول وقت میں پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ حدیث میں سخت گرمی کی وجہ سے تاخیر کا حکم ہے، اور یہاں کا موسم سخت گرمی کا نہیں ہوتا۔

اللہ تعالی اس مختصر تحریر کو نافع بنائے۔ اللہ کرے کہ یہ رسالہ سنت کے زندہ کرنے کا ذریعہ بنے۔ اور ہماری یہ اہم عبادتیں بہترین ایام میں سنت کے موافق ادا ہوں۔

مرغوب احمد لاجپوری

۲۹ /ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۶ /جنوری ۲۰۱۹

بروز اتوار

آپ ﷺ زوال آفتاب کے وقت جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے

(۱)......انس بن مالک رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی الجمعة حین تمیل الشمس۔

(بخاری، باب وقت الجمعة اذا زالت الشّمس ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۹۰۴)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ زوال آفتاب کے وقت جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے۔

جمعہ کی نماز کے بعد واپس آتے تو دیواروں کا زیادہ سایہ نہیں ہوتا تھا

(۲)......حدثنا ایاس بن سلمة ابن الاکوع قال : حدثنی ابی – وکان من اصحاب الشجرة – قال : کنا نصلی مع النبی صلی الله علیه وسلم الجمعة ثم ننصرف ، و لیس للحیطان ظل نستظلُّ فیه۔

(بخاری، باب غزوة الحدیبیة ، کتاب المغازی ، رقم الحدیث:۴۱۶۸)

ترجمہ:......ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے حدیث بیان کی کہ: انہوں نے کہا: مجھے میرے والد نے حدیث بیان کی- اور وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے- کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے، اور واپس آتے تھے تو دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ اس میں بیٹھ کر راحت حاصل کی جا سکے۔

تشریح:......چونکہ حجاز خط استواء سے قریب ہے اس لئے زوال کے وقت وہاں سایہ اصلی بہت کم ہوتا ہے جس میں بیٹھ کر سستایا جا سکتا۔ جمہور کے نزدیک اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ: ہم جمعہ کی نماز میں تعجیل کیا کرتے تھے۔ (کشف الباری ص۳۸۶، کتاب المغازی)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں تحریر

فرماتے ہیں کہ:اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کی نماز ظہر کے شروع وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

’’والمعنی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلّی الجمعۃ فی اول وقت الظہر‘‘۔

(بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد ص۱۰۶ ج۵، باب فی وقت الجمعۃ، تحت رقم الحدیث :۱۰۸۵)

زوال ہوتے ہی جمعہ ادا کرلینا نبی کریم ﷺ کی سنت مستمرہ ہے،خواہ گرمی ہو یا سردی،پس جمعہ کی نماز زوال ہوتے ہی فوراپڑھنی چاہئے۔(تحفۃ القاری ص۲۷۷ ج۸)

جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد اونٹوں کو آرام دیتے تھے

(۳)......عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال : کنّا نصلّی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ثم نرجع فَنُرِیْح نواضِحَنا ، قال حسن : فقلت لجعفر : فی ایّ ساعۃٍ تلک ؟ قال : زوالُ الشّمس۔

(مسلم، باب صلوۃ الجمعۃ حین تزول الشمس ، کتاب الجمعۃ ، رقم الحدیث:۸۵۸)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے، پھر لوٹ کر جاتے تھے اور اپنے پانی لانے والے اونٹوں کو آرام دیتے تھے۔(حضرت)حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے (حضرت)جعفر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ: یہ کس وقت میں ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا: زوال شمس کے وقت۔

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز جلدی پڑھتے تھے

(۴)......سھل بن سعد رضی اللہ عنہ قال : کنّا نبکر الی الجمعۃ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:......حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ

جمعہ کی نماز جلدی پڑھتے تھے۔

(سنن دارقطنی ص۱۴ ج۲، باب صلوۃ الجمعة قبل نصف النهار ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث :

۱۶۱۳)

ہم جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ کرتے تھے اور کھانا کھاتے تھے

(۵)......انس بن مالک رضی الله عنه قال : کنا نُبکِّر بالجمعة و نَقِیل بعد الجمعة۔(بخاری، باب وقت الجمعة اذا زالت الشّمس ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۹۰۵)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہم جمعہ کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور اس کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

(۶)......عن سهل... رضی الله عنه قال : ما كنا نَقِیل و لا نتغدی الا بعد الجمعة۔

(بخاری، باب قول الله تعالى :﴿فاذا قضيت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله﴾

کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۹۳۹)

ترجمہ:......حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہم جمعہ کی نماز کے بعد قیلولہ کرتے تھے اور کھانا کھاتے تھے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں کہ: یہ دونوں (یعنی: نَقِیل و نتغدی) کنایہ ہیں تبکیر سے، یعنی جلدی سے۔

”قال فی " المجمع " : هما كنايتان عن التبكير“۔

(بذل المجہود سنن ابی داؤد ص۱۰۷ ج۵، باب فی وقت الجمعة ، تحت رقم الحدیث :۱۰۸۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زوال کے بعد جمعہ کی نماز پڑھی

(۷)......وفی حدیث السقيفة : عن ابن عباس رضی الله عنهما قال : فلما كان يوم

الجمعة و زالت الشمس خرج عمر رضی الله عنه فجلس علی المنبر۔

(عمدۃ القاری ص ۲۸۷ ج ۶، باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس ، کتاب الجمعة)

ترجمہ:......حدیث السقیفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: جب جمعہ کا دن تھا اور زوال آفتاب ہوگیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھتے تو کبھی سایہ ہوتا، کبھی نہیں ہوتا

(۸)......عن ابی رزین قال : کنا نصلی مع علی رضی الله عنه الجمعة ، فاحیانا نجد فیئا ، واحیاناً لا نجده۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۶۴ ج ۴، من کان یقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر، کتاب الصلوة رقم الحدیث:۵۱۸۶)

ترجمہ:......حضرت ابورزین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز (ایسے وقت میں) ادا کرتے تھے کہ کبھی تو سایہ ہوتا تھا اور کبھی نہیں ہوتا تھا۔

عمار رضی اللہ عنہ نے جمعہ ایسے وقت پڑھا کہ شبہ ہوا کہ ابھی زوال نہیں ہوا

(۹)......عن بلال العبسی : ان عمارا رضی الله عنه صلی بالناس الجمعة ، والناس فریقان : بعضهم یقول : زالت الشمس ، وبعضهم یقول : لم تزُل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۶۳ ج ۴، من کان یقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر، کتاب الصلوة رقم الحدیث:۵۱۸۲)

ترجمہ:......حضرت بلال عبسی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمار رضی اللہ عنہ لوگوں کو جمعہ کی نماز (ایسے وقت میں) پڑھاتے تھے کہ اس بارے میں لوگوں کے دو نظریے ہیں،

بعض کہتے ہیں کہ: اس وقت زوال ہوجا تا تھا، اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ: ابھی تک زوال نہیں ہوتا تھا۔

تشریح: ...... حدیث کا مطلب یہی ہے کہ: اس قدر جمعہ کی نماز میں تعجیل کی جاتی تھی کہ لوگوں کو یہ لگتا تھا کہ ابھی زوال نہیں ہوا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جمعہ اس وقت ادا کرتے کہ سایہ کم ہوتا تھا

(۱۰)......عن ابن عون قال : كانوا يصلّون الجمعة فى عهد عمر بن عبد العزيز رحمه الله والفىء هُنَيُهَةٌ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۴ ج۴، من كان يقول : وقتها زوال الشمس وقت الظهر، كتاب الصلوة رقم الحديث:۵۱۸۴)

ترجمہ:...... حضرت ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ میں جمعہ کی نماز (ایسے وقت میں) ادا کرتے تھے کہ سایہ بہت کم ہوتا تھا۔

حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور جمعہ کا وقت

(۱۱)......عن عبد الله بن سيدان السُّلمى قال : شهدت الجمعة مع ابى بكر الصديق رضى الله عنه ، فكانت خطبته وصلوته قبل نصف النهار ، ثم شهدنا مع عمر رضى الله عنه ، فكانت خطبته وصلوته الى ان اقول : انتصف النهار ، ثم شهدنا مع عثمان رضى الله عنه ، فكانت خطبته وصلوته الى ان اقول : زال النهار ، فما رأيت احدا عاب ذلك ولا انكره۔

ترجمہ:...... حضرت عبداللہ بن سیدان سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا، تو آپ کی نماز اور خطبہ نصف النہار سے قبل تھا،

پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا، تو آپ کی نماز اور خطبہ میں کہہ سکتا ہوں کہ نصف النہار (کے وقت تک) تھا، پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا، تو میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کی نماز اور خطبہ ایسے وقت تھا کہ زوال نہار ہو چکا تھا۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ کوئی اس پر عیب لگاتا ہو یا کسی کا انکار کرتا ہو

(سنن دار قطنی ص۱۴ ج۲، باب صلوة الجمعة قبل نصف النهار ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث : ۱۶۰۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۱ ج۴، من كان يقيل بعد الجمعة و يقول : هى اول النهار ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۱۷۴)

تشریح:...... انتصاف نہار اگر چہ ایک آنی چیز ہے، لیکن توسعاً اس کا اطلاق ایک طویل وقت پر ہوتا ہے، یہاں تک کہ مابعد الزوال کو بعض اوقات نصف النہار کہہ دیا جاتا ہے۔

اس روایت میں دراصل حضرت عبداللہ بن سیدان رحمہ اللہ کا اصل مقصد تینوں حضرات کے وقت میں ترتیب بیان کرنا ہے، اور منشاء یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زوال کے بعد اتنی جلدی نماز پڑھ لیتے تھے کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا تھا کہ ابھی انتصاف نہار نہیں ہوا، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے کچھ دیر بعد ایسے وقت نماز پڑھتے تھے جبکہ کہنے والا یہ کہہ سکتا تھا کہ نصف النہار اب ہو رہا ہے، اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نماز جمعہ ایسے وقت پڑھتے تھے جس میں کسی کو بھی انتصاف نہار کا شبہ نہ رہتا تھا۔

اس کی نظیر ''سنن نسائی'' میں مروی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا نزل منزلا لم يرتحل منه حتى يصلى الظهر ، فقال رجل : وان كانت بنصف النهار ؟ قال : وان كانت بنصف النهار''۔

(نسائی ص۸۷ ج۱، باب تعجيل الظهر فى السفر ، كتاب المواقيت ، رقم الحديث:۴۹۹)

ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب کسی کے نزدیک نہیں ہوسکتا کہ آپ نصف النہار سے پہلے یا نصف النہار کے وقت ظہر پڑھ لیتے تھے، بلا شک اس کا مطلب یہ ہے کہ: آپ اتنی جلدی ظہر پڑھ لیتے تھے کہ بعض لوگوں کو انتصاف نہار میں شک ہوتا تھا، یہی معنی حضرت عبداللہ بن سیدان رحمہ اللہ کی روایت میں مراد ہیں۔

(درس ترمذی ص۲۷۹ ج۲، باب ما جاء فی وقت الجمعة ، ابواب الجمعة)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ چاشت کے وقت پڑھائی

(۱۲)......عن عبد الله بن سلِمة قال : صلّى بنا عبد الله رضى الله عنه الجمعة ضحى ، وقال : خشيت عليكم الحرّ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۲ ج۴، من كان يقيل بعد الجمعة و يقول : هى اول النهار ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۱۷۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز چاشت کے وقت میں پڑھائی، اور فرمایا کہ: مجھے تم پر گرمی کا خوف ہے (اس لئے جلدی نماز پڑھائی)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ چاشت کے وقت پڑھائی

(۱۳)......عن سعيد بن سويد قال : صلى بنا معاوية رضى الله عنه الجمعة ضحى۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۶۲ ج۴، من كان يقيل بعد الجمعة و يقول : هى اول النهار ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۱۷۷)

ترجمہ:......حضرت سعید بن سوید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز چاشت کے وقت میں پڑھائی۔

تشریح: ......ان دونوں روایتوں کا مطلب بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما نے جمعہ کی نماز اتنی جلدی پڑھی کہ راوی نے اس کو ضحیٰ سے تعبیر کر دیا، **واللہ تعالی اعلم۔**

اکابر کے چند فتاوی

(۱)......حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی:

جمعہ وظہر کا وقت ایک ہے، مگر جمعہ کو ذرا پہلے پڑھنا کہ لوگ سویرے سے آئے ہیں ان کو جلد فراغت ہو جائے تو بہتر ہے۔ (تالیفات رشیدیہ۔ فتاوی رشیدیہ ص۲۵۳)

جمعہ کا اول وقت ہونا مستحب ہے۔ (باقیات فتاوی رشیدیہ ص۱۸۴)

(۲)......حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ کا فتوی:

جمعہ میں تعجیل افضل ہے، ایک بجے، سوا بجے پڑھنے والے (اڑھائی بجے پڑھنے والوں سے) افضلیت پر ہیں۔ (عزیز الفتاوی ص۲۸۴، سوال نمبر: ۴۳۰۔ جمعہ کا افضل وقت کیا ہے؟)

حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جمعہ میں تعجیل مستحب ہے، ابراد یعنی تاخیر جو کہ ظہر کی نماز میں موسم گرما میں مستحب ہے وہ جمعہ میں نہیں ہے، بلکہ جمعہ کو جلد ادا کرنا مستحب ہے، اور احادیث سے بھی جمعہ کی تعجیل ہی ثابت ہوتی ہے، پس زوال کے بعد مثلاً ساڑھے بارہ بجے اذان جمعہ ہونی چاہئے، پھر دس پندرہ منٹ بعد خطبہ اور اس کے بعد نماز ہونی چاہئے، مثلاً ایک بجے تک یہ سب کام ہو جائیں یا کسی قدر کم وبیش ہو۔

(عزیز الفتاوی ص ۲۹۸، سوال نمبر: ۴۶۱۔ جمعہ میں ابراد وتاخیر مشروع نہیں، اول وقت پڑھنا چاہئے)

(۳)......حضرت مولانا عبد الشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ کا فتوی:

اور یہ بھی صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ زوال شمس کے بعد جلد نماز جمعہ ادا کر لیتے تھے، اور یہی طریقہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا تھا کہ جمعہ زوال کے بعد جلد پڑھی جاتی تھی۔

(۴)......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کا فتوی:

اصل خرابی یہاں سے پیدا ہوئی ہے کہ جمعہ کو اس کے وقت مستحب (تعجیل) سے بہت مؤخر کر دیا گیا ہے، اولا اس بات کی ترغیب کی ضرورت ہے کہ تعجیل جمعہ کی سنت کو زندہ کیا جائے۔

(۵)......دارالافتاء دارالعلوم کورنگی (کراچی) کا فتوی:

ایک اہم بات جو توجہ طلب ہے وہ یہ کہ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ زوال شمس کے جلد بعد نماز جمعہ پڑھ لیتے تھے، اور ایسا ہی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بشمول خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نماز جمعہ زوال کے بعد جلد پڑھی جاتی تھی، ....منتظمین کو چاہئے کہ وہ زوال کے بعد جلدی جمعہ ادا کیا کریں۔

(ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی شوال ۱۴۱۵ھ)

(۶)......حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہم کا فتوی:

جمعہ کی اذانِ اول زوال کے فورا بعد دینی چاہئے، اور اذان کے فورا بعد سعی الی الجمعہ لازم ہو جائے گا، خرید وفروخت کی ممانعت کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے کام میں مشغول ہو جانے کی بھی ممانعت ہے۔.....

ہمارے ہندوستان کی اکثر مساجد میں جمعہ اذان اول اس کے اصل وقت پر نہیں ہوتی ہے، اس میں یا تو عمومی طور پر منتظمین کی طرف سے غفلت ہے، مسئلہ شرعی سے ناواقفیت کا نتیجہ بھی ہے، اور دونوں اذانوں کے درمیان لمبا وقفہ بھی سلف و خلف سے ثابت نہیں ہے۔.....

اس لئے ہندوستان کی مساجد کے ذمہ داروں کو مسئلہ سے واقف کرانے کی ضرورت ہے کہ جمعہ کی نماز ہر جگہ اول وقت میں ہو جایا کرے، اور زوال کے بعد جلد ہی جمعہ کی اذان

اول ہوجائے، اوراس کے پندرہ بیس منٹ کے بعد خطبہ شروع ہوجائے ،یہی مسنون طریقہ ہے۔ اور یہ بات بھی یادرکھیں کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جوظہر کا وقت ہے،لیکن گرمیوں کے زمانہ میں ظہر میں ابرادافضل ہے،جبکہ جمعہ میں ابرادافضل نہیں ہے، بلکہ جمعہ میں تعجیل ہی افضل ہے۔

(فتاوی عثمانی ص۵۳۰/۵۴۵ ج۱۔فتاوی قاسمیہ ص از:۲۸۲/تا:۳۰۵ج۹)

حضور ﷺ اورخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اورسلف صالحین رحمہم اللہ کے زمانہ میں جمعہ کی نماز اول وقت میں ہوا کرتی تھی۔ ہمارے ہندوستان میں عملی طور پر جمعہ کی اذانِ اول مسنون وقت پرنہیں ہوتی ہے،اور جمعہ کی نماز بھی جتنی جلد ہونی چاہئے نہیں ہوتی،اس سلسلہ میں مساجد کے ذمہ داران اورخواص کوتوجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ جمعہ کی اذان زوال کےفورا بعد ہو،اس کے:۱۵/۲۰/منٹ کے بعدخطبہ شروع ہوجائے ،اس دوران لوگ آسانی سے سنتیں پڑھ سکتے ہیں۔(فتاوی قاسمیہ ص:۳۰۷/۳۰۸،سوال نمبر:۳۵۹۶)

بخاری کی ایک روایت سے شبہ اوراس کا حل

(۱۴)......انس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول : کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتد البرد بَکَّر بالصلوۃ ، واذا اشتد الحَرَّ ابرد بالصلوۃ یعنی الجمعۃ ، الخ۔

(بخاری، باب اذا اشتد الحر یوم الجمعۃ ، کتاب الجمعۃ ، رقم الحدیث:۹۰۶)

ترجمہ:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب سخت سردی ہوتی تو نبی کریم ﷺ جلدی نماز پڑھتے ،اور جب سخت گرمی ہوتی تو نماز کوٹھنڈا کر کے پڑھتے ،یعنی نماز جمعہ۔

اس حدیث سے بعض حضرات کو یہ شبہ ہوا کہ جمعہ کی نماز بھی سخت گرمی کے زمانہ میں تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔''بخاری شریف'' کی اس روایت میں آگے صراحت ہے:

''وقال یونس بن بکیر : اخبرنا ابو خلدۃ ، وقال : بالصلوۃ ، ولم یذکر الجمعۃ وقال بشر بن ثابت : حدثنا ابو خلدۃ : صلی بنا امیر الجمعۃ ، ثم قال لانس : کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظھر ؟''۔

ترجمہ:...... یونس بن بکیر نے کہا کہ: ہم سے ابو خلدہ نے حدیث بیان کی اور اس میں ''بالصلوۃ'' بیان کیا،اور جمعہ کا ذکر نہیں کیا،اور بشر بن ثابت نے کہا کہ: ہم سے ابوخلدہ نے حدیث بیان کی کہ:ہمیں امیر الجمعہ نے نماز پڑھائی ، پھر اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز کس وقت میں ادا فرماتے تھے؟

تشریح:......ابوخلدہ سے یہ حدیث تین شاگرد روایت کرتے ہیں،صرف حرمی بن عمارہ کی روایت میں حدیث کے آخر میں''یعنی الجمعۃ ''ہے،اور کسی راوی کی روایت میں یہ جملہ نہیں ہے۔یونس بن بکیر کی روایت''بالصلوۃ ''پر پوری ہوجاتی ہے۔اور بشر بن ثابت کی

روایت میں کچھ تفصیل ہے۔ (تحفۃ القاری ص ۲۲۶ ج ۳)

جمہور کے یہاں ظہر کا یہ معمول - شدت گرما میں ابراد، اور شدت سرما میں تعجیل - جمعہ کے بارے میں نہیں ہے، پچھلے باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''کنا نُبکِّر بالجمعة'' اور ''كان يصلى الجمعة حين تميل الشمس'' آیا ہے، اور ان روایات میں سردی اور گرمی کی تفصیل کے بغیر ہر موسم میں جمعہ کے لئے تعجیل کی صراحت ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اور خلفاء کا عمل بھی تعجیل کا رہا ہے، اس لئے جمعہ میں ہر موسم میں تعجیل جمہور کا مسلک ہے۔......

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس کے ساتھ ذکر کردہ تعلیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ: حکم بن عقیل ثقفی - حجاج بن یوسف کا چچا زاد بھائی اور نائب - نے جمعہ کی نماز پڑھائی، اور اس نے حجاج کی طرح خطبے کو طول دیا اور تاخیر کر دی، پھر اس کو خیال ہوا یا کسی نے توجہ دلائی کہ یہ عمل اس توارث کے خلاف ہے جو عہد رسالت سے چلا آ رہا ہے، وہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ موجود تھے، تو اس نے اپنے عمل کی توجیہ کے لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جمعہ کے بارے میں نہیں ظہر کے بارے میں پوچھا کہ: ''كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم يصلى الظهر ؟'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ظہر کے بارے میں فرمادیا کہ: شدت سرما میں تعجیل اور شدت گرما میں ابراد۔ نیچے کے راوی نے سمجھا کہ چونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی تاخیر کے موقع پر روایت پیش کی ہے، اس لئے وہ جمعہ کو ظہر پر قیاس کر رہے ہیں، اس لئے راوی نے ''يعنى الجمعة'' بڑھا دیا، گویا اصل روایت تو ظہر کے بارے میں ہے، جمعہ کا اس کے ساتھ الحاق روایت میں نہیں ہے، صرف قیاس کی بنا پر ہے، اور قیاس بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا نہیں، نیچے کے راوی کا ہے۔

اس تفصیل کا مطلب یہ ہوا کہ جمعہ میں ابراد مطلوب نہیں ہے، البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے زیادہ سے زیادہ یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر جمعہ میں ابراد کی نوبت آجائے تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہے، مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دیگر روایات سے معلوم ہوا کہ جمعہ میں پیغمبر علیہ السلام کا معمول تعجیل کا رہا ہے، اس لئے جمعہ میں گرمی اور سردی کی تفصیل نہیں ہے۔(ایضاح البخاری ص۱۵۵ ج ۵)

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''الصلوۃ'' کے عموم میں جمعہ بھی داخل ہے یا نہیں؟ جمعہ میں تاخیر ہو یا تبکیر ہو، کیا صورت ہو؟ حنفیہ کے دو قول ہیں:

ایک یہ ہے کہ:...... جمعہ میں تاخیر ہونی چاہئے جیسے ظہر کی نماز میں تاخیر ہوتی ہے، صاحب بحر نے یہی قول نقل کیا ہے۔

دوسرا قول اس مقام پر یہ ہے کہ:......نہیں، اس سے جمعہ کو مستثنی قرار دو، اس میں تبکیر کی جائے......ہمارے فقہاء نے عام طور پر اسی کو اختیار کیا ہے۔(دروس مظفری ص۴۰۴ ج ۲)

عیدین کی نماز کا وقت

(۱)......یزید بن خُمَیر الرَّحَبِیُّ قال : خرج عبد الله بن بُسر رضی الله عنه صاحبُ رسول الله صلی الله علیه وسلم مع النّاس فی یوم عید فطر أو أضحی فانکر اِبطاء الامامِ فقال : انّا کنّا قد فرغنا ساعتَنا هذه ، و ذٰلک حین التّسبیح۔

(ابوداؤد، باب وقت الخروج الی العید ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۱۱۳۵۔

ابن ماجہ، باب فی وقت العیدین ، کتاب اقامة الصلوات ، رقم الحدیث:۱۳۱۷)

ترجمہ:...... یزید بن خمیر رجبی تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نماز عید پڑھنے کے لئے لوگوں کے ساتھ عید گاہ تشریف لائے، (امام کے آنے میں دیر ہوئی) تو آپ نے امام کی اس تاخیر کو منکر بتایا (اور اس کی مذمت کی) اور فرمایا کہ: اس وقت تو ہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) نماز پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں:) اور یہ نوافل کا وقت تھا۔

تشریح:......حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن بسر صحابی رضی اللہ عنہ نے شام میں سکونت اختیار کر لی تھی، اور وہیں ۸۸ھ میں ''حمص'' میں ان کا انتقال ہوا۔ غالبا وہیں کا یہ واقعہ ہے کہ نماز عید میں امام کی تاخیر پر آپ نے نکیر فرمائی اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگ نماز عید سویرے پڑھ کر فارغ ہو جایا کرتے تھے۔......

ہمارے زمانہ میں بہت سے مقامات پر عیدین کی نماز بہت تاخیر سے پڑھی جاتی ہے،

یہ بلاشبہ خلاف سنت ہے۔(معارف الحدیث ص۴۰۲ ج۳،بعنوان:عیدین کی نماز کا وقت)

علامہ شوکانی لکھتے ہیں: حضرت عبداللہ بن بسر صحابی رضی اللہ عنہ کی حدیث نماز عید کو جلدی پڑھنے اور وقت میعاد سے تاخیر کی کراہت پر دلالت کرتی ہے۔

''قال الشوكانى: حديث عبد الله بن بسر يدل على مشروعية التعجيل لصلوة العيد ، وكراهة تأخيرها تاخيرا زائدا على الميعاد''۔

(بذل المجهود فى حل سنن ابى داؤد ص۲۰۵ ج۵، باب وقت الخروج الى العيد ، كتاب الصلوة ، تحت رقم الحديث:۱۱۳۵)

''الدرالمنضود''میں ہے:

''وذٰلک حین التّسبیح'' یہ بظاہر حضرت عبداللہ بن بسر صحابی رضی اللہ عنہ کا کلام ہے، مطلب یہ ہے کہ: عید کی نماز کا اول وقت اور اس کے وقت کی ابتدا اسی وقت سے ہوجاتی ہے جس وقت تسبیح یعنی نفل نماز پڑھنا جائز ہوتا ہے، یعنی سورج نکلنے کے جتنی دیر بعد نماز پڑھنا جائز ہوتا ہے وہی عید کی نماز کا وقت ہے۔(لہذا عید اول وقت ہی میں پڑھنی چاہئے۔كذا فى المنهل)۔

اور حضرت (مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ) نے''بذل'' میں یہ لکھا ہے کہ:''ذٰلک حین التّسبیح'' یزید بن خمیر کا کلام ہے، اور لفظ''ذٰلک'' کا اشارہ اس وقت کی طرف ہے، جس میں پہنچنے سے امام نے تاخیر کی تھی، اور مراد یزید بن خمیر کی یہ ہے کہ: جس وقت تک امام نہیں آیا تھا یہ وہ وقت تھا جس میں نفل پڑھنا جائز ہوجاتا ہے، (یعنی اول وقت عید)۔(الدرالمنضود ص۴۵۳ ج۲)

(۲)......عن ابن عباس رضى الله عنهما ...... عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :

کانوا لا یخرجون حتی یمتد الضحی ، الخ ۔

(مجمع الزوائد ص۳۸۵ ج۲، باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۳۲۰۹)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس صحابی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ عید کی نماز کے لئے نہ نکلتے ، یہاں تک کہ سورج بلند ہوجاتا۔

(۳)......عن جندب رضی اللہ عنہ قال : کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا یوم الفطر والشمس علی قید رمحین ، والاضحی علی قید رمح۔

(التلخیص الحبیر ص۱۶۷ ج۲، کتاب صلوۃ العیدین ، رقم الحدیث:۶۸۵۔ باب نمبر حدیث:۱۱)

ترجمہ:......حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو عید الفطر کی نماز پڑھائی جب کہ سورج دو نیزے کے مثل اوپر آگیا تھا۔اور عید الاضحیٰ جب سورج ایک نیزے کے بقدر بلند تھا۔

تشریح:......ایک نیزہ کے بقدر یعنی تقریبا:۲۰/منٹ کے بعد۔(فتاوی بسم اللہ ص۱۴۱ ج۷)

(۴)......عن الحویرث : انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی عمر و بن حزم وھو بنجران : عجّل الاضاحی وأخر الفطر ، الخ۔

(السنن الکبری للبیھقی ص۵۴۵ ج۶، باب الغدو الی العیدین ، کتاب صلوۃ العیدین ، رقم الحدیث :۶۲۱۸۔مصنف عبدالرزاق ص۲۸۶ ج۳، باب خروج من مضی الخطبۃ و فی یدہ عصا ، کتاب صلوۃ العیدین ، رقم الحدیث:۵۶۵۱)

ترجمہ:......حضرت حویرث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: آپ ﷺ نے عمر بن حزم رضی اللہ عنہ کو نجران خط لکھ کر بھیجا کہ عید الاضحیٰ کی نماز ذرا جلدی پڑھائیں، اور عید فطر میں ذرا

تاخیر کریں۔

فائدہ:......سورج طلوع ہونے کے بعد ذرا بلند ہوجائے تو دونوں کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ بقرعید میں ذرا جلدی بہتر ہے تاکہ قربانی میں سہولت ہو۔اور عیدالفطر میں ذرا موقع دیا جائے تاکہ غسل وغیرہ اور کچھ کھا کر آنے میں سہولت ہو۔اسی وجہ سے تاخیر مستحب ہے۔

عیدین سے پہلے نفل کی ممانعت کی وجہ عیدین میں تعجیل ہے

عیدین کی نماز سے پہلے نوافل ممنوع ہیں، اس کی ایک وجہ حضرات صحابہ سے یہ بھی منقول ہے کہ نوافل میں مشغولی کی وجہ سے عیدین میں تاخیر ہوسکتی ہے۔

(۷)......عن ابن مسعود و حذيفة رضى الله عنهما : انهما كانا ينهيان الناس عن الصلوة قبل العيد ، ولان المبادرة الى صلوة العيد مسنونة ، وفى الاشتغال بالتطوع تاخيرها۔

(اوجزالمسالک ص۶۵۸ ج۳، باب الرخصة فى الصلوة قبل العيدين و بعدهما ، كتاب العيدين)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما لوگوں کو نماز عید سے پہلے (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے،اس لئے کہ عید کی نماز میں جلدی کرنا مسنون ہے،اور نفل میں مشغولی تاخیر کا سبب ہے۔

تشریح:...... یہ بہت قابل غور بات ہے کہ چند رکعتیں نوافل میں کتنی تاخیر ہوگی؟ پانچ دس منٹ،مگر اس سے بھی روک دیا کہ عیدین میں تاخیر ہوگی،ہم بلا کسی وجہ کے طلوع سورج کے بعد گھنٹہ دو گھنٹہ بلکہ تین تین گھنٹوں تک نماز کو مؤخر کرتے ہیں۔

چند فقہی عبارتیں

(۱)......والسنة فی صلوة الفطر التأخير الى ارتفاع الشمس ، والسنة فی يوم النحر التعجيل فی أداء الصلوة ليشتغل الناس بأمور ، ولكن تعجيلا لا يكون سببا لحرمان المسليمن۔

(الفتاوی التاتارخانيه ص۶۰۲ ج۲، الفصل السادس والعشرون فی صلوة العيدين ، نوع آخر فی بيان وقتها ، رقم :۳۴۱۱)

(۲)......ويستحب تعجيل صلوة الاضحی لتعجيل الاضاحی ...... وفی عيد الفطر يؤخر الخروج قليلا۔

(البحر الرائق ص۲۸۰ ج۲، باب الصلوة العيدين ، كتاب الصلوة ،ط:زکریا،دیوبند)

نماز عید جلدی ادا کرنے میں کچھ لوگ نماز سے محروم رہ جائیں گے

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ: نماز عید جلد ادا کی جائے تو بہت سے افراد عید کی نماز سے محروم رہ جائیں گے،اور تاخیر سے نماز عید پڑھی جائے تو لوگ صبح اٹھ کر نماز عید میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہماری سوچ ہے،آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ نماز عید جلد ادا کی جائے ،اور سنت کی ادائیگی مطلوب ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ عید میں تاخیر کی وجہ سے لوگ نماز فجر سے محروم رہ رہے ہیں،تاخیر سے اٹھتے ہیں،اس لئے کہ عید کا وقت دیر سے ہے،اس طرح عید کی وجہ سے نماز فجر قضا کررہے ہیں۔خصوصا ہمارے مغربی ممالک میں چونکہ ایک موسم میں رات چھوٹی ہوتی ہے۔اگر نماز عید اول وقت میں پڑھنے کی سنت شروع ہو جائے تو نماز فجر کا بھی اہتمام ہوگا اور نماز عید کا بھی۔

ایک اشکال: عید کے دن لوگوں کو غسل وغیرہ کے لئے وقت دیا جائے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ: عید کا دن ہے اور لوگ صبح اٹھ کر غسل کرتے ہیں، کپڑے بدلتے ہیں، اس لئے نماز عید میں تاخیر کرنی چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: آپ ﷺ اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے نماز عید جلدی پڑھی ہے، کیا ان حضرات نے لوگوں کا خیال نہیں کیا؟۔

ہمارا ایک مزاج یہ بن گیا ہے اور بنتا جارہا ہے کہ ہم اپنی سہولت اور اپنی چاہت کے لئے شریعت کو بدل دیتے ہیں، اور بدلنا چاہتے ہیں، خود نہیں بدلتے اور بدلنا نہیں چاہتے، جب عید میں جلدی مطلوب ہے تو غسل اور کپڑے وغیرہ امور سے صبح ہی کو فارغ ہوجانا چاہئے، اور شریعت کے منشاء اور آپ ﷺ کی سنت کے موافق عید کی نماز جلد پڑھنی چاہئے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کا معمول منقول ہے کہ وہ حضرات نماز فجر سے پہلے ہی غسل اور کپڑے وغیرہ سے فارغ ہوجاتے تھے، اور مسجد ہی سے عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے، کیونکہ نماز عید اول وقت میں پڑھنے کا معمول تھا۔ چند روایات درج ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد ہی سے عیدگاہ تشریف لے جاتے

(۱)......عن نافع قال : كان ابن عمر رضى الله عنهما يصلى الصبح فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ثم يغدو كما هو الى المصلى۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۰ ج۵، الساعة التى يتوجه فيها الى العيد ، اىّ ساعة هى ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۶۵۶)

ترجمہ:......حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں فجر کی نماز پڑھتے، پھر فوراً عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔

تشریح:......معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز فجر سے پہلے ہی عید کے لئے غسل کر کے کپڑے بدل کے تیار ہو کر نماز فجر کے لئے تشریف لاتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما مسجد ہی سے عیدگاہ تشریف لے جاتے

(۲)......عن عطاء بن السائب قال : صليت الفجر فى هذا المسجد فى يوم فطر ، فاذا ابو عبد الرحمن و عبد الله بن مغفل رضى الله عنهما ، فلمّا قضيا الصلوة خرجا و خرجت معهما الى الجبانة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۱ ج۵، الساعة التى يتوجه فيها الى العيد ، ایّ ساعة هى ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۶۵۸)

ترجمہ:......حضرت عطاء بن السائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اس مسجد (نبوی ﷺ) میں عید الفطر کے دن فجر کی نماز پڑھی، تو وہاں پر حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، پس جب وہ حضرات فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو (عید کی نماز کے لئے عیدگاہ کی طرف) نکلے تو میں بھی ان دونوں (حضرات کے) ساتھ عید کی نماز کی جگہ کی طرف نکلا۔

تشریح:......معلوم ہوا کہ حضرت عطاء بن السائب رحمہ اللہ، حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما عید کا غسل اور کپڑے وغیرہ کی تیاری نماز فجر سے پہلے ہی کر لیتے تھے۔

حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ فرماتے کہ: مسجد ہی سے عیدگاہ چلے جاؤ

(۳)......عن ابی مجلز قال : لیکن غدوک یوم الفطر من مسجدک الی مصلاک۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۱ ج۵، الساعة التی یتوجه فیها الی العید ، ایّ ساعة هی ؟ کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۵٦٦٠)

ترجمہ:......حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: عید کے دن عیدگاہ کی طرف تمہارا جانا مسجد ہی سے سیدھا ہونا چاہئے۔

تشریح:...... حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ تو گویا حکماً فرمارہے ہیں کہ: عید کے دن فجر کی نماز مسجد میں پڑھ کر وہیں سے سیدھے عیدگاہ کی طرف جانا چاہئے۔ معلوم ہوا تمام کاموں سے فراغت نماز فجر سے پہلے ہی ہونی چاہئے۔

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فجر کے بعد عیدگاہ تشریف لے گئے

(۴)......عن عبد الرحمن بن حرملة : انه کان ینصرف مع سعید بن المسیب من الصبح حین یسلم الامام فی یوم عید ، حتی یأتی المصلی عند دار کثیر بن الصلت ، فجلس عند المصراعین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۱ ج۵، الساعة التی یتوجه فیها الی العید ، ایّ ساعة هی ؟ کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۵٦۵٧)

ترجمہ:......حضرت عبد الرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: وہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے ساتھ صبح کو امام کے فجر کی نماز کے سلام (یعنی نماز سے فراغت) کے بعد چلے، یہاں تک کہ کثیر بن صلت کے مکان کے قریب عیدگاہ آئے، اور دروازے کے

پاس بیٹھ گئے۔

(۵)......عن مالک انہ بلغہ ان سعید بن المسیب کان یغدو الی المصلی بعد ان یصلی الصبح قبل طلوع الشمس۔

(موطاامام مالک (اردو مع شرح) ص ۳۵۹ ج۱، باب ترک الصلوۃ قبل العیدین و بعدھما ، کتاب العیدین ، رقم الحدیث:۵۲۲)

ترجمہ:......امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ صبح کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے سے پہلے عیدگاہ روانہ ہو جاتے تھے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے مسجد ہی سے عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے

(۶)......عن رافع بن خدیج : انہ رأی جدہ رافع بن خدیج و بنیہ یجلسون فی المسجد .... ثم یذھبون الی المصلی ، وذلک فی الفطر والاضحی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۹۲ ج ۵، الساعة التی یتوجہ فیھا الی العید ، ایّ ساعة ھی ؟ کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۵۶۶۳)

ترجمہ:......حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے اپنے جد بزرگوار حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں کو دیکھا کہ: (نماز فجر کے بعد) مسجد میں بیٹھے ہیں.....پھر وہیں سے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے لئے عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نماز فجر سے پہلے ہی غسل وغیرہ سے فارغ ہوجاتے تھے

(۷)......عن ابراهيم قال : كانوا يصلون وعليهم ثيابهم ، يعني : يوم العيد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۱ ج۵، الساعة التي يتوجه فيها الى العيد ، ایّ ساعة هي ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۶۵۹)

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ) عید کے دن (نماز فجر) پڑھتے تھے اور (عید کے لئے) کپڑے ان کے جسموں پر ہوتے تھے۔

تشریح:......یعنی حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ عید کے دن نماز فجر سے پہلے ہی غسل و کپڑے وغیرہ سے فارغ ہوجاتے تھے۔

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فجر کی نماز سے پہلے ہی کپڑے بدل لیتے تھے

(۸)......عن منصور قال : غدوت الى ابراهيم يوم عيد ، فوجدته قد صلى و عليه ثيابه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۲ ج۵، الساعة التي يتوجه فيها الى العيد ، ایّ ساعة هي ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۶۶۴)

ترجمہ:......حضرت منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں عید کے دن صبح حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کے پاس گیا، تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے فجر کی نماز پڑھی اور ان کے بدن پر (عید کے لئے) کپڑے تھے۔

﴿وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین﴾

جمعہ سے پہلے بیان

اس مختصر رسالے میں جمعہ سے قبل وعظ کے ثبوت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات، اکابر امت کے فتاوی، نوافل یا تلاوت کرنے والوں کو خلل کا اشکال اور اس کا جواب وغیرہ امور کو مختصرا بیان کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی فضل یوم الجمعة فی الایام ، وجعله یوم الاجتماع والتذکیر للانام ، اشهد ان لا اله الا الله الملک العلام ، والصلوة والسلام علی صاحب العزة والاکرام ، وعلی اٰله وازواجه واصحابه الکرام ، اما بعد۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بڑی تاکید آئی ہے اور اس کے ترک پر عذاب عامہ کی وعید ہے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طریقوں میں وعظ وتقریر، پندونصائح اہم و پر اثر طریقہ ہے، اوراس کی افادیت تو نص قطعی سے ان الفاظ میں ثابت ہے:﴿وذکّر فانّ الذِّکری تنفع المؤمنین﴾اور سمجھاتے رہئے، کیونکہ سمجھانا ایمان (لانے) والوں کو (بھی) نفع دے گا۔(سورۂ ذاریات،آیت ۵۵، پارہ ۲۷)

وعظ ونصیحت علماء کی اہم ذمہ داری ہے

وعظ ونصیحت کے لئے نہ کوئی وقت متعین نہ کوئی دن، بلکہ موقع ومحل کی مناسبت سے آداب کی رعایت کے ساتھ اس فریضہ کو انجام دینا علماء امت کی اہم ذمہ داری ہے۔

یوم جمعہ تذکیرواجتماع کا دن ہے

اور یوم جمعہ کا دن امت محمدیہ کے لئے اجتماع کا دن ہے، اور ساتھ ہی تذکیر ووعظ کا دن بھی ہے جیسا کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''زادالمعاد'' میں تحریر فرمایا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبل جمعہ وعظ فرمانا

اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوہریرہ، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما' مدینہ منورہ میں وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے، اور حضرت سائب، حضرت عبداللہ بن

بسر، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم قبل جمعہ دینی مجلس کو جائز فرماتے تھے، جیسا کہ علامہ زبیدی رحمہ اللہ نے شرح احیاء میں ذکر کیا ہے۔ (شرح احیاء للزبیدی ص ۳۷۷ ج ۳)

غرض تحریر

علماء امت کی ایک بڑی جماعت کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ جمعہ سے قبل بیان فرماتے ہیں۔ بعض اہل علم کو اس وقت بیان پر شرح صدر نہیں، اور بعض تو اسے اچھا نہیں سمجھتے، بلکہ بیان کرنے والوں کی مخالفت کرتے ہیں، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ ایک مختصر سا رسالہ اس موضوع پر مرتب کر دوں۔

بعض حضرات اس بیان کو نوافل وتلاوت کے لئے مخل سمجھتے ہیں۔ اس مختصر سے رسالہ میں ان کا جواب بھی آ گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات بھی حوالوں کے ساتھ لکھ دیئے گئے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ خطیب ومقرر الگ ہوں

اس بات کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات مثلا حضرت ابو ہریرہ، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما نماز جمعہ سے قبل وعظ فرماتے اور حضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ عنہما نماز پڑھاتے تھے، اس وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ: خطیب اور مقرر دونوں الگ ہوں۔

اس زمانہ میں بعض جگہ تو اکیلا امام ہی عالم ہوتا ہے، ان کے سوا بستی میں کوئی ایک عالم بھی نہیں ہوتا، اور عامۃً دیکھا گیا کہ امام کا ایک مقام ووقار ہوتا ہے جو اوروں کا نہیں، اس لئے امام ہی تقریر کر لیں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا جمعہ سے قبل وعظ کہنا

حضرت زید رحمہ اللہ راوی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر کی (ایک جانب) قیام فرما کر فرماتے (یعنی وعظ ونصیحت فرماتے) اور چونکہ آپ محدث تھے، اس لئے بیان میں کثرت سے احادیث سناتے اور روایت کو کبھی ان الفاظ میں) ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: (اور کبھی یوں فرماتے:) محمد ﷺ نے فرمایا: (اور کبھی یوں کہتے:) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اور کبھی اس طرح کہتے:) صادق مصدوق ﷺ نے فرمایا، پھر بعض مرتبہ اس میں فرماتے: ہلاکت ہو عرب کے لئے اس شر سے جو قریب آنے والا ہے، پس جب باب مقصورہ کی حرکت امام کے نکلنے کی وجہ سے سنتے تو بیٹھ جاتے۔

محمد بن زید عن ابیه قال: كان ابوهريرة رضى الله عنه يقوم يوم الجمعة الى جانب المنبر يقول: قال ابو القاسم صلى الله عليه وسلم: قال محمد صلى الله عليه وسلم: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم: ثم يقول: فى بعض ذلک ويل للعرب من شر قد اقترب فاذا سمع حركة باب المقصورة بخروج الامام جلس۔هذا حيث صحيح ولم يخرجاه۔

(مستدرک حاکم ص ۱۰۸ ج ۱)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا خطبہ سے قبل وعظ کہنا

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے وعظ فرمایا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب فرماتے

ل......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد: ۵۳۷۴ رہیں، ان میں: ۳۲۵ رمتفق علیہ ہیں اور: ۷۹ رمیں بخاری اور: ۹۳ رمیں مسلم منفرد ہیں۔ (تهذيب الكمال ص ۴۶۲، سير الصحابه ص ۵۹ ج ۲)

رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکار فرماتے رہے (مگر بعد میں) اپنی حکومت کے اخیر زمانے میں ان کو اجازت دیدی کہ جمعہ کے دن وعظ کریں، یہاں تک کہ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ (خطبہ کے لئے) نکلے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی، انہوں نے ہفتے میں دو دن کے لئے اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایسا ہی کرتے تھے۔

وذكر ابن شهاب رحمه الله قال : اول من قص فى مسجد رسول الله (صلى الله عليه وسلم) تميم الدارى رضى الله عنه استأذن عمر رضى الله عنه ان يذكر الناس فأبى عليه حتى كان اٰخر ولايته فاذن له ان يذكر يوم الجمعة ان يخرج عمر ، فاستأذن تميم عثمان فاذن له ان يذكر يومين فى الجمعة ، فكان تميم رضى الله عنه يفعل ذلک۔

(**اقامة الحجة** ص ۵۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی تھوڑے سے فرق سے اس روایت کو بیان کیا ہے، دیکھئے! الموضوعات، مقدمہ ص ۲۷ رقم الحدیث ۱۲۵/ ۱۲۶/ ۱۲۷/ ۱۲۸۔ مسند احمد ص ۴۴۹، ج ۳)

خطبہ سے قبل بیان پر ایک حدیث سے اشکال اور اس کا جواب

بعض حضرات نے خطبہ سے قبل کے بیان کو بدعت سمجھا اور ''ابوداؤد'' و''ابن ماجہ'' کی ایک روایت سے استدلال کیا، وہ روایت یہ ہے:

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده رضى الله عنه : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم : نهى عن الشراء والبيع فى المسجد ، وان تنشد فيه ضالة ، وان ينشد فيه شعر ، ونهى عن التحلق ، وقبل الصلوة يوم الجمعة۔

''ابن ماجہ'' کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''نھی ان یحلق فی المسجد یوم الجمعة قبل الصلوة ''۔(ابن ماجہ ص۷۹، باب ماجاء فی الحلق یوم الجمعة ۔ابوداؤد ص۱۵۴ج۱، باب التحلق یوم الجمعة قبل الصلوة ، ابواب الجمعة)

رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے سے، اوراس میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنے سے،اوراس میں شعروشاعری کرنے سے منع فرمایاہے،اورنماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ اس حدیث کونقل فرما کرتحریرفرماتے ہیں:

(آنحضرت ﷺ نے جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ کرنے سے منع فرمایا) مگر جس صورت میں کہ کوئی عالم ربانی اللہ تعالی کے انعامات اورانتقامات کا ذکرکرتا ہواوراللہ تعالی کے دین کوسمجھا تا ہواور مسجد جامع میں صبح کے وقت وعظ کہتا ہواس کے پاس بیٹھے کہ اس میں صبح کو جانا اورسننا اس علم کا جوآخرت کے لئے مفید ہو دونوں حاصل ہیں اورایسے علم کا سننا نوافل میں مشغول ہونے سے افضل ہے، چنانچہ ابوذر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ: مجلس علم میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے۔

(مذاق العارفین ص۲۹۶ج۱،فصل۴، جمعہ کے پورے دن کے آداب)

ولا ینبغی ان یحضر الحلق قبل الصلوة ، وروی عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما نهی الخ ، الا ان یكون عالما بالله یذكر بایام الله ، ویفقه فی دین الله ، یتكلم فی الجامع بالغداة فیجلس الیه فیكون جامعا بین البكور و بین الاستماع واستماع العلم النافع فی الآخرة افضل من اشتغاله بالنوافل۔

(احیاء العلوم ص۱۴۲ج۲، بیان السنن والآداب ،الباب الخامس)

علامہ زبیدی رحمہ اللہ (شارح احیاء العلوم) جمعہ کے دن قبل الزوال دینی مجلس کا مشورہ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

سامعین کے احوال کی تبدیلی سے وقت میں تبدیلی بھی ہوسکتی ہے۔ علامہ موصوف نے ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت سائب، حضرت عبداللہ بن بسر، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم قبل جمعہ دینی مجلس کو جائز فرماتے تھے۔

(شرح احیاء العلوم ص ۳۷۷ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

بلاشبہ جمعہ سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھنے کی ممانعت احادیث میں وارد ہوئی ہے، لیکن وہ ہر مجلس کے لئے نہیں، اور نہ اس سے اس طرح کے بیان کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے، جس میں مسائل اور احکام بیان کئے جائیں ......مذکورہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے دن حلقہ بنا کر بیٹھنے کی مطلق ممانعت نہیں ہے، بلکہ ایسا حلقہ منع ہے جس میں قصے کہانیوں اور دنیا کی باتیں ہوں یا جس سے خطبہ اور نماز کے اہتمام واجتماع سننے کے شوق وذوق میں خلل پڑتا ہو، لیکن ایسا مختصر بیان جس میں مسائل اور احکام یا فضائل اعمال بیان کئے جائیں نہ خلاف سنت ہے نہ ممنوع۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۶۶ ج ۱)

جمعہ سے قبل وعظ میں تلاوت ونوافل کے خلل کا اشکال اور اس کا جواب

عامۃً جمعہ سے قبل مساجد میں وعظ ہوتا ہے، اس پر بعض حضرات کو یہ اشکال ہے کہ اس بیان کی وجہ سے نوافل یا تلاوت میں خلل آتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے اپنے دو اکابر کی تحریرات من وعن نقل کر دی جائیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’فسق و فجور کو چھوڑنا اور فرائض مذہبی سے واقفیت حاصل کرنا فرض ہے، اور نوافل پڑھنا مستحب ہے، پھر یہ کہ تلاوت اور نوافل کا تنہائی میں موقع مل سکتا ہے اور ہر روز ممکن ہے، مگر اجتماع ہر روز دشوار ہوتا ہے (اور جمعہ کو آسانی سے یہ اجتماع میسر آجاتا ہے)۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

’’جمعہ سے قبل وعظ کہہ دیا جائے اور سامعین آکر شریک ہوتے رہیں اور خطبہ سے دس منٹ قبل وعظ ختم کردیا جائے اور سب سنتیں پڑھ لیا کریں، اس صورت میں سنتوں میں بھی خلل نہیں آئے گا اور وعظ بھی ہوجایا کرے گا، یا سنتیں مکان میں پڑھ کر آئیں تو زیادہ بہتر ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۱۳۱ ج ۹ وص ۳۱۸ ج ۲)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’جو حضرات خطبہ سے پہلے نوافل، تلاوت وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں، ان کو اس تجویز اور طریقہ کی مخالفت نہ کرنی چاہئے، دینی احکام جاننے اور سیکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے‘‘ الخ۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۶۶ ج ۱)

ایک جگہ تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اس سوال کے جواب میں کہ خطبۂ جمعہ سے قبل کا بیان سننا بہتر ہے یا تلاوت کلام پاک بہتر ہے؟ تحریر فرماتے ہیں:

’’قرآن کی تفسیر اور مطلب سے ناواقف عوام کے لئے بیان سننا اور دینی احکامات سے واقف ہونا بہتر ہے۔ تلاوت تو بعد میں بھی کی جاسکتی ہے‘‘۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۵۷ ج ۳)

جمعہ سے قبل بیان کا ایک فائدہ

جمعہ سے قبل بیان کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اہل عجم عامۃً عربی سے ناواقفیت کی وجہ سے خطبہ کے فائدہ سے محروم رہتے ہیں، اور علماء کی اکثریت غیر عربی میں خطبہ کی کراہت کی

قائل ہیں، لہذا خطبہ تو مکمل عربی میں ہو اور خطبہ سے قبل اپنی زبان میں اس کا ترجمہ وخلاصہ بیان کردیا جاے، تاکہ کراہت سے بچ جائے اور عوام وناواقف لوگ خطبہ کی نصیحت سے بھی محروم نہ رہیں۔

مفتئ اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں کئی مواقع پر اس کی طرف رہنمائی فرمائی ہیں۔ صرف ایک جگہ کا اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ حضرت رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اس کی اچھی صورت یہ ہے کہ خطیب مادری زبان میں خطبہ شروع کرنے سے پہلے تقریر کردے اور ضروریات دینیہ بیان کردے، پھر خطبہ کی اذان اور دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھے''۔ (کفایت المفتی ص۲۱۴ ج ۳، جواب نمبر۴۰۴)

وعظ قبل الجمعہ کے متعلق اکابر کے فتاوی

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا فتوی:

’’معلوم ہوا کہ جب درصورت عدم تشویش مصلین ذکر جائز ہے تو مسائل کا دین کا بیان کرنا عدم تشویش کی صورت میں بدرجۂ اولی جائز ہے‘‘۔

(امداد الفتاوی ص۴۸۲ ج۱، سوال نمبر۶۳۲)

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ کا فتوی

’اگر وقت میں گنجائش ہے اور کچھ ضرورت ہے تو قبل جمعہ وعظ کہنا مکروہ نہیں، اور اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے مسجد میں نمازی حلقہ باندھ کر نہ بیٹھیں (سائل نے حدیث:’’ وان لا یتحلق الناس یوم الجمعة قبل لاصلوه فی المسجد ‘‘ کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اس حدیث کا کیا حکم ہے؟) اور جس وقت خطبہ شروع ہو اس وقت خطبہ سنیں‘‘۔ (فتاوی دار العلوم ص۹۸ ج ۵۔ سوال نمبر۲۴۳۴)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی

’’خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کہنا جائز ہے، اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں۔

(کفایت المفتی ص۲۶۴ ج ۳، جواب نمبر۴۱۱)

’’اگر اذان خطبہ سے پہلے منبر پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مقامی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنا دے، پھر خطبہ کی اذان کہی جائے اور خطیب دونوں خطبے عربی نثر میں پڑھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں‘‘۔ (کفایت المفتی ص۲۷۹ ج۳، جواب نمبر۴۳۶)

’’اگر خطیب اذان جمعہ سے پہلے مقامی زبان میں پندرہ بیس منٹ پہلے کچھ ضروری

باتیں کردے اس کے بعد اذان کہلوائے اور بقدر ادائیگی فرض مختصر طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطبتین کے لئے پانچ سات منٹ کافی ہوں گے) تو یہ صورت بہتر ہوگی''۔

(کفایت المفتی ص۲۶۹ ج ۳، جواب نمبر ۴۲۲)

''اذان اول ہوجانے اور سنتیں ادا کرنے کے لئے وقت چھوڑ کر اذان خطبہ سے قبل اگر کچھ ضروری باتیں مسلمانوں کو مقامی زبان میں سنادی جائیں تو مضائقہ نہیں، لوگوں کو خیال رکھنا چاہئے کہ سنتیں پڑھ کر فارغ ہوجایا کریں یا علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کرلیا کریں''

(کفایت المفتی ص۲۷۱ ج ۳، جواب نمبر ۴۲۵)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کا فتوی

''خطبہ سے پہلے وعظ کہنا جائز ہے ......حاصل یہ ہے کہ خطبہ سے پہلے وعظ کہنا فی نفسہ ممنوع نہیں''۔ (امداد الاحکام ص۲۷۷ ج ۱، سوال نمبر ۴۴)

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی

''جمعہ سے قبل وعظ کہہ دیا جائے اور سامعین آکر شریک وعظ ہوتے رہیں اور خطبہ سے دس منٹ قبل وعظ ختم کردیا جائے اور سب سنتیں پڑھ لیا کریں، اس صورت میں سنتوں میں بھی خلل نہیں آئے گا اور وعظ بھی ہوجایا کرے گا''۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۵۰ ج ۱۴)

''امام صاحب جب تعلیمی تقریر و دینی مسائل سمجھاتے ہیں تو اس قت سب کو خاموش رہ کر سننا چاہئے، یہ طریقہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول تھا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کو نقل کیا ہے''۔ (فتاوی محمودیہ ص۲۵۰ ج ۱۴)

حضرت مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کا فتوی

’’نمازی اگر رضامند ہوں تو اذان ثانی سے پہلے ضروری مسائل اور دینی احکام مختصرا بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جائز ہے، بلکہ مستحب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے، بدعت نہیں ہے‘‘۔ (فتاوی رحیمیہ ص ٢٦٥ ج ١)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمی رحمہ اللہ کا فتوی

’’اردو میں خطبہ جمعہ ہونے سے قبل جو طریقہ (بیان کا) تھا وہی صحیح تھا اور سنت کے مطابق تھا اور بعد سنت کے خلاف اور مستحدث طریقہ ہوگیا۔ حیرت ہے کہ خطبہ جمعہ سے قبل منبر کے نیچے کچھ وعظ کہنا تو بدعت فرمادیا، حالانکہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بعض حضرات کا وعظ کہنا صحیح حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ ’’مستدرک حاکم‘‘ ص ١٠٨ ج ١ میں صحیح حدیث علی شرط البخاری و مسلم اور ’’مستدرک حاکم‘‘ ہی میں ص ٢٨٨ ج ١، میں صحیح سند سے علی شرط مسلم مروی ہے۔ نیز ’’ابن عساکر‘‘ سے سند صحیح سے تمیم داری رضی اللہ عنہ کا جمعہ کے دن امام کے آنے سے قبل منبر کے نیچے وعظ کہنا اور جب امام خطبہ دینے کے لئے نکلے تو تمیم داری رضی اللہ عنہ کا وعظ بند کردینا ثابت ہے، جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ’’موضوعات کبیر‘‘ ص ١٦/ و فی نسخہ ص ١٤/ پر صراحت سے ذکر فرمایا ہے‘‘۔

(فتاوی نظامیہ اوندرویہ ص ٩٩ ج ١)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی تحریر

جمعہ سے پہلے وعظ کے بارے میں احقر کو بھی ایک خلجان رہا کرتا تھا۔ حق تعالی مصنف مدظلہ کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے چند روایات اور تعامل سلف سے اس کا ثبوت پیش فرمایا، جو اس سے پہلے میری نظر میں نہ تھا۔ (خطبات موعظت ص ٣ ج ١)

مسنون خطبات

اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند خطبات جمعہ اور عیدین کو جمع کیا گیا ہے۔آخر میں چند احادیث اور روایات بھی درج کی گئی ہیں جن میں خطبہ میں منقول آیات کا ذکر ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات‘ کفلیتہ

(۱)......اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ ، وَاَسْتَغْفِرُہٗ وَاَسْتَھْدِیْہِ ، وَاُوْمِنُ بِہٖ وَلَا اَکْفُرُہٗ ، وَاُعَادِیْ مَنْ یَّکْفُرُہٗ ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ' وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَۃِ ' عَلٰی فَتْرَۃٍ مِنَ الرُّسُلِ ' وَقِلَّۃٍ مِنَ الْعِلْمِ ، وَضَلَالَۃٍ مِنَ النَّاسِ، وَانْقِطَاعٍ مِنَ الزَّمَانِ وَ دُنُوٍّ مِنَ السَّاعَۃِ وَ قُرْبٍ مِنَ الْاَجَلِ ' مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ ، وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَقَدْ غَوٰی وَ فَرَّطَ ، وَ ضَلَّ ضَلَالًا م بَعِیْدًا ، وَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ ، فَاِنَّہٗ خَیْرُ مَا اَوْصٰی بِہِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ یَحُضَّہٗ عَلَی الْاٰخِرَۃِ ' وَاَنْ یَّاْمُرَہٗ بِتَقْوَی اللّٰہِ ، فَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَکُمُ اللّٰہُ مِنْ نَفْسِہٖ ، وَلَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ [نَصِیْحَۃً] وَلَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ ذِکْرًا، وَاِنَّ تَقْوَی اللّٰہِ لِمَنْ عَمِلَ بِہٖ عَلٰی وَجَلٍ وَ مَخَافَۃٍ مِنْ رَبِّہٖ ، عَوْنُ صِدْقٍ عَلٰی مَا تَبْغُوْنَ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَۃِ ، وَمَنْ یُصْلِحِ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ مِنْ اَمْرِہٖ فِی السِّرِّ وَ الْعَلَانِیَۃِ ، لَا یَنْوِی بِذٰلِکَ اِلَّا وَجْہَ اللّٰہِ یَکُنْ لَہٗ ذِکْرًا فِیْ عَاجِلِ اَمْرِہٖ ، وَذُخْرًا فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِیْنَ یَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰی مَا قَدَّمَ ، وَمَا کَانَ مِنْ سِوٰی ذٰلِکَ یَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَہٗ اَمَدًام بَعِیْدًا،

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ' وَاللّٰهُ رَؤُوْفٌ م بِالْعِبَادِ ، وَالَّذِىْ صَدَّقَ قَوْلَهُ ' وَاَنْجَزَ وَعْدَهُ لا خُلْفَ لِذٰلِكَ، فَاِنَّهُ يَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَىَّ وَمَآ اَنَا بِظَلّٰمٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾، فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِىْ عَاجِلِ اَمْرِكُمْ وَآجِلِهِ فِى السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ ، فَاِنَّهُ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرُ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ اَجْرًا، وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا، وَاِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ يُوَقِّىْ مَقْتَهُ وَ يُوَقِّىْ عُقُوْبَتَهُ ، وَ يُوَقِّىْ سَخَطَهُ ، وَاِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ يُبَيِّضُ الْوُجُوْهَ ، وَ يُرْضِى الرَّبَّ ، وَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ ، خُذُوْا بِحَظِّكُمْ وَلَا تُفَرِّطُوْا فِىْ جَنْبِ اللّٰهِ ، قَدْ عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ كِتَابَهُ ، وَ نَهَجَ لَكُمْ سَبِيْلَهُ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَيَعْلَمَ الْكَاذِبِيْنَ، فَاَحْسِنُوْا كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ، وَعَادُوْا اَعْدَاءَ هُ وَ جَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ ، هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ، لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ ، وَيَحْيَا مَنْ حَىَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ، وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ ، وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ ، فَاِنَّهُ مَنْ يُصْلِحْ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ يَكْفِهِ اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّاسِ ، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يَقْضِىْ عَلَى النَّاسِ وَلَا يَقْضُوْنَ عَلَيْهِ ، وَيَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

(۲)......آپ ﷺ کے خطبہ کی کیفیت......بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، اور بہترین طریقہ آپ ﷺ کا طریقہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ ورَسُوْلُهٗ ، اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا م بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ، مَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ ، وَمَن يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهُ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهُ ' وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا، وَ نَسْأَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا اَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيْعُهُ وَ يُطِيْعُ رَسُوْلَهُ ' وَ يَتَّبِعُ رِضْوانَهُ ' وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ ' فَاِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَلَهُ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ : فِيْ خُطْبَةِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ : " صَبَّحَكُمْ وَ مَسَّاكُمْ " وَيَقُوْلُ: " بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ " [وَيَقْرُنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى] وَ يَقُوْلُ :" اَمَّا بَعْدُ : فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ، وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " ثُمَّ يَقُوْلُ :" اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ ، مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ اَوْ عَلَيَّ " قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿قٓ قف وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ، بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ، ءَ اِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ج ذٰلِكَ رَجْعٌ م بَعِيْدٌ ، قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ج وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ، بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ﴾ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ۔

....

(۳)...... میں ہر مؤمن کا ولی ہوں، اگر اس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے اہل کا ہے اور قرضہ چھوڑا تو وہ میرے ذمہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا م بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ ، مَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ' وَمَن يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ، اِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَ اَحْسَنَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ' وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ" ثُمَّ يَقُوْلُ : " بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" وَ يَقُوْلُ : "صَبَّحَكُمْ وَ مَسَّاكُمْ " ثُمَّ قَالَ :" مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهِ ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَىَّ وَ عَلَىَّ وَاَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ " قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ وَ جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ

مَا كُنتَ مِنهُ تَحِيدُ ، وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ط ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ،
وَجَآءَ تْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ، لَقَدْ كُنتَ فِيْ غَفْلَةٍ
مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَ كَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ،
وَقَالَ قَرِيْنُهُ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ، اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ
عَنِيْدٍ ، مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُرِيْبِ ۨ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اٰخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ، قَالَ قَرِيْنُهُ رَبَّنَا مَا اَطْغَيْتُهُ
وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ ۢ بَعِيْدٍ ، قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ
قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ، مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ
لِّلْعَبِيْدِ﴾ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ۔

....

(۴)......مؤمن دوخوفوں کے درمیان رہتا ہے

آخرت کی دومنزلیں ہیں: جنت یا جہنم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ' وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ ، مَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ' وَمَن يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی ، وَ نَسْأَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا اَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّن يُّطِيْعُهٗ وَ يُطِيْعُ رَسُوْلَهٗ ، وَ يَتَّبِعُ رِضْوَانَهٗ ، وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهٗ ، فَاِنَّمَا نَحْنُ بِهٖ وَلَهٗ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَی اللّٰهِ ﴾ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فِیْ خُطْبَةِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ : يٰاَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّ لَكُمْ عَلَمًا فَانْتَهُوْا اِلٰی مَعَالِمِكُمْ ، وَاِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوْا اِلٰی نِهَايَتِكُمْ ، فَاِنَّ الْمُؤْمِنَ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ : بَيْنَ اَجَلٍ

قَدْ مَضٰی لَایَدْرِیْ کَیْفَ صَنَعَ اللّٰہُ فِیْہِ ، وَبَیْنَ اَجَلٍ قَدْ بَقِیَ لَا یَدْرِیْ کَیْفَ اللّٰہُ بِصَانِعٍ فِیْہِ ، فَلْیَتزَوَّدِ الْمُؤْمِنُ لِنَفْسِہٖ بِنَفْسِہٖ [وَفِیْ رِوَایَۃٍ : فَلْیَتَزَوَّدِ الْمَرْءُ مِن نَّفْسِہٖ لِنَفْسِہٖ] وَمِنْ دُنْیَاہُ لِاٰخِرَتِہٖ ، وَمِنَ الشَّبَابِ قَبْلَ الْھَرَمِ ، وَمِنَ الصِّحَّۃِ قَبْلَ السَّقَمِ فَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ ، وَالدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ، وَمَا بَعْدَ الدُّنْیَا دَارٌ اِلَّاالْجَنَّۃُ أَوِالنَّارُ ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ، اَللّٰہُ الصَّمَدُ ، لَمْ یَلِدْ ۵ وَلَمْ یُوْلَدْ ، وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ﴾ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ۔

....

(۴)......نماز جمعہ کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، اَرْسَلَہُ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ ، مَن یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ ، وَمَن یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ ، وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ، وَ نَسْأَلُ اللّٰہَ رَبَّنَا اَنْ یَجْعَلَنَا مِمَّنْ یُطِیْعُہٗ وَ یُطِیْعُ رَسُوْلَہٗ ، وَ یَتَّبِعُ رِضْوَانَہٗ ، وَیَجْتَنِبُ سَخَطَہٗ ، فَاِنَّمَا نَحْنُ بِہٖ وَلَہٗ ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ ط قَالَ اِنَّکُمْ مٰکِثُوْنَ ﴾ ، وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ، وَاَنِیْبُوْآ اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّأْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

اللّٰــهُ عَـلَيْــهِ وَسَــلَّـمَ : فِيْ خُطْبَةِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ : عَسٰـى رَجُلٌ تَـحْضُرُهُ الْجُمُعَةُ وَهُوَ عَلٰى قَدْرِ مِيْلٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَلا يَحْضُرُ الْـجُـمُعَةَ ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ : عَسٰى رَجُلٌ تَحْضُرُهُ الْجُمُعَةُ وَهُـوَ عَـلٰـى قَـدْرِ مِيْلَيْنِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَلَا يَحْضُرُهَا ، وَقَالَ فِي الثَّـالِثَةِ : عَسٰـى يَـكُوْنُ عَلٰى قَدْرِ ثَلَاثَةِ اَمْيَالٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَلاَ يَـحْـضُـرُ الْـجُـمُـعَةَ ، وَيَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُـلْ يٰـاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ، لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَـآ اَعْبُـدُ ، وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ، وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ، لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ﴾ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ۔

....

(۵)......اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شرک سے اجتناب کا حکم اور عہد توڑنے کی وعید

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ' وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ قف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِىْ قَلْبِهِ ، وَاَدْخَلَهٗ فِى الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ ، وَاخْتَارَهٗ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّاسِ ، اِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَاَبْلَغُهٗ ، اَحِبُّوا مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ ، اَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ ، وَلَا تَمَلُّوْا كَلَامَ اللّٰهِ وَ ذِكْرَهٗ ، وَلَا تَقْسِىْ عَنْهُ قُلُوْبُكُمْ ، فَاِنَّهٗ مِنْ [كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللّٰهُ وَ يَخْتَارُ] وَيَصْطَفِىْ ، فَقَدْ سَمَّاهُ [اللّٰهُ] خِيَرَتَهٗ مِنَ الْاَعْمَالِ ، وَخِيَرَتَهٗ مِنَ الْعِبَادِ ، وَالصَّالِحُ مِنَ الْحَدِيْثِ ، وَمِنْ

كُـلِّ مَـا اُوْتِىَ النَّاسُ مِنَ الْحَلاَلِ وَالْحَرَامِ ، فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْـرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَاتَّقُوْهُ حَقَّ تُقَاتِهٖ ، وَاصْدُقُوْا اللّٰهَ صَالِحَ مَا تَـقُـوْلُـوْنَ بِـاَفْـوَاهِـكُـمْ ، وَتَـحَابُّوا بِرُوْحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ ، اِنَّ اللّٰهَ يَـغْـضَـبُ اَنْ يُنْكَثَ عَهْدُهٗ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَـدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُـوَ عَـلٰـى كُـلِّ شَىْءٍ قَدِيْرُ ن الَّـذِىْ خَلَقَ الْـمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِىْ وَلَكُمْ۔

....

(٦)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

رَأَيْتُ رُؤْيَا لَا اَرَاهَا اِلَّا بِحُضُوْرِ اَجَلِیْ ، رَاَيْتُ كَاَنَّ دِيْكًا نَقَرَنِیْ نَقْرَتَيْنِ اَحْمَرَ ، فَقَصَصْتُهَا عَلٰی اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، فَقَالَتْ : يَقْتُلُكَ رَجُلٌ مِّنَ الْعَجَمِ ، وَاِنَّ النَّاسَ يَأْمُرُوْنِّیْ اَنْ اَسْتَخْلِفَ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يَكُنْ لِّيُضَيِّعَ دِيْنَهُ وَ خِلَافَتَهُ الَّتِیْ بَعَثَ بِهَا نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْ يُعَجِّلَ بِیْ اَمْرٍ فَاِنَّ الشُّوْرٰی فِیْ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِيْنَ مَاتَ النَّبِیُّ [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم] وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ ، فَمَنْ بَايَعْتُمْ مِنْهُمْ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِيْعُوْا، وَاِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ اَقْوَامًا سَيَطْعَنُوْنَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ بَعْدِیْ اَنَا ضَرَبْتُهُمْ بِيَدِیْ عَلَى الْاِسْلَامِ ، فَاِنْ فَعَلُوْا فَاُولٰئِكَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ ، اَلْكُفَّارُ الضُّلَّالُ ، وَاِنِّیْ لَمْ اَدَعْ شَيْئًا هُوَ اَهَمَّ عِنْدِیْ مِنْ اَمْرِ الْكَلَالَةِ ، وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا اَغْلَظَ لِیْ نَبِیُّ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ مُنْذُ صَحِبْتُهُ اَشَدَّ مِمَّا اَغْلَظَ

لِیْ فِیْ شَأنِ الْکَلالَةِ حَتّٰی طَعَنَ بِاِصْبَعِهٖ فِیْ صَدْرِیْ ، وَقَالَ :
تَکْفِیْکَ آیَةُ الصَّیْفِ الَّتِیْ نَزَلَتْ فِیْ آخِرِ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ،
وَاِنِّیْ اِنْ اَعِشْ فَسَأَقْضِیْ فِیْهَا بِقَضَاءٍ یَعْلَمُهُ مَنْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ
وَمَنْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ ، وَاِنِّیْ اُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی اُمَرَاءِ الْاَمْصَارِ
اِنِّیْ اِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ لِیُعَلِّمُوا النَّاسَ دِیْنَهُمْ وَ سُنَّةَ نَبِیِّهِمْ وَیَعْدِلُوْا
عَلَیْهِمْ وَیَقْسِمُوْا فَیْئَهُمْ وَ یَرْفَعُوْا اِلَیَّ مِمَّا عُمِّیَ عَلَیْهِمْ ، ثُمَّ
اِنَّکُمْ اَیُّهَا النَّاسُ ! تَأْکُلُوْنَ مِنْ شَجَرَتَیْنِ لَا اَرَاهُمَا اِلَّا
خَبِیْثَتَیْنِ هٰذَا الثُّوْمُ وَالْبَصَلُ ، وَاَیْمُ اللّٰهِ لَقَدْ کُنْتُ اَرٰی نَبِیَّ
اللّٰهِ اِذَا وَجَدَ رِیْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ یَأْمُرُ بِهٖ فَیُؤْخَذُ بِیَدِهٖ
فَیُخْرَجُ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی یُؤْتٰی بِهِ الْبَقِیْعَ ، فَمَنْ اَکَلَهُمَا لَا
بُدَّ فَلْیُمِتْهُمَا طَبْخًا، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ
یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ لا اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا
ج وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ﴾ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
لِیْ وَلَکُمْ۔

(۷)......آپ ﷺ، حضرت علی، اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا م بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ، مَن يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ ' وَمَن يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ، اِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَ اَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ''،اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ ...... اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِمَامَا الْهُدٰى ' وَ شَيْخَا الْاِسْلَامِ ، وَالْمُهْتَدٰى بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، مَنِ اتَّبَعَهُمَا هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ، وَمَنِ اقْتَدٰى بِهِمَا يَرْشُدُ '

وَمَـنْ تَـمَسَّکَ بِهِـمَـا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ ، وَحِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْـمُفْلِحُوْنَ“ ، اَلاَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُوْلُ: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَـقَّ الْـقَمَرُ﴾ ، اَلاَ وَاِنَّ الْقَمَرَ قَدِ انْشَقَّ ، اَلاَ وَاِنَّ السَّاعَةَ قَـدِ اقْتَـرَبَتْ ، اَلاَ وَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ آذَنَتْ بِفِرَاقٍ ، اَلاَ وَاِنَّ الْيَوْمَ الْـمِـضْـمَارَ وَ غَدًا السِّبَاقَ ، اَلاَ وَاِنَّ الْغَايَةَ النَّارُ وَالسَّابِقَ مَنْ سَبَـقَ اِلَى الْجَنَّةِ ، قَـالَ الـلّٰـهُ تَـعَالٰى : ﴿اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ، وَاَذِنَـتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ، وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ، وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَـخَـلَّـتْ ، وَاَذِنَـتْ لِـرَبِّهَـا وَ حُقَّتْ ، يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰى رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ﴾ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ۔

....

آپ ﷺ کے جمعہ کے خطبات کی چند روایتیں

(۱)......عن ابن مسعود رضی الله عنه :ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا تشهد قال :" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا ، مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ' وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ ، مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ ' وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰهَ شَیْئًا "۔

(ابوداؤد، باب الرجل یخطب علی قوس، باب تفریع ابواب الجمعة ، رقم الحدیث:۱۰۹۷)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو ارشاد فرماتے: سب تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں، اسی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں، اور ہم اسی سے مغفرت چاہتے ہیں، اور ہم اللہ تعالی سے اپنے نفسوں کے شرور سے پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت دیں اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسے وہ گمراہ کریں اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالی کے بندے اور ان کے رسول ہیں، اللہ تعالی نے آپ کو قیامت تک کے لئے حق کے ساتھ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے ہیں، جس نے اللہ تعالی اور ان کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ ہدایت یاب ہوا، اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی تو نقصان نہیں پہنچائے گا مگر اپنے آپ کو، اور اللہ تعالی کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔

(۲)......عن یونس انه سأل ابن شهاب عن تشهد رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الجمعة فذکر نحوه قال :" وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی ، وَ نَسْأَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا اَنْ یَّجْعَلَنَا

مِمَّنْ يُطِيْعُهُ وَ يُطِيْعُ رَسُوْلَهُ ' وَ يَتَّبِعُ رِضْوَانَهُ ، وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ ، فَاِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَلَهُ "۔

(ابوداؤد، باب الرجل يخطب على قوس، باب تفريع ابواب الجمعة ، رقم الحديث:۱۰۹۸)

ترجمہ:......حضرت یونس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے رسول اللہ ﷺ کے خطبۂ جمعہ کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے پہلی حدیث کی طرح روایت بیان کی، (بس اس میں اتنا اضافہ کرتے ہوئے) فرمایا: اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی بلا شبہ وہ گمراہ ہوا، اور ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ: وہ ہمیں ان لوگوں میں بنائے جو اللہ تعالی اور ان کے رسول کی اتباع کریں، اور ان کی رضا مندی (کے کاموں کی) اتباع کریں اور ان کے ناراضگی (والے اعمال سے) اجتناب کریں، اس لئے کہ ہم اسی کے ہیں اور اسی کے لئے ہیں۔

(۳)......عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خطب احمَرَّتْ عيناه ، و علا صوته ، واشتدَّ غضبه ، حتّى كانّه منذر جيش يقول:" صَبَّحَكُمْ وَ مَسَّاكُمْ " ويقول " بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" ويقرن بين اصبعيه السبابة والوسطى ، و يقول :" اَمَّا بَعْدُ : فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " ثم يقول : " اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ ، مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهِ ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ وَ عَلَيَّ "۔

(مسلم ص۲۸۵، باب تخفيف الصلوة والخطبة ،كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۸۶۷)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دیتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں، اور آواز بلند اور غصہ تیز ہو جاتا

تھا، (ایسا لگتا تھا کہ) گویا آپ ﷺ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: ''(وہ دشمن کا لشکر) تم پر گویا صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے''۔ اور فرماتے تھے:- اپنی دو انگلیوں کو شہادت کی اور درمیانی انگلی ملا کر کہ-''میں اور قیامت ان انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں'' (یعنی میری بعثت کے بعد اب قیامت دور نہیں رہی) اور فرماتے: ''اما بعد! جان لو کہ بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے، اور بدترین معاملہ وہ ہے جو دین میں نیا نکالا جائے، ہر بدعت گمراہی ہے'' پھر فرماتے: ''میں ہر مؤمن کا زیادہ حقدار ہوں اس کی جان سے زیادہ، سو جس نے مال چھوڑا (ترکہ میں) تو وہ اس کے اہل وعیال کا ہے، اور جس نے کوئی قرض یا بچے چھوڑے جن کا کوئی پالنے والا نہ ہو تو وہ میرے لئے اور میرے ذمہ ہیں''۔

(۴)......عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال :كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول فی خطبته : یحمد الله و یثنی علیه بما هو اهله ثم یقول:

'' مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهٗ ' وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلا هَادِیَ لَهٗ ، اِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَ اَحْسَنَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ' وَ كُلُّ مُحْدَثَةٍ بدعة ' وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ'' ثم يقول '' بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ'' و كان اذا ذكر السّاعة احمرت وجنتاه ' و علا صوته ' واشتد غضبه ' كانّه نذير جيش يقول :'' صَبَّحَكُمْ وَ مَسَّاكُمْ '' ثم قال :'' مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ ، وَمَنْ تَرَکَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَیَّ اَوْ عَلَیَّ وَاَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ ''۔

(نسائی، كيف الخطبة ، كتاب صلوة العيدين ، رقم الحديث:۱۵۷۹)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ اپنے

خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی شایان شان حمد وثنا بیان فرماتے تھے،اور فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دیں اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو گمراہ کریں اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، یقیناً سب سے زیادہ سچی بات کتاب اللہ ہے، اور سب سے اچھا طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور بدترین چیز محدثات ہیں، اور ہر محدث بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی (یعنی بدعت اور گمراہی اختیار کرنے والا شخص) جہنمی ہے۔ پھر آپ ﷺ ارشاد فرماتے: میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں، (جیسے کلمہ اور بیچ کی انگلی) اور آپ ﷺ جب بھی قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ ﷺ کے دونوں (مبارک) رخساروں کے اوپر والے حصے سرخ ہوجاتے، اور آپ کی آواز بلند اور آپ کا غصہ تیز ہوجاتا تھا، (ایسا لگتا تھا کہ) گویا آپ ﷺ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ: ''(وہ دشمن کا لشکر) تم پر گویا صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ کرنے والا ہے۔ جو مال چھوڑ جائے (ترکہ میں) تو وہ اس کے اہل وعیال کا ہے، اور جس نے کوئی قرض یا بچے چھوڑے تو وہ میرے لئے اور میرے ذمہ ہیں، (کہ میں اس کا قرض ادا کروں اور اس کی اولاد کی خبر گیری کروں)، اور میں ہر مؤمن کا زیادہ حقدار ہوں (یعنی میں مسلمانوں کے ساتھ زیادہ شفیق اور ان پر زیادہ مہربان ہوں)۔

(۵)......عن الحسن البصری قال : طلبت خُطب النبی صلی الله علیه وسلم فی الجمعة فاعیتنی ، فلزمت رجلا من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فسألته عن ذلک ، فقال : کان یقول فی خطبته یوم الجمعة :

یٰاَیُّهَا النَّاسُ ! اِنَّ لَکُمْ عَلَمًا فَانْتَهُوْا اِلٰی مَعَالِمِکُمْ ، وَاِنَّ لَکُمْ نِهَایَةً فَانْتَهُوْا اِلٰی نِهَایَتِکُمْ ، فَاِنَّ الْمُؤْمِنَ بَیْنَ مَخَافَتَیْنِ : بَیْنَ اَجَلٍ قَدْ مَضٰی لَایَدْرِیْ کَیْفَ صَنَعَ اللّٰهُ فِیْهِ ،

وَبَيْنَ اَجَلٍ قَدْ بَقِيَ لَا يَدْرِيْ كَيْفَ اللّٰهُ بِصَانِعٍ فِيْهِ ، فَلْيَتَزَوَّدِ الْمُؤْمِنُ لِنَفْسِهِ بِنَفْسِهِ' [وفي رواية: فَلْيَتَزَوَّدِ الْمَرْءُ مِنْ نَفْسِهِ لِنَفْسِهِ] وِمِنْ دُنْيَاهُ لِآخِرَتِهِ ، وَمِنَ الشَّبَابِ قَبْلَ الْهَرَمِ ، وَمِنَ الصِّحَّةِ قَبْلَ السَّقَمِ ، فَاِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ ، وَالدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ ، وَمَا بَعْدَ الدُّنْيَا دَارٌ اِلَّا الْجَنَّةُ أَوِالنَّارُ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ۔

(ابن ابی الدنیا فی قصر الامل ص۹۰۔سبل الہدیٰ ص۲۲۳ ج۸۔البیهقی فی شعب الایمان ، رقم الحدیث:۱۰۵۸۱۔والدیلمی، رقم الحدیث:۸۱۷۸۔الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور ص۴۹۰ ج۱۴، سورة الجمعة)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کے جمعہ کے خطبات کی تلاش کی ،تو میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ملا ، میں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ جمعہ کے خطبہ میں ارشادفرماتے:

اے لوگو! مؤمن دوخوفوں کے درمیان رہتا ہے: جو مدت گذر گئی نہ معلوم اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں کیا معاملہ فرمایا ہے،اور جو زمانہ باقی رہ گیا ہے، نہ معلوم اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں کیا فیصلہ فرمائیں گے؟ پس ہر مؤمن اپنے نفس کے لئے توشہ اختیار کرے، اور اپنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دے،اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانے ،اور صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت جانے ،اس لئے کہ تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو،اور دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے،اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! موت کے بعد کوئی راضی کرنے والا نہیں،اور دنیاوی زندگی کے بعد یا تو جنت ہے یا جہنم۔

میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

(۶)......عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال : قام رسول الله صلی الله علیه وسلم خطیبا یوم الجمعة فقال:

عَسٰی رَجُلٌ تَحْضُرُهُ الْجُمُعَةُ وَهُوَ عَلٰی قَدْرِ مِیْلٍ مِنَ الْمَدِیْنَةِ ، فَلَا یَحْضُرُ اَلْجُمُعَةَ ، ثُمَّ قَالَ فِی الثَّانِیَةِ :عَسٰی رَجُلٌ تَحْضُرُهُ الْجُمُعَةُ ، وَهُوَ عَلٰی قَدْرِ مِیْلَیْنِ مِنَ الْمَدِیْنَةِ ، فَلَا یَحْضُرُهَا ، وَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ : عَسٰی رَجُلٌ تَحْضُرُهُ الْجُمُعَةُ وَهُوَ عَلٰی قَدْرِ ثَلَاثَةِ : عَسٰی یَکُوْنُ عَلٰی قَدرِ ثلا ثةِ اَمْیَالٍ مِنَ الْمَدِیْنَةِ ، فَلَا یَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ، وَیَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِهٖ۔

(اخرجه ابو یعلی فی مسنده (ورجاله موثقون) ، رقم الحدیث :۲۱۹۵۔مجمع الزوائد ص۳۵۰ ج۲، باب فیمن ترک الجمعة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۳۱۷۵)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن حضور ﷺ نے کھڑے ہوکر بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ سے ایک میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آجاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگادیں گے، پھر دوسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ سے دو میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آجاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگادیں گے، پھر تیسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ سے تین میل دور رہتا ہے اور جمعہ کا دن آجاتا ہے اور وہ جمعہ پڑھنے نہیں آتا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگادیں گے۔(حیاۃ الصحابہ اردو ص۵۹۷ ج۳)

(۷)......عن ابی سلمة بن عبد الرحمن بن عوف رضی الله عنهما قال: .... ثم خطب رسول الله صلی الله علیه وسلم مرة اخری فقال :

" اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ ، اَحْمَدُهُ وَاَسْتَعِيْنُهُ ، نَعُوْذُ بِا للّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ ' وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهُ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِىْ قَلْبِهِ ، وَاَدْخَلَهُ فِى الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ ، وَاخْتَارَهُ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّاسِ ، اِنَّهُ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَاَبْلَغُهُ ، اَحِبُّوا مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ ، اَحِبُّوْا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ ، وَلَا تَمَلُّوْا كَلَامَ اللّٰهِ وَ ذِكْرَهُ ، وَلَا [تَقْسُ] تَقْسِىْ عَنْهُ قُلُوْبُكُمْ ، فَاِنَّهُ مِنْ [كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللّٰهُ يَخْتَارُ] وَيَصْطَفِىْ ، فَقَدْ سَمَّاهُ [اللّٰهُ] خِيَرَتَهُ مِنَ الْاَعْمَالِ ، وَخِيَرَتَهُ مِنَ الْعِبَادِ ، وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيْثِ ، وَمِنْ كُلِّ مَا اُوْتِىَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ، فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ، وَاتَّقُوْهُ حَقَّ تُقَاتِهٖ ، وَاصْدُقُوْا اللّٰهَ صَالِحَ مَا تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ ، وَتَحَابُّوا بِرُوْحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ اَنْ يُنْكَثَ عَهْدُهُ ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ "

(البداية و النهاية ص۲۱۴ ج۳، حياة الصحابة ص۱۱۵ ج۴، اول خطبة لمحمّد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، الباب السادس عشر : باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم و اصحابه يخطبون الناس)

ترجمہ: ...... حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے ایک مرتبہ پھر بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا: بات یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالی لے لئے ہیں، میں اس کی تعریف کرتا ہوں، اور اس سے مدد طلب کرتا ہوں ، ہم اپنے نفس کے اور برے اعمال کے شرور سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ تعالی ہدایت دیں اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ، اور جسے گمراہ کریں اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں ، وہ اکیلے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ، سب سے اچھا کلام اللہ تعالی کی کتاب ہے، وہ آدمی کامیاب ہوگیا جس کے دل کو

اللہ تعالی نے قرآن سے مزین کیا' اورا سے کفر کے بعد اسلام میں داخل کیا' اوراس آدمی نے باقی تمام لوگوں کے کلام کو چھوڑ کر اللہ تعالی کی کتاب کو اختیار کیا، یہ اللہ تعالی کی کتاب سب سے عمدہ اور سب سے زیادہ بلیغ کلام ہے، جو اللہ تعالی سے محبت کرے تم اس سے محبت کرو، اور تم اللہ تعالی سے محبت اس طرح کرو کہ سارے دل میں رچ جائے، اور اللہ تعالی کے کلام اور اس کے ذکر سے مت اکتاؤ' اور قرآن سے اعراض نہ کرو' ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے، کیونکہ اللہ تعالی (اعمال میں سے) جو کچھ پیدا کرتے ہیں ان میں سے بعض (اعمال) کو چن لیتے ہیں' پسند کر لیتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب کا نام پسندیدہ عمل' پسندیدہ عبادت' نیک کلام اور لوگوں کو حلال وحرام والا جو دین دیا گیا ہے اس میں سے نیک عمل رکھا ہے، لہذا تم اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، اور اس سے ایسے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تم لوگ اپنے منہ سے جو نیک اور بھلی باتیں بولتے ہو ان میں تم اللہ تعالی سے سچ کہو، اور اللہ تعالی کی رحمت کی وجہ سے تم ایک دوسرے سے محبت کرو، اللہ تعالی اس بات سے ناراض ہوتے ہیں کہ ان سے جو عہد کیا جائے اسے توڑا جائے، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔

(حیاۃ الصحابہ ص ۵۸۷ ج ۳، ط: زمزم، کراچی)

(۸)......عن سعيد بن عبد الرحمن الجُمَحِيّ رضى الله عنه : انه بلغه عن خطبة رسول الله صلى اللّه عليه وسلم فى اول جمعة صلاها بالمدينة فى بنى سالم بن عوف :

" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، اَحْمَدُهُ وَاَسْتَعِيْنُهُ ، وَاَسْتَغْفِرُهُ وَاَسْتَهْدِيْهِ ، وَاُوْمِنُ بِهِ وَلَا اَكْفُرُهُ ، وَاُعَادِىْ مَنْ يَكْفُرُهُ ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ

وَرَسُوْلُهٗ ، اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَةِ ، عَلٰى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ ، وَقِلَّةٍ مِنَ الْعِلْمِ ، وَ ضَلَالَةٍ مِـنَ النَّاسِ ، وَانْقِطَاعٍ مِنَ الزَّمَانِ وَ دُنُوٍّ مِنَ السَّاعَةِ وَ قُرْبٍ مِنَ الْاَجَلِ ' مَن يُّطِعِ اللّٰـهَ وَ رَسُـوْلَـهٗ فَـقَـدْ رَشَـدَ ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى وَ فَرَّطَ، وَ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا وَ اُوْصِيْـكُـمْ بِتَـقْوَى اللّٰهِ ، فَاِنَّهٗ خَيْرُ مَا اَوْصٰى بِهِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ يَحُضَّهٗ عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنْ يَـأْمُـرَهٗ بِتَـقْـوَى اللّٰـهِ ، فَـاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَكُمُ اللّٰهُ مِنْ نَفْسِهٖ ، وَلَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ [نَـصِيْـحَةً] وَلَا اَفْـضَـلَ مِـنْ ذٰلِكَ ذِكْـرًا ، وَاِنَّ تَـقْوَى اللّٰهِ لِمَنْ عَمِلَ بِهٖ عَلٰى وَجَلٍ وَ مَـخَـافَةٍ مِـنْ رَبِّهٖ ، عَوْنُ صِدْقٍ عَلٰى مَا تَبْغُوْنَ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ ، وَمَنْ يُصْلِحِ الَّذِىْ بَيْنَهٗ وَ بَيْـنَ اللّٰـهِ مِنْ اَمْرِهٖ فِى السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ ، لَا يَنْوِى بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ يَكُنْ لَهٗ ذِكْرًا فِىْ عَـاجِـلِ اَمْـرِهٖ ، وَذُخْـرًا فِيْـمَـا بَعْدَ الْمَوْتِ حِيْنَ يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰى مَا قَدَّمَ ، وَمَا كَانَ مِنْ سِـوٰى ذٰلِكَ يَـوَدُّ لَـوْ اَنَّ بَيْـنَـهٗ وَ بَيْـنَهٗ اَمَدًا بَعِيْدًا ، وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَؤُوْفٌ بِالْعِبَادِ ، وَالَّذِىْ صَدَّقَ قَوْلَهٗ ' وَاَنْجَزَ وَعْدَهٗ لَا خُلْفَ لِذٰلِكَ، فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿مَا يُبَـدَّلُ الْـقَـوْلُ لَـدَىَّ وَمَـآ اَنَـا بِـظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِىْ عَاجِلِ اَمْرِكُمْ وَآجِلِهٖ فِى السِّـرِّ وَالْـعَلَانِيَةِ ، فَاِنَّهٗ مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا ، وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ فَقَدْ فَـازَ فَـوْزًا عَـظِيْـمًـا ، وَاِنَّ تَـقْوَى اللّٰهِ يُوَقِّىْ مَقْتَهٗ وَ يُوَقِّىْ عُقُوْبَتَهٗ ، وَ يُوَقِّىْ سَخَطَهٗ ، وَاِنَّ تَـقْـوَى اللّٰـهِ يُبَيِّـضُ الْـوُجُـوْهَ ، وَ يُـرْضِى الرَّبَّ ، وَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ ، خُذُوْا بِحَظِّكُمْ وَلَا تُـفَـرِّطُوْا فِىْ جَنْبِ اللّٰهِ ، قَدْ عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ كِتَابَهٗ ، وَ نَهَجَ لَكُمْ سَبِيْلَهٗ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَيَـعْـلَـمَ الْـكَاذِبِيْنَ ، فَاَحْسِنُوْا كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ، وَ عَادُوْا اَعْدَاءَهٗ وَ جَاهِدُوْا فِى اللّٰـهِ حَـقَّ جِهَـادِهٖ ، هُـوَ اجْتَبَاكُمْ وَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ، لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ ، وَيَـحْيَا مَنْ حَىَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ، وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ ، وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ

، فَاِنَّهُ مَنْ يُصْلِحْ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ يَكْفِهِ اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ النَّاسِ ، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يَقْضِىْ عَلَى النَّاسِ وَلَا يَقْضُوْنَ عَلَيْهِ ، وَيَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ"۔

(البداية والنهاية ص۲۱۳ج۳، حياة الصحابه ص۱۱۵ج۴، خطبته صلى الله عليه وسلم فى الجمعة ، الباب السادس عشر: باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم و اصحابه يخطبون الناس)

ترجمہ:......حضرت سعید بن عبدالرحمٰن جمحی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں بنوسالم بن عوف کے محلّہ میں جو سب سے پہلا جمعہ پڑھایا تھا، اس میں یہ خطبہ دیا تھا کہ: تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں، میں اس کی تعریف کرتا ہوں' اس سے مدد مانگتا ہوں' اس سے مغفرت چاہتا ہوں' اوراس سے ہدایت طلب کرتا ہوں' اور اس پر ایمان لاتا ہوں' اوراس کا انکار نہیں کرتا، بلکہ جواس کا انکار کرتا ہےاس سے دشمنی رکھتا ہوں، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلے ہیں،اس کا کوئی شریک نہیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، انہیں اللہ تعالی نے ہدایت' نور اور نصیحت دے کر اس وقت بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا' اور علم بہت کم ہو گیا تھا' اور لوگ گمراہ ہو چکے تھے' اور زمانے میں خیر و برکت نہیں رہی تھی' اور قیامت قریب آ چکی تھی' اور دنیا کا مقررہ وقت پورا ہونے والا تھا،اب جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت والا ہوگا' اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ بچلا ہوا اور کوتاہی کا مرتکب ہوگا' اور بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے گا۔ میں تمہیں اللہ تعالی سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جن باتوں کی تاکید کرتا ہے ان میں سب سے بہتر بات یہ ہے کہ اسے آخرت کی ترغیب دے' اور اللہ تعالی سے

ڈرنے کا حکم دے، لہذا تم ان تمام کاموں سے بچو جن کے بارے میں تمہیں اللہ تعالی نے اپنی ذات سے ڈرایا ہے، اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں' اس سے بہتر کوئی یاد دہانی نہیں۔ اپنے رب سے ڈر کر تقوی پر عمل کرنا ان تمام چیزوں کے حاصل ہونے کے لئے سچا مددگار ہے جنہیں تم آخرت میں چاہتے ہو، اور جو محض اللہ تعالی کی رضا کی نیت سے لوگوں کے سامنے بھی اور ان سے چھپ کر بھی اپنے اور اپنے رب کے درمیان کے معاملے کو ٹھیک کرلے گا تو یہ اس کے لئے دنیا میں ذکر خیر کا ذریعہ ہوگا' اور موت کے بعد ذخیرۂ آخرت ہوگا جب کہ آدمی کو آگے بھیجے ہوئے اپنے اعمال کی بہت زیادہ ضرورت ہوگی، اور جو اپنے اور اپنے رب کے درمیان کے معاملے کو ٹھیک نہیں کرے گا وہ تمنا کرے گا کاش! میرے اور میرے آگے بھیجے ہوئے برے اعمال میں بہت زیادہ مسافت ہوتی، اور اللہ تعالی تمہیں اپنی ذات (کے غصہ اور سزا) سے ڈراتے ہیں، اور اللہ تعالی بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اللہ تعالی اپنی ہر بات کو سچ کر دکھاتے ہیں، اور اپنے وعدے کو پورا کرتے ہیں، ان کے وعدے کے خلاف نہیں ہوسکتا، کیونکہ خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلّٰمٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ (سورت ق، آیت نمبر:۲۹) میرے ہاں (وہ) بات (وعید مذکور کی) نہیں بدلی جاوے گی اور میں (اس تجویز میں) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں' لہذا دنیا و آخرت کے تمام معاملات میں خفیہ اور اعلانیہ طور سے اللہ تعالی سے ڈرو، کیونکہ جو اللہ تعالی سے ڈرے گا اللہ تعالی اس کی تمام برائیوں کو مٹا دیں گے، اور اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے، اور جو اللہ تعالی سے ڈرے گا اسے بہت بڑی کامیابی ملے گی، اور اللہ تعالی کا ڈر ہی اس کے غصہ' اس کی سزا اور ناراضگی سے بچاتا ہے' اور اللہ تعالی کے ڈر سے ہی چہرے (قیامت کے دن) سفید ہوں گے' اور رب عظیم راضی ہوں گے' اور درجے بلند ہوں گے، لہذا تم تقوی میں

سے پورا حصہ لواور اللہ تعالی کی جناب میں کوتاہی نہ کرو، اللہ تعالی نے تمہیں اپنی کتاب کا علم عطا فرمایا ہے اور اپنا راستہ تمہارے لئے واضح کیا تا کہ اللہ تعالی کو سچوں اور جھوٹوں کا پتہ چل جائے، اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جیسے اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے، اور اللہ تعالی کے دشمنوں سے دشمنی رکھو، اور اللہ تعالی کے دین کے لئے خوب محنت کرو جیسے محنت کرنے کا حق ہے، اسی نے تمہیں چنا ہے اور اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تا کہ جسے گمراہ ہو کر برباد ہونا ہے وہ دلیل اور نشانی دیکھ کر پھر برباد ہو اور جسے ہدایت پا کر حقیقی زندگی حاصل کرنی ہے وہ دلیل اور نشانی دیکھ کر حاصل کرے، اور نیکیاں کرنے کی طاقت صرف اللہ تعالی سے ہی ملتی ہے۔ اللہ تعالی کا ذکر کثرت سے کرو، اور آج کے بعد والی زندگی یعنی آخرت کے لئے عمل کرو، جو اپنے اور اللہ تعالی کے تعلق کو ٹھیک کرلے گا اللہ تعالی اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملات کو خود ٹھیک کر دیں گے، کیونکہ اللہ تعالی کا فیصلہ لوگوں پر چلتا ہے اور لوگوں کا فیصلہ اللہ تعالی پر نہیں چلتا، اللہ تعالی لوگوں کی ہر چیز کے مالک ہیں، اور لوگ اللہ تعالی کے ہاں کچھ اختیار نہیں رکھتے، اللہ تعالی سب سے بڑے ہیں، اور اللہ عظیم سے ہی نیکی کرنے کی طاقت ملتی ہے۔

(۹)......عن النعمان رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب یقول : " اُنْذِرُكُمُ النَّارَ ، اُنْذِرُكُمُ النَّارَ " حتی لو أن رجلا كان بالسوق لسمعه من مقامی هذا، .... وفی روایة : و سمع أهل السوق صوته وهو علی المنبر۔

(اخرجه احمد فی المسند ص۲۶۸/۲۷۲ج۴، رقم الحدیث:۱۸۳۹۸۔مجمع الزوائد ص۳۴۳ ج۲، باب الخطبة والقراءة فیها ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۳۱۴۴)

ترجمہ:......حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ

دیتے ہوئے سنا: آپ ارشاد فرما رہے تھے: میں تم کوآگ (یعنی جہنم) سے ڈراتا ہوں، میں تم کوآگ (یعنی جہنم) سے ڈراتا ہوں۔(اورآپ ﷺ اس قدر بلند آواز سے یہ ارشادفرمارہے تھے کہ:) کوئی آدمی بازار میں بھی ہوتا تو وہ یہاں (یعنی مسجد کے منبر) سے آپ ﷺ کی آواز سن لیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

(۱۰)......عن معدان بن ابی طلحة الیعمری رحمه الله : انّ عمر بن الخطاب قام علی المنبر یوم الجمعة فحمد الله واثنی علیه ، ثم ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم و ذکر ابا بکر رضی الله عنه ، ثم قال :

" رَأَیْتُ رُؤیًا لَا اَرَاهَا اِلَّا بِحُضُوْرِ اَجَلِیْ، رَاَیْتُ کَاَنَّ دِیْکًا نَقَرَنِیْ نَقْرَتَیْنِ اَحْمَرَ، فَقَصَصْتُهَا عَلٰی اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ، فَقَالَتْ : یَقْتُلُکَ رَجُلٌ مِنَ الْعَجَمِ، وَاِنَّ النَّاسَ یَأْمُرُوْنِّیْ اَنْ اَسْتَخْلِفَ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ یَکُنْ لِّیُضِیِّعَ دِیْنَهٗ وَ خِلَافَتَهُ الَّتِیْ بَعَثَ بِهَا نَبِیَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ یَعَجَلْ بِیْ اَمْرٌ فَاِنَّ الشُّوْرٰی فِیْ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِیْنَ مَاتَ النَّبِیُّ[صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم] وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ وَالزُّبَیْرُ وَطَلْحَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ ، فَمَنْ بَایَعْتُمْ مِّنْهُمْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِیْعُوْا، وَاِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ اَقْوَامًا سَیَطْعَنُوْنَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ بَعْدِیْ اَنَا ضَرَبْتُهُمْ بِیَدِیْ عَلَی الْاِسْلَامِ ، فَاِنْ فَعَلُوْا ذٰلِکَ فَاُوْلٰئِکَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ ، اَلْکُفَّارُ الضُّلَّالُ ، وَاِنِّیْ لَمْ اَدَ عُ شَیْئًا هُوَ اَهَمَّ عِنْدِیْ مِنْ اَمْرِ الْکَلَالَةِ ، وَاَیْمُ اللّٰهِ مَا اَغْلَظَ لِیْ نَبِیُّ اللّٰهِ فِیْ شَیْ ءٍ مُنْذُ صَحِبْتُهٗ اَشَدَّ مِمَّا اَغْلَظَ لِیْ فِیْ شَأنِ الْکَلَالَةِ حَتّٰی طَعَنَ بِاِصْبَعِهٖ فِیْ صَدْرِیْ ، وَقَالَ : یَکْفِیْکَ آیَةُ الصَّیْفِ الَّتِیْ نَزَلَتْ فِیْ آخِرِ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ، وَاِنِّیْ اِنْ اَعِشْ فَسَأَقْضِ فِیْهَا بِقَضَاءٍ یَعْلَمُهٗ مَنْ یَقْرَأ

الْقُرْآنَ وَمَنْ لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ، وَاِنِّيْ اُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى اُمَرَاءِ الْاَمْصَارِ اِنِّيْ اِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ لِيُعَلِّمُوا النَّاسَ دِيْنَهُمْ وَ سُنَّةَ نَبِيِّهِمْ وَيَعْدِلُوْا عَلَيْهِمْ وَيُقْسِمُوْا فَيْئَهُمْ وَ يَرْفَعُوْا اِلَيَّ مِمَّا عُمِّيَ عَلَيْهِمْ ، ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ ! تَأْكُلُوْنَ مِنْ شَجَرَتَيْنِ لا اَرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ هٰذَا الثُّوْمُ وَالْبَصَلُ ، وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَرٰى نَبِيَّ اللّٰهِ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ يَأْمُرُ بِهِ فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يُؤْتٰى بِهِ الْبَقِيْعَ، فَمَنْ اَكَلَهُمَا لا بُدَّ فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا" فخطب الناس يوم الجمعة وأصيب يوم الاربعاء بقين من ذى الحجة۔

(كنز العمال ، خلا فة امير المؤمنين عثمان بن عفان رضى الله عنه تعالى عنه ، الخلافة مع الامارة، رقم الحديث:۱۴۲۳۹)

ترجمہ:......معدان بن ابی طلحہ یعمری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہوئے ،اور اللہ تعالی کی حمد وثناء اور آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذکر کے بعد ارشاد فرمایا:

میں نے ایک خواب دیکھا ہے، میں اس کو اپنی موت کی اطلاع سمجھتا ہوں، گویا ایک سرخ مرغا ہے اس نے مجھے دو دفعہ چونچ ماری ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ: آپ کو کوئی عجمی آدمی قتل کرے گا، پھر فرمایا: اب لوگ مجھے کہتے ہیں کہ: میں ان کے لئے کوئی خلیفہ چن جاؤں، حالانکہ اللہ تعالی اپنے دین اور خلافت کو جس کے ساتھ اس نے نبی کو مبعوث فرمایا تھا ہرگز ضائع نہیں ہونے دیں گے، اگر میری موت کا وقت جلدی آجائے تو میں ان نفوس پر مجلس شوری قائم کر جاتا ہوں کہ جن سے نبی کریم ﷺ وفات کے وقت راضی وخوش تھے: عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم اجمعین) پس ان چھ میں سے جن کی

بھی تم بیعت کرلو، پھراس کی بات سننا اوراس کی اطاعت کرنا اپنے اوپر لازم کر لینا۔اور مجھے معلوم ہے کہ کچھ لوگ میرے بعداس بارے میں طعنہ زنی کریں گے میں نے ان کو اپنا ہاتھ مار دیا ہے اسلام پر،ایسی بات کرکے (اسلام میں اور منصب خلافت میں) رخنہ ڈالنے والے اللہ تعالی کے دشمن ہیں، کافراور گمراہ ہیں۔اور میں نے کلالہ (جس کے نہ ماں باپ ہیں اور نہ اولاد) جو میرے نزدیک سب سے اہم مسئلہ تھا کے متعلق نبی کریم ﷺ سے اس قدر سوال کیا کہ اللہ تعالی کی قسم! میں نے جب سے آپ ﷺ کی صحبت اختیار کی تھی تب سے اس مسئلے کے علاوہ کسی مسئلے کے بارے میں آپ ﷺ نے مجھ پر اتنی سختی نہیں فرمائی جتنی اس کے سوال کے بارے میں فرمائی،حتی کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے مجھے سینے میں کچھ لگاتے ہوئے فرمایا: تیرے لئے آیۃ الصیف جو سورۂ النساء کے آخر میں نازل ہوئی ہے کافی ہوجانا چاہیے ،اوراگر میں زندہ رہا تو اس کے متعلق ایسا فیصلہ کروں گا،جس کو قرآن پڑھنے والا اور قرآن سے ناواقف سب جان لیں گے۔اور میں اللہ تعالی کو گواہ بناتا ہوں شہروں کے امیروں پر کہ میں نے ان کو اس لئے بھیجا ہے تاکہ وہ لوگوں کو ان کا دین اوران کے نبی ﷺ کی سنت سکھائیں' ان پر عدل کریں' ان کے اموال غنیمت ان کے درمیان (انصاف کے ساتھ) تقسیم کریں' اور جن مسائل میں وہ لاعلم ہوں ان کو میرے پاس بھیجیں۔ پھر اے لوگو! تم یہ چیزیں جو کھاتے ہو ان کو خبیث سمجھتا ہوں: لہسن اور پیاز۔اللہ تعالی کی قسم! میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کسی آدمی میں سے ان کی بو محسوس فرماتے تو اس کے متعلق حکم دیتے' اوراس آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر مسجد سے باہر لایا جاتا حتی کہ بقیع تک اس کو مسجد سے دور کر دیا جاتا تھا،لہذا جوان دو چیزوں کو کھائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ پکا کر ان کی بو ماردے۔

راوی کہتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کو لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، اور بدھ کے روز: ۲۶/ذی الحجہ کو آپ پر حملہ ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ

(۱۱)......عن علی بن حسین رضی الله عنهما قال : قال فتی من بنی هاشم لعلی بن ابی طالب رضی الله عنه حیں انصرف من صفین : سمعتک تخطب یا امیرَ المؤمنین ! فی الجمعة تقول :

" اَللّٰهُمَّ اَصۡلِحۡنَا بِمَا اَصۡلَحۡتَ بِهِ الۡخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيۡنَ ..... اَبُوۡ بَكۡرٍ وَ عُمَرُ رضی الله عنهما اِمَامَا الۡهُدٰی ، وَ شَیۡخَا الۡاِسۡلَامِ ، وَالۡمُهۡتَدٰی بِهِمَا بَعۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰه صلّی الله علیه وسلم ، مَنِ اتَّبَعَهُمَا هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُسۡتَقِيۡمٍ ، وَمَنِ اقۡتَدٰی بِهِمَا يَرۡشُدُ ، وَمَنۡ تَمَسَّکَ بِهِمَا فَهُوَ مِنۡ حِزۡبِ اللّٰهِ ، وَحِزۡبُ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ "۔

(کذا فی المنتخب ص۴۴۴ ج۴، حیاة الصحابة ص۲۵۰ ج۴، خطب له فی فضل ابی بکر و عمر رضی الله عنهما ، الباب السادس عشر : باب کیف کان النبی صلی الله علیه وسلم و اصحابه یخطبون الناس)

ترجمہ:......حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس آئے تو ان سے بنو ہاشم کے ایک نوجوان نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں نے آپ کو جمعہ کے خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! آپ نے جس عمل کے ذریعہ سے خلفاء راشدین کی اصلاح فرمائی اسی کے ذریعہ سے ہماری بھی اصلاح فرما دیجئے، تو یہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور فرمایا: خلفاء راشدین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ ہدایت کے امام اور اسلام کے بڑے زبردست عالم ہیں، جن سے حضور ﷺ کے بعد ہدایت حاصل

کی جاتی ہے۔ جوان دونوں کا اتباع کرے گا اسے صراط مستقیم کی ہدایت ملے گی، اور جوان دونوں کی اقتداء کرے گا وہ رشد والا ہو جائے گا، جوان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے گا وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہو جائے گا، اور اللہ تعالیٰ کی جماعت والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ ص۱۶۷ ج۳، ط: زمزم، کراچی)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے چند جملے

(۱۲)......عن ابی عبد الرحمن السلمی رحمه الله قال : انطلقت الی الجمعة مع ابی بالمدائن ، و بیننا و بینها فرسخ ، وحذیفة بن الیمان رضی الله عنه علی المدائن فصعد المنبر فحمد الله و اثنی علیه، ثم قال:

" اَلا اِنَّ اللّٰـه عَـزَّ وَ جَلَّ یَقُوْلُ:﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ ، اَلا وَاِنَّ الْقَمَرَ قَـدِ انْشَقَّ ، اَلا وَاِنَّ السَّاعَةَ قَدِ اقْتَرَبَتْ ، اَلا وَاِنَّ الدُّنْیَا قَدْ آذَنَتْ بِفِرَاقٍ ، اَلا وَاِنَّ الْیَوْمَ الْمِضْمَارَ وَ غَدًا السِّبَاقَ ، اَلا وَاِنَّ الْغَایَةَ النَّارُ وَالسَّابِقَ مَنْ سَبَقَ اِلَی الْجَنَّةِ "۔

(مسند احمد ص۴ ج۴، حیاة الصحابه ص۲۶۹ ج۴، خُطبات حذیفة بن الیمان رضی الله عنه ، الباب السادس عشر : باب کیف کان النبی صلی الله علیه وسلم و اصحابه یخطبون الناس)

ترجمہ:......حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مدائن شہر کے گورنر تھے۔ ہمارے اور مدائن کے درمیان ایک فرسخ یعنی تین میل کا فاصلہ تھا۔ میں اپنے والد کے ساتھ مدائن جمعہ پڑھنے گیا، چنانچہ وہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: قیامت قریب آگئی ہے اور چاند کے ٹکڑے ہوگئے۔ غور سے سنو! چاند کے تو ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ توجہ سے سنو! دنیا نے جدائی کا اعلان کر دیا ہے۔ غور سے سنو! آج تو تیاری کا دن ہے کل کو ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا

مقابلہ ہے۔ میں نے اپنے والد سے کہا: ان کے نزدیک آگے نکلنے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ کون جنت کی طرف آگے بڑھتا ہے۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص ۳۶۷ ج ۳، ط: زمزم، کراچی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عید الاضحیٰ کے خطبہ کا ایک ارشاد

(۱۳)......[ابو عبید ... قال : ثم صليتُ مع علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال فصلی لنا قبل الخطبة ثم خطب الناس فقال: [يٰأَيُّهَا النَّاسُ !] اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صلی الله عليه وسلم قَدْ نَهٰكُمْ اَنْ تَأْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَلَا تَأْكُلُوْا۔

(مسلم، باب بيان ما كان من النهى عن اكل لحوم الاضاحى بعد ثلاث فى اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى متى شاء ، كتاب الاضاحى ، رقم الحديث: ۱۹۶۹۔ مسند احمد ص ۱۴۱ ج ۱)

ترجمہ:......حضرت ابو عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی، پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا کہ: رسول اللہ ﷺ نے تمہیں منع فرمایا ہے کہ: تم تین راتوں سے زیادہ اپنی قربانیوں کا گوشت کھاؤ، لہذا تم مت کھاؤ۔[۱]

[۱]......آپ ﷺ نے ایک سال یہ اعلان کرایا تھا کہ تین دن کے بعد کوئی قربانی کا گوشت نہ کھائے، کیونکہ مدینہ منورہ میں باہر سے بہت سے مسلمان آگئے تھے، پس آپ ﷺ نے چاہا کہ سب کو گوشت پہنچے، مگر آئندہ سال بھی صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے اس پر عمل کیا تو آپ ﷺ نے پھر اعلان کرایا کہ: ایام قربانی کے بعد بھی قربانی کا گوشت کھا سکتے ہیں، اور پہلے اعلان کی وجہ سمجھائی کہ یہ مصلحت تھی، مسئلہ نہیں تھا۔ (تحفۃ الالمعی ص ۴۴۲ ج ۴)

تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت:......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے آپ لوگوں کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے روکا تھا تاکہ باحیثیت لوگ ان لوگوں پر وسعت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا عید کے خطبہ کا ایک ارشاد

(۱۴)......عن وهب بن كيسان مولى ابن الزّبير رحمه الله قال : سمعت عبد الله بن الزُّبير رضى الله عنه في يوم العيد يقول ' حين صلّى قبل الخُطبة ، ثم قال يخطب الناس:" يَاَيُّهَا النَّاسُ ! [كُلٌّ] سُنَّةُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلّى الله عليه وسلّم "۔

(مسند احمد ص۴ ج۴، حياة الصحابه ص۲۶۴ ج۴، خُطبٌ له رضى الله عنه متفرقة ، الباب السادس عشر : باب كيف كان النبى صلى الله عليه وسلم و اصحابه يخطبون الناس)

ترجمہ:......حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے عید کے دن عید کی نماز پڑھائی ، پھر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا۔ میں نے انہیں خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا ہرگز درست نہیں ۔عید کے بعد خطبہ پڑھنا اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ ہے۔ (حیاۃ الصحابہ ص۷۱۳ ج۳، ط: زمزم، کراچی)

کریں جن کے پاس قربانی کی وسعت نہیں ہے، یعنی قربانی کرنے والے تین دن تک کھانے کے بقدر گوشت روک کر زائد گوشت غرباء میں تقسیم کریں، مگر چونکہ یہ مصلحت باقی نہیں رہی، اس لئے وہ حکم ختم، اب جب چاہیں کھائیں' کھلائیں اور ذخیرہ کریں۔

عابس (رحمہ اللہ) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ قربانی کے گوشت سے (ایام قربانی کے بعد) منع کیا کرتے تھے؟ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں، البتہ ایک سال ایسا ہوا کہ قربانی کرنے والے کم تھے، اس لئے آپ ﷺ نے چاہا کہ قربانی کرنے والے قربانی نہ کرنے والوں کو کھلائیں، بخدا! واقعہ یہ ہے کہ ہم بکری کے کھر اٹھا کر رکھ دیتے تھے اور ایام قربانی کے دس دن کے بعد (جب سارا گوشت نمٹ جاتا تھا) کھاتے تھے۔

(ترمذی شریف، باب فى الرخصة فى اكلها بعد ثلاث ، ابواب الاضاحى ، تحفۃ الالمعی ص۴۴۲ ج۴)

خطبہ جمعہ میں آپ ﷺ سے منقول سورتیں

(۱)......عن عمرة بنت عبد الرحمن رحمهما الله ' عن اخت لعمرة رضی الله عنها قالت : اخذت ﴿قٓ قف وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴾ من فی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الجمعة ، وهو یقرأ بها علی المنبر فی کل جمعة۔

(مسلم، باب تخفیف الصلوة والخطبة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۷۲)

ترجمہ:......عمرۃ بنت عبدالرحمٰن کی بہن (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ: میں نے:﴿قٓ قف وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴾ کی سورت رسول اللہ ﷺ سے سن کر یاد کی ہے، آپ ﷺ اسے ہر جمعہ کو منبر پر پڑھا کرتے تھے۔

تشریح:...... مدینہ منورہ میں جو سب سے پہلا خطبہ آپ ﷺ نے مسجد بنی سالم میں دیا اس میں آپ ﷺ نے سورۂ ق کی یہ آیت تلاوت فرمائی:﴿ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴾۔(پ:۲۶/آیت نمبر:۲۹)۔(تفسیر قرطبی،ص۹۸/۹۹ج۱۸،تفسیر سورۂ جمعہ)

(۲)......عن صفوان بن یعلی ' عن ابیه ' انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقرأ علی المنبر﴿ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ﴾۔

(بخاری، باب قوله: ونادوا یملک لیقض علینا ربک قال انکم مکثون ،کتاب التفسیر ، رقم الحدیث:۴۸۱۹۔مسلم، باب تخفیف الصلوة والخطبة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۷۱)

ترجمہ:......حضرت صفوان بن یعلی بن امیہ اپنے والد (امیہ) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:انہوں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ ﴾تلاوت فرماتے ہوئے سنا۔

تشریح:......﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ ﴾ یہ پارہ:۲۵/سورۂ زخرف کی آیت نمبر:۷۷/ہے۔اس

سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ زخرف کی آیت (یا آیتیں) پڑھیں۔

پوری آیت اس طرح ہے:﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط قَالَ اِنَّكُمْ مٰكِثُوْنَ ﴾

(۳)...... انہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فی خطبتہ :﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ﴾۔

(بذل المجھود فی حل سنن ابی داؤد ص۱۳۰ ج۵، باب الرجل یخطب علی قوس، باب تفریع ابواب الجمعۃ ، تحت رقم الحدیث:۱۱۰۰)

ترجمہ:......آپ ﷺ نے خطبہ میں یہ آیت تلاوت فرمائی:﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ﴾۔

تشریح:...... یہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر:۲۸۱ / ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ بقرہ کی آیت یا آیتیں پڑھیں۔

پوری آیت یہ ہے:﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ قف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾۔

(۴)......اُبی رضی اللہ عنہ : انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ یوم الجمعۃ ﴿براءۃ﴾ وھو قائم ، فذکر بایّام اللہ، الخ۔

(مجمع الزوائد ص۳۴۶ ج۲، باب الخطبۃ والقراءۃ فیھا ،کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۱۵۵۔ کنز العمال ، استماع الخطبۃ ، صلوۃ الجمعۃ وما یتعلق بھا الجمعۃ ، رقم الحدیث:۲۳۳۲۳)

ترجمہ:......حضرت ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن (خطبہ میں) اس حال میں کہ آپ کھڑے تھے (سورۂ) براءت تلاوت فرمائی، اور آپ ﷺ نے ہمیں اللہ تعالی کے مخصوص دنوں کی یاددہانی کرائی۔

تشریح: ......اس سے مراد دسویں پارہ کی سورۂ توبہ ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ توبہ کی آیت یا کچھ آیتیں پڑھیں۔

(۵)......عن علی رضی الله عنه : كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يقرأ على المنبر: ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ و ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾۔

(المعجم الاوسط ص۲۲۶ ج۱۴، رقم الحديث:۴۰۴۵۔مجمع الزوائد ص۳۴۶ ج۲، باب الخطبة والقراءة فيها ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۱۵۶۔كنز العمال، ادبها ، صلوة الجمعة وما يتعلق بها الجمعة ، رقم الحديث:۲۳۳۳۷)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ (جمعہ کے خطبہ میں) منبر پر سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھتے تھے۔

تشریح: ......اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں کبھی کبھی سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص میں سے کوئی سورت پڑھی ہے۔

(۶)......عن جابر رضی الله عنه : انّ النبی صلی الله عليه وسلم قرأ فی خطبته آخر: "الزمر" تحرک المنبر مرتين۔

(المعجم الطبرانی [الاوسط] ، رقم الحديث:۸۳۰۶۔مجمع الزوائد ص۳۴۶ ج۲، باب الخطبة والقراءة فيها ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۱۵۷)

ترجمہ:......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے خطبہ کے آخر میں سورۂ زمر تلاوت فرمائی، تو دو مرتبہ منبر نے حرکت کی۔

تشریح: ......زمر پارہ:۲۳ر کی سورت ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ خطبہ میں سورۂ زمر کی آیت یا کچھ آیتیں پڑھتے تھے۔

(۷)......عن ابی ذر رضی الله عنه قال : سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یخطب فقرأ هذه الآیة ﴿اِعۡمَلُوۡا آلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ط وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ﴾ الخ۔

(کنزالعمال ، فصل فی المواعظ المخصوصة بالترغیبات ، الثلاثی ، المواعظ والرقائق والخطب والحکم ، رقم الحدیث:۴۴۲۷۳)

ترجمہ:......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (منبر پر) خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ ﷺ یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے: ﴿اِعۡمَلُوۡا آلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ط وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ﴾۔

تشریح:......یہ سورۂ سبا کی آیت نمبر:۱۳رہے۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ سبا کی آیت یا آیتیں پڑھیں۔

(۸)......عن عبد الله بن ابی بکر رضی الله عنه : انّ النّبی صلی الله علیه وسلم قرأ ﴿اِذَا السَّمَاءُ انۡشَقَّتۡ﴾ وهو علی المنبر ، الخ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۹۴ج۳، باب القراءة علی المنبر، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۵۲۸۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے، یہ آیت) تلاوت فرمائی: ﴿اِذَا السَّمَاءُ انۡشَقَّتۡ﴾۔

تشریح:......یہ پارہ:۳۰رکی سورۂ انشقاق کی آیت نمبر:۱رہے۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ انشقاق کی آیت یا آیتیں پڑھیں۔

(۹)......عن ابن عباس رضی الله عنهما : انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قرأ فی خطبته (المائدة) و سورة (التوبة) ثم قال النبی صلی الله علی وسلم : واَحلُّوا ما

احلّ الله فيهما وحرِّموا ما حرّم الله تعالى فيهما۔

(سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد (صلى الله عليه وسلم) ص۲۲۶ج۸، الباب الخامس فى صفة خطبته و ما وقفت عليه من خطبه صلى الله عليه وسلم)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ مائدہ اور سورۂ توبہ پڑھی، اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حلال اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حرام جانو۔ (شمائل کبریٰ ص۱۷۴ ج۸)

تشریح:......سورۂ مائدہ' پارہ:۶/ کی سورت ہے، اور سورۂ توبہ' پارہ:۱۰/ کی سورت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ مائدہ اور سورۂ توبہ کی آیت یا کچھ آیتیں پڑھیں۔

(۱۰)......عن اُبى بن كعب رضى الله عنه : انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ يوم الجمعة ﴿تبارك﴾ وهو قائم يذكر الله بايام الله۔

(سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد (صلى الله عليه وسلم) ص۲۲۶ج۸، الباب الخامس فى صفة خطبته و ما وقفت عليه من خطبه صلى الله عليه وسلم)

ترجمہ:......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے جمعہ کے دن (خطبہ میں) سورۂ تبارک پڑھی۔

تشریح:...... یہ:۲۹/ پارہ کی سورۂ ملک ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ ملک کی آیت یا آیتیں پڑھیں۔

(۱۱)......شرح احیاء میں ہے کہ: آپ ﷺ نے خطبہ میں سورۂ زلزال پڑھی۔

(اتحاف ص۲۲۶ ج۲۔ شمائل کبریٰ ص۱۷۴ ج۸)

صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطبہ میں منقول آیتیں

(۱۲)......کان عمر رضی الله عنه یعجبه ان یقرأ بسورة آل عمران فی الجمعة اذا خطب۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۲ ج۴، الخطبة یوم الجمعة یقرأ فیها ' ام لا ؟ کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۵۲۴۶)

ترجمہ:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے خطبہ میں سورۂ آل عمران کا پڑھنا پسند فرماتے تھے۔

(۱۳)......عن کلیب قال : خطب عمر رضی الله عنه یوم الجمعة فقرأ آل عمران فلما انتهی الی قوله :﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ﴾، الخ۔

(کنز العمال ، سورة آل عمران، الاذکار ، رقم الحدیث:۴۲۹۱)

ترجمہ:......حضرت کلیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں سورۂ آل عمران کی تلاوت فرمائی ، جب اس آیت تک پہنچے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا ﴾،

تشریح:...... یہ سورۂ آل عمران' پارہ:۴/ کی سورت ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آیت نمبر:۱۵۵/ پر پہنچے تو فرمایا: جب احد کا دن تھا، ہم لوگ شکست کھانے لگے، میں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں پہاڑی بکرے کی مانند دوڑتا پھر رہا ہوں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ: محمد ﷺ قتل ہو گئے۔ تب میں نے آواز لگائی کہ: میں نے جس کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ محمد (ﷺ) قتل ہو گئے ہیں تو اس کو قتل کر ڈالوں گا، حتی کہ (اس افراتفری میں) ہم پہاڑ پر جمع ہو گئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ﴾۔

پوری آیت اس طرح ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّیۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا کَسَبُوۡا ۚ وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴾۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں سورۂ آل عمران کی آیت یا کچھ آیتیں پڑھیں۔

(۱۴)......عن علی رضی الله عنه : انه کان یقرأ یوم الجمعة علی المنبر : ﴿قل یایها الکافرون﴾ و ﴿ قل هو الله احد﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۹۳ ج ۳، باب القراء ة علی المنبر ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث: ۵۲۸۳۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۲ ج ۴، الخطبة یوم الجمعة یقرأ فیها ' ام لا ؟ کتاب الجمعة ، رقم الحدیث: ۵۲۴۷)

ترجمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن (خطبہ میں) منبر پر سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھتے تھے۔

تشریح :...... اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ میں (کبھی کبھی) سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھتے تھے۔

(۱۵)......عن زر بن حبیش : ان عمار بن یاسر رضی الله عنه قرأ علی المنبر یوم الجمعة ﴿اِذَا السَّمَاءُ انۡشَقَّتۡ﴾ الخ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۹۳ ج ۳، باب القراء ة علی المنبر ،کتاب الجمعة ، رقم الحدیث: ۵۲۸۴)

ترجمہ:......حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے ، یہ آیت) تلاوت فرمائی: ﴿اِذَا السَّمَاءُ

انۡشَقَّتۡ﴾۔

تشریح:...... یہ پارہ: ۳۰/کی سورت ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں سورۂ انشقاق کی آیت یا آیتیں پڑھیں۔

(۱۶)......عن ابی عبد الرحمن السلمی قال : سمعت حذیفة رضی الله عنه یوم الجمعة علی المنبر قرأ ﴿اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ﴾ الخ۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۹۳ ج۳، باب القراء ة علی المنبر ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث: ۵۲۸۵۔مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۲ ج۴، الخطبة یوم الجمعة یقرأ فیها ' ام لا ؟ کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۵۲۴۸)

ترجمہ:......حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ نے جمعہ کے دن منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے، آیت) ﴿اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ﴾ پڑھی۔

(۱۷)......عن صفوان ابن محرز قال : بینا الاشعری رضی الله عنه یخطب یوم الجمعة ، اذ قرأ السجدة الآخرة فی سورة الحج۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۳ ج۴، الخطبة یوم الجمعة یقرأ فیها ' ام لا ؟ کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۵۲۴۹)

ترجمہ:......حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ (حضرت ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے،تو آپ نے سورۂ حج کے دوسرے سجدہ کی آیت پڑھی۔

تشریح:......سورۂ حج' پارہ:۱۷/کی سورت ہے۔اس سورت میں ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (آیت نمبر:۷۷)
پر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سجدۂ تلاوت ہے۔حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ میں اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

(۱۸)......عن طلحة بن يحى قال : سمعت عمر بن عبد العزيز رضى الله عنه يقرأ وهو على المنبر ﴿وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهُ﴾ وفى يده عصا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۳ ج۴، الخطبة يوم الجمعة يقرأ فيها ' ام لا ؟كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۵۲۵۰)

ترجمہ:......حضرت طلحہ بن یحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے سنا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے (جمعہ کے دن،خطبہ پڑھتے ہوئے)منبر پر یہ آیت ﴿وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهُ﴾ پڑھ رہے تھے،اورآپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔

تشریح :...... یہ سورۂ زمر،پارہ :۲۴/ کی آیت نمبر :۵۴/ ہے۔جمعہ کے خطبہ میں آیت: ﴿وَاَنِيْبُوْآ اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ پڑھنے کا ثبوت تھے۔

(۱۹)......وقد ثبت ان عمر بن عبد العزيز رضى الله عنه لما تولى الخلافة و خطب الخطبة ختمها بقوله تعالى: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ج يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ وفى يده عصا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۳ ج۴، الخطبة يوم الجمعة يقرأ فيها ' ام لا ؟ كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۵۲۵۰)

ترجمہ:...... یہ بات ثابت ہے کہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جب خلیفہ نامزد ہوئے

اورآپ نے خطبہ دیا تو اس خطبہ کے اختتام پر آیت ﴿ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ، الخ ﴾ پڑھی، اورآپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔

تشریح:...... یہ:۱۴/ پارے کے سورۂ نحل کی آیت نمبر:۹۰/ ہے۔اس روایت سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے آخر میں آیت شریفہ﴿ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ،الخ ﴾کا پڑھنا خلیفۂ راشد کی سنت ہے، اس لئے اس کا اہتمام درست ہے۔

خطبہ مختصر کیجئے

نماز جمعہ طویل اور خطبہ مختصر ہونا چاہئے ، یہی حدیث اور فقہ کے مطابق ہے،اس وقت اکثر مساجد کے ائمہ اس بارے میں کوتاہی کر رہے ہیں۔اس مختصر رسالہ میں احادیث نبویہ اور عبارات فقہاء سے اس مسئلہ کو مدلل کیا گیا ہے۔خاتمہ میں مختصر نماز پڑھانے،اور''شرعی وجہ سے امام سے مصلی کے ناراض رہنے پر وعید''اور''حرمین شریفین کا عمل حجت ہے؟'' جیسے موضوع پر بھی مختصر کلام کیا گیا ہے۔موضوع کے متعلق مختصر مگر بہت مفید اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفی ، اما بعد !

شریعت مطہرہ نے نماز کی امامت کے لئے اعلم کو مقدم کیا نہ کہ اقرأ کو، اس لئے کہ مسائل کی واقفیت قرائت سے زیادہ ضروری ہے، اس امت کے سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں، مگر امامت کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ (بخاری، باب اهل العلم و الفضل احق بالامامة ، رقم الحدیث:۶۷۸) اس لئے کہ آپ بڑے عالم تھے، ''بخاری شریف'' میں ہے: ''و کان ابو بکر اعلمنا ''

(بخاری، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم : سُدُّوا الابواب الا بابَ ابی بکر ، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ، رقم الحدیث:۳۶۵۴)

آج بھی جتنے قراء (جو عالم نہیں ہیں) امامت کا منصب نبھا رہے ہیں' ان میں اور ایک عالم (جو مسائل کو جانتا ہو، اور امامت میں اپنی من مانی اور ضد نہ کرتا ہو' جیسا کہ آج ایک طبقہ میں یہ وبا عام ہو چکی ہے، چاہے لاکھ ان کو سمجھایا جائے، مگر مسائل میں اپنی ہی چلائیں گے) میں فرق دیکھا جا سکتا ہے، قاری نماز کو بلا ضرورت لمبی کرے گا، پیچھے نہ بیماروں کا خیال نہ ضعیفوں کی رعایت' نہ مسافر اور نہ کسی ضرورت مند کا احساس، اس کو اپنی قرأت طویل کرنی ہے، اور اپنے قاری ہونے کا اور (اگر آواز اچھی ہو تو) اپنی اچھی آواز کا سکہ جمانا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور مسائل میں ضد اور ہٹ دھرمی کے بجائے اتباع شریعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اس مختصر رسالہ کے ذریعہ حضرات ائمہ کرام کی خدمت میں بہت مؤدبانہ اور عاجزانہ

درخواست پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ: خدارا! اپنی ضد اور غلط رویہ کو چھوڑ کر خطبہ کو مختصر اور نماز جمعہ کو اس سے ذرا لمبی کیجئے، جو احادیث نبویہ اور فقہائے امت کے اقوال اور مسلک کے مطابق ہے۔

خطبہ کا مختصر ہونا سمجھداری ہے اور خطبہ کو لمبا کرنا غیر سمجھداری کا ثبوت ہے

حدیث شریف میں مختصر خطبہ پڑھنے والے کو فقاہت اور سمجھدار کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، عجیب بات ہے کہ آپ ﷺ تو اس امام کو سمجھدار فرما رہے ہیں جو خطبہ کو مختصر کرے اور ہم خطبہ کو لمبا کر کے غیر سمجھداری کا ثبوت دے رہے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم فرماتے ہیں کہ:

آج کے ائمہ کا عمل الٹا ہے، ان کا خطبہ آدھے گھنٹے کا ہوتا ہے، پھر نماز سورۂ والتین اور سورۂ قدر سے پڑھا دیتے ہیں، اور دعوی مصلحت کا کرتے ہیں، حالانکہ اگر لوگوں کی مصلحت کا اتنا ہی خیال ہے تو خطبہ مختصر دینا چاہئے اور نماز سنت کے مطابق پڑھانی چاہئے۔ (تحفۃ الالمعی ص ۳۷۵ ج ۲)

اور عام نمازوں کو بھی ضرورت سے زائد لمبا کرنے کے بجائے مختصر اور درمیانہ ادا کیجئے، مصلی کی ناراضگی کے باوجود امامت کرنے پر سخت وعید آئی ہے، (دیکھئے خاتمہ نمبر: ۲/ص ۲۴۶)

میں ایسے کئی ائمہ کو جانتا ہوں، جن کی لمبی نماز اور لمبے خطبہ کی وجہ سے نمازی ناراض ہیں، اور بعض تو مسجد چھوڑ کر دوسری مساجد کی طرف رخ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں تو یہ حکم ہے کہ جب تنہا نماز پڑھے تو لمبی پڑھے اور امامت کرے تو مختصر۔ ''بخاری شریف'' میں ہے: ''اذا صلّی احدکم للناس فلْیُخفِّف ، فانّ فیھم

الضعیف والسقیم و الکبیر ' واذا صلی احدُکُم لنفسه فلیطوِّل ما شاء ''۔

(بخاری، باب اذا صلّی لنفسه فلیطوِّل ما شاء ، کتاب الاذان ، رقم الحدیث:۷۰۳)

مگر ہمارا حال یہ ہے کہ تنہا نماز پڑھتے ہیں تو اس قدر مختصر کہ سوچنا پڑتا ہے کہ نماز ہوئی بھی یا نہیں؟ اور امامت میں اس قدر طول کہ بعض مرتبہ تو نمازی تنگ آ کر پناہ مانگتے ہیں کہ آئندہ اس امام کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھیں گے۔

جہاں امامت کے بڑے فضائل آئے ہیں، وہاں اس کی رعایت نہ کرنے پر سخت وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں، دونوں طرح کی احادیث پر ائمہ کو نظر رکھنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ امامت جیسے عظیم منصب پر فائز ہو کر بجائے ثواب اور اجر کے وبال اور گناہ کے انبار نامۂ اعمال میں لکھے جائیں، اللہ تعالی اپنے حفظ وامان میں رکھے، آمین۔

اس مختصر رسالہ میں آپ ﷺ کی احادیث اور حضرات فقہاء رحمہم اللہ کے مسلک کو جمع کیا گیا ہے، ہر بات کا مکمل حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی اس حقیر کاوش اور سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور ذریعۂ نجات وذخیرۂ آخرت بنائے، آمین۔

خاتمہ میں لمبی نماز پڑھانے پر وعید کا ایک مضمون بھی شامل اشاعت کیا جا رہا ہے' جو راقم کے رسالہ ''امامت'' سے لیا گیا ہے۔ (دیکھئے خاتمہ نمبر:۱رص:۲۲۰)

بعض ائمہ تو اپنے غلط عمل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حرمین شریفین کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہاں بھی تو خطبہ طویل ہوتا ہے، تو کیا حرم محترم میں خلاف سنت وخلاف شریعت کام ہوتا ہے؟ اولاً تو مجھے ایسے اہل علم پر تعجب ہوتا ہے کہ ایک عالم ہو کر کس طرح کی بات کر رہے ہیں، کوئی عامی اس طرح کی بات کرے تو تعجب نہیں، بہر حال اس سوال کے جواب کے لئے دیکھئے! خاتمہ نمبر:۳رص:۲۷ر۔

مرغوب احمد لاجپوری

آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانہ اور خطبہ بھی

(۱)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه ' قال : كنت اصلّی مع رسول الله صلی الله عليه وسلم' فكانت صلاته قصدا و خطبته قصدا۔[۱]

(مسلم، باب تخفيف الصلاة والخطبة ، رقم الحديث :۸٦٦)

ترجمہ:......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانہ تھی اور خطبہ بھی۔

(۲)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه' قال : كان النبی صلی الله عليه وسلم يخطب قائما ' ثم يجلس ' ثم يقوم فيقرأ آيات ' ويذكر الله ' وكانت خطبته قصدا و صلاته قصدا۔(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الخطبة يوم الجمعة ، رقم الحديث :۱۱۰٦)

ترجمہ:......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر

---

[۱]......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی روایتیں بہت سے طرق سے مختلف کتابوں میں مروی ہیں، مثلاً:

(۱)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه ' قال : كنت اصلّی مع النبی صلی الله عليه و سلم ' فكانت صلاته قصدا و خطبته قصدا۔(مسلم، باب تخفيف الصلاة والخطبة ، رقم الحديث :۸٦٦)

(۲)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه ' قال : كنت اصلی مع النبی صلی الله عليه وسلم فكانت صلاته قصدا و خطبته قصدا۔(ترمذی، باب ما جاء فی قصر الخطبة ، رقم الحديث :۵۰۷)

(۳)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه ' قال : كنت اصلی مع النبی صلی الله عليه وسلم فكانت صلاته قصدا و خطبته قصدا۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۹۴ ج۳، باب ما يستحب من القصد فی الكلام و ترك التطويل ، رقم الحديث :۵۷٦۱)

(۴)......عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال : كانت خطبة النبی صلی الله عليه وسلم قصدا و صلاته قصدا۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۰ ج۴، الخطبة تُطوَّل او تُقصر ، رقم الحديث :۵۲۴۱)

خطبہ دیتے' پھر بیٹھتے' پھر کھڑے ہوتے، کچھ آیات پڑھتے' اللہ تعالی کا ذکر فرماتے، اور آپ ﷺ کا خطبہ اور نماز دونوں معتدل (درمیانہ) ہوتے تھے۔

(٣)......قلت : فكيف كان خطبته ؟ قال كلام يعظ به الناس ويقرأ آيات من كتاب الله ، ثم ينزل و كانت خطبته قصدا و صلوته قصدا ، بنحو ﴿ والشمس وضحاها﴾، ﴿والسماء والطارق﴾ الخ۔

(كنز العمال ، (استماع الخطبة) ادبها ، صلوة الجمعة و ما يتعلق بها ، رقم الحديث:٢٣٣٢٧)

ترجمہ:......(حضرت سماک بن حرب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: نبی کریم ﷺ کا) خطبہ کیسا ہوتا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: آپ ﷺ خطبہ میں لوگوں کو وعظ فرماتے تھے، اور قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے، پھر (منبر سے) نیچے تشریف لاتے، اور آپ ﷺ کا خطبہ اور نماز درمیانی ہوتی تھی، (اور اس کی مقدار تقریبا) سورۂ والشّمس اور سورۂ والطارق جتنی ہوتی تھی۔

تشریح:......آپ ﷺ کا خطبہ کتنا مختصر ہوگا اس کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہوتا ہے کہ سورۂ والشّمس اور سورۂ طارق کے بقدر آپ کا خطبہ ہوتا تھا، یا آپ کی نماز، اگر خطبہ مراد ہو تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ اس قدر مختصر ارشاد فرماتے تھے کہ جس قدر ان دو سورتوں کے پڑھنے میں وقت صرف ہوتا تھا، اور اگر نماز مراد ہے تو اس سے بھی کم وقت درکار ہوگا، اس لئے نماز خطبہ سے لمبی ہوتی تھی۔

اس تعارض کا حل کہ خطبہ طویل ہو اور نماز کو مختصر، یا دونوں معتدل یہ کیسے؟

تشریح:......اس حدیث میں ہے کہ: آپ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانی تھے، اور اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ: نماز کا لمبا ہونا اور خطبہ کا مختصر ہونا فقاہت کی دلیل ہے، بظاہر دونوں

حدیثوں میں تعارض ہے، امام نووی رحمہ اللہ نے اس تعارض کوحل فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: صحیح طریقہ تو یہی ہے کہ خطبہ مختصر ہواور نماز طویل، اوراعتدال کا مطلب یہ ہے کہ: نماز طویل ہومگراس قدر نہیں کہ مقتدی پر مشقت ہو، بلکہ درمیانی ہو کہ خطبہ سے اس قدر طویل ہو کہ کسی پر مشقت کا ذریعہ نہ بنے۔

’’لان المراد بالحديث الذى نحن فيه (اى حديث عمار) ان الصلاة تكون طويلة بالنسبة الى الخطبة لا تطويلا يشق على المامومين ' وهى حينئذ قصد اى معتدلة والخطبة قصد بالنسبة الى وضعها‘‘۔(شرح مسلم نووی ص۲۸۶ ج۱)

نماز کولمبا کرنا اور خطبہ کومختصر کرنا آدمی کی فقاہت اور سمجھ کی دلیل ہے

(۴)......قال ابو وائل : خطبنا عمار رضى الله عنه ' فاوجز و ابلغ ' فلما نزل قلنا : يا ابا اليقظان ! لقد ابلغت و اَوْجَزْتَ ' فلو كنت تنفَّسْتَ ' فقال : انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ان طول صلاة الرجل وقِصَر خطبته مئنة من فقهه ' فاطيلوا الصلاة واقصُروا الخطبة ' وان من البيان سحرا۔ [۱]

(مسلم، باب تخفيف الصلاة والخطبة ، رقم الحديث :۸۶۹)

---

[۱]......عن ابى وائل قال : خطبنا عمار رضى الله عنه ' فابلغ و اوجز ' فلما نزل قلنا : يا ابا اليقظان ! لقد ابلغت و اوجزت ' فلو كنت تنفست ' فقال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : ان طول صلاة الرجل و قصر خطبته مئنة من فقهه ' فاطيلوا الصلاة واقصروا الخطب ' وان من البيان لسحرا۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۹۴ ج۳، باب ما يستحب من القصد فى الكلام و ترك التطويل ، رقم الحديث :۵۷۶۳)

(۱)......عن عبد الله رضى الله عنه : انّ قِصرَ الخطبة وطول الصلاة ' مَئِنَّةٌ من فِقْه الرجل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۰ ج۴، الخطبة تُطوَّل او تُقصر ، رقم الحديث :۵۲۴۲)

ترجمہ:......حضرت ابو وائل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک نہایت مختصر اور بلیغ خطبہ دیا، جب آپ منبر سے اترے تو ہم نے عرض کیا: اے ابوالیقظان! آپ نے بہت مختصر اور بلیغ خطبہ دیا، اگر آپ کچھ طویل فرماتے (تو بہت اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ: آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کی فقاہت اور سمجھ کی علامت ہے، لہذا نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو، اور فرمایا کہ: بیشک بعض بیان جادو (کا اثر) رکھتے ہیں

تشریح:......قاضی شوکانی کہتے ہیں کہ: اختصار خطبہ آدمی کی فقاہت کی علامت اس لئے ہے کہ صرف فقیہ ہی جامع الفاظ پر مطلع ہوسکتا ہے، لہذا وہ اس کے ذریعہ سے معانی کثیرہ کو مختصر الفاظ میں تعبیر کرنے پر قادر ہوتا ہے۔

’’وانما کان اقصار الخطبة علامة من فقه الرجل، لان الفقيه هو المطلع على جوامع الالفاظ، فيتمكن بذلک من التعبير باللفظ المختصر عن المعانی الكثيرة‘‘

(نیل الاوطار ص۵۱۶ ج ۲۔ بذل المجہود ص۱۳۹ ج ۵، تحت رقم الحدیث:۱۱۰۶)

خطبہ کی حالت میں لوگوں کی توجہ مخلوق (یعنی خطبہ پڑھنے والی) کی طرف ہوتی ہے، جبکہ نماز کی حالت میں توجہ کا مرکز خالق (یعنی اللہ تعالی) کی ذات ہوتی ہے، چنانچہ حدیث بالا بڑے ہی بلیغ انداز میں یہ بتانا چاہتی ہے کہ انسان کی سمجھداری اور اس کی دانائی کا تقاضہ یہ ہونا چاہئے کہ اس حالت کو زیادہ دراز اور طویل کیا جائے جس میں بندہ کی توجہ اپنے خالق کی طرف ہو اور اس حالت کو مختصر کیا جائے جس میں توجہ مخلوق کی طرف منعطف ہورہی ہو۔

لیکن اتنی بات سمجھ لیجئے کہ یہاں نماز طویل کرنے سے مراد یہ ہے کہ سنت کے موافق ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سلسلے میں جو درجہ آنحضرت ﷺ سے منقول اور ثابت ہے، نہ تو

اس سے طویل ہو اور نہ اس سے مختصر ہی ہو، اس طرح اس حدیث میں اور اوپر والی حدیث میں مطابقت پیدا ہو جائے گی۔

''وان من البیان سحرا '' (کیونکہ بعض بیان سحر ہے) گویا خطبہ کو مختصر کرنے کے سلسلے میں دلیل بیان کی جارہی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ خطبہ ایسا پڑھنا چاہئے جو ''ما قلّ و دلّ '' کا پورا پورا مصداق ہو، یعنی اس کے الفاظ مختصر ہوں، مگر حقائق و معنی کے دریا اپنے اندر سموئے ہوئے ہو، کیونکہ جس طرح سحر کے مختصر ترین الفاظ میں بہت زیادہ تاثیر ہوتی ہے اسی طرح اس بیان اور اس تقریر میں بھی جو الفاظ و معنی کے اعتبار سے جامع و مانع ہو ایک عظیم تاثیر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے سامعین کے قلوب ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف مائل و منتقل ہو جاتے ہیں، لہذا حدیث کے الفاظ میں بیان و تقریر کی تعریف بھی ہے اور مذمت بھی، بایں طور کہ اگر کوئی بیان سامعین کے قلوب و دماغ کو برائی کی طرف سے نیکی کی طرف مائل کردے تو وہ اچھا ہے اور جو بیان سامعین کے ذہن و فکر کو نیکی کے راستہ سے ہٹا کر برائی کے راستہ پر موڑ دینے والا ہو تو وہ برا ہے۔ (مظاہر حق ص ۹۱۰ ج ۲)

رسول اللہ ﷺ نے لمبے خطبہ سے منع فرمایا

(۵)......حدثنا ابو راشد قال : خطبنا عمّار رضی الله عنه فتجوّز فی الخطبة ‘ فقال رجل : قد قلتَ قولا شفاء لو انک اطلتَ ؟ فقال : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی ان نُطیل الخطبة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۱ ج ۴، الخطبة تُطوّل او تُقصر ، رقم الحدیث :۵۲۴۴)

ترجمہ:......حضرت ابو راشد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا، اور خطبہ میں بہت اختصار فرمایا، تو ایک آدمی نے عرض کیا: آپ نے بہت

شافی کلام فرمایا، کاش اگر آپ کچھ طویل فرماتے (تو بہت اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ نے لمبے خطبہ سے منع فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا

(۶)......عن عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال : امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِاِقْصار الخطب۔ ۱؎ (ابوداؤد، باب بِاِقصار الخطب ، رقم الحدیث :۱۱۰۶)

ترجمہ:......حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ کو مختصر کرنے کا حکم فرمایا (اورتاکید فرمائی)۔

آپ ﷺ کا خطبہ لمبا نہیں تھا، بلکہ چند آسان کلمات ہوتے تھے

(۷)......عن جابر بن سمرة السُّوائیِّ رضی اللہ عنہ قال :کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایُطیل الموعظة یوم الجمعة ' انما ھنّ کلماتٌ یسیراتٌ۔

(ابوداوٗد، باب بِاِقصار الخطب ، رقم الحدیث :۱۱۰۷)

ترجمہ:......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن وعظ (خطبہ) کو لمبا نہیں فرماتے تھے، بلکہ وہ (چند مختصر سے) آسان کلمات ہوتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوٹا (اور مختصر) پڑھتے تھے

(۸)......عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ یقول: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۱؎......عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال :امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقصار الخطب۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص۲۹۴ ج۳، باب ما یستحب من القصد فی الکلام و ترک التطویل ، رقم الحدیث :۵۷۶۶)

وسلم : يكثر الذكر ، ويُقلِّ اللغو ، ويطيل الصلاة ، ويقصر الخطبة ، ولا يأنف ان يمشى مع الارملة والمسكين فيقضى له الحاجة۔

(نسائی، باب مايستحب من تقصير الخطبة ، رقم الحديث :١٤١٥)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ (اللہ تعالی کا) ذکر بہت کرتے تھے، اورلغو بات بالکل نہیں فرماتے تھے، اور خطبہ چھوٹا (اور مختصر) پڑھتے تھے، اور بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے سے عار محسوس نہیں فرماتے تھے، اور ان کی حاجت پوری فرماتے تھے۔

تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو خطبہ کو لمبا کرے گی اور نماز کو مختصر

(۹)......عن عبد الله : يعني ابن مسعود رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم : أن قصر الخطبة و طول الصلاة مئنة من فقه الرجل ، فاطيلوا الصلاة ، واقصروا الخطبة ، فانّ من البيان سحرا ، وانه سيأتى بعدكم قوم يطيلون الخطب ، ويقصرون الصلاة۔ (مجمع الزوائد ص ٣٤٦ ج ٢، باب قصر الخطبة ، رقم الحديث:٣١٥٨)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک خطبہ کو مختصر کرنا اور نماز کو لمبی کرنا آدمی کی سمجھ اور ہوشیاری کی علامت ہے، پس نماز کو لمبا کرو اور خطبہ کو مختصر کرو، اس لئے کہ (بعض) بیان تو جادو (کی تاثیر رکھتے) ہیں، اور تمہارے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو خطبہ کو لمبا کرے گی اور نماز کو مختصر۔

آپ ﷺ کسی امیر کو روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: خطبہ کو مختصر کرنا

(١٠)......عن ابى امامة رضى الله عنه : ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا بعث اميرا ، قال : أقصر الخطبة ، اقِلَّ الكلام ، فان من الكلام سحرا۔

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ جب کسی امیر کو روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: خطبہ کو مختصر کرنا' اور بات کم کرنا، اس لئے کہ (بعض) بیان تو جادو (کی تاثیر رکھتے) ہیں۔

(مجمع الزوائد ص ۳۴۷ ج ۲، باب قصر الخطبة، رقم الحدیث:۳۱۵۹)

علماء وہ ہیں جو خطبہ کو مختصر کریں

(۱۱)......عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه' قال : انکم فی زمان قلیل خطباؤه' کثیر علماؤه' یطیلون الصلاة و یقصرون الخطبة' و سیأتی علیکم زمان' کثیر خطباؤه' قلیل علماؤه۔

(مجمع الزوائد ص ۳۴۷ ج ۲، باب قصر الخطبة، رقم الحدیث :۳۱۶۰۔طبرانی کبیر، رقم الحدیث: ۸۵۶۷/۹۴۹۶)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: بیشک تم ایسے (اچھے اور خیر کے) زمانہ میں ہو کہ جس میں خطباء کم ہیں اور علماء زیادہ، جو نماز کو لمبا کرتے ہیں اور خطبہ کو مختصر، اور تم پر ایک ایسا (خیر سے خالی اور فتنہ کا) زمانہ آئے گا کہ جس میں خطباء زیادہ ہوں گے اور علماء کم۔

نماز کو بہتر طریقہ سے پڑھو، اور خطبہ کو مختصر کرو

(۱۲)......عن عبد الله رضی الله عنه : احسنوا هذه الصلاة' و اقصروا هذه الخطبة۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۰ ج ۴، الخطبة تُطوَّل او تُقصر، رقم الحدیث :۵۲۴۳)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اس (جمعہ کی) نماز کو بہتر طریقہ سے پڑھو، اور اس (جمعہ کے) خطبہ کو مختصر کرو۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک خطبہ کو مختصر اور نماز کو طویل کرنا سنت ہے

ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ خطبہ کو مختصر اور نماز کو طویل کرنا سنت ہے۔اور اس کے خلاف کرنا.....خلاف سنت ہے۔اور یہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مکروہ ہے، جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک خلاف اولی ہے۔''بدائع الصنائع''میں ہے:

''اما سنن الخطبة..... ومنها ان لا يطول الخطبة ''۔(ص۲۶۳ج۱،سعید)

''شرح المہذب''میں ہے:''اما ويستحب ان يقصر الخطبة''۔(ص۵۲۶ج۴)

''مغنی''میں ہے:''ويستحب تقصير الخطبة''۔(المغنی لابن قدامۃ ص۱۵۵ج۲)

''فقہ الاسلامی''میں ہے:

''مكروهات الخطبة عند الحنفية والمالكية : هی ترک السنن المتقدمة ومن اهمها تطويل الخطبة ' وليس ترک السنن المتقدمة عند الشافعية والحنابلة مكروها على اطلاقه ' بل منه ما هو مكروه ' ومنه ما هو خلاف الاولى، والله اعلم''۔

(الفقه الاسلامی وادلته ص۲۹۳/۲۹۸/۲۹۹ج۲۔فتاوی دارالعلوم زکریا ص۵۶۳ج۲)

فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ:

خطبہ کو طوال مفصل کی کسی سورت کے بقدر طویل کیا جا سکتا ہے،اس سے زیادہ لمبا مکروہ ہے۔

''بحر الرائق''میں ہے:

''وعاشرها ' تخفيف الخطبتين ' بقدر سورة من طوال المفصل ' ويكره التطويل ''۔(البحر الرائق ص۲۵۹ج۲، كتاب الصلوة ، باب الجمعة)

اور دسواں: خطبہ کو مختصر کرنا طوال مفصل کی کسی سورت کے بقدر،اور لمبا کرنا مکروہ ہے۔

خطبہ کی کم از کم مقدار تشہد کے بقدر ہے:

’’واقله قدر التشهد الى قوله عبده ورسوله ‘‘۔

(مراقی الفلاح ص۲۸۰،کتاب الصلوة ، باب الجمعة)

اور مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے بقول دونوں خطبوں کی مقدار ایک سورت کے بقدر ہے، دونوں خطبوں کی مقدار دو سورتوں سے اندازہ نہیں کی جائے گی۔آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بقدر ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ (دونوں خطبوں کے لئے) کافی ہوں گے۔(کفایت المفتی ص۲۳۱ ج ۵،ادارۃ الفاروق،کراچی)

کیا ہر ایک خطبہ طوال مفصل کی مقدار کے برابر ہے یا دونوں؟

’’احسن الفتاوی‘‘ میں ہے:

سوال:......الرابع عشر تخفيف الخطبتين بقدر سورة من طوال المفصل۔(ہندیہ)

اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ کیا ہر ایک خطبہ اتنا طویل ہو؟ یعنی اول خطبہ بھی مقدار طوال مفصل ہو اور ثانی خطبہ بھی مقدار طوال مفصل ہو، یا دونوں خطبے مل کر مقدار ایک سورت طوال مفصل ہوں؟۔

الجواب:......سوال میں مذکورہ ہندیہ کی عبارت اور علائیہ کے جزئیہ’’ وتكره زيادتهما على قدر سورة من طوال المفصل ‘‘ سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں خطبوں کی مجموعی مقدار مراد ہے، عبارت علائیہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوال مفصل میں سے سب سے چھوٹی سورت کی مقدار پر زیادتی مکروہ ہے، مگر عبارت ہندیہ سے ثابت ہوا کہ سب سے بڑی سورت مراد ہے:’’و يؤيده ما نقله ابن عابدين رحمه الله تعالى عن القهستاني: وزيادة

التطویل مکروهة ''۔(رد المحتار ص۷۵۸ ج۱۔احسن الفتاوی ص۱۴۵ ج۴)

لمبے خطبہ کی عادت بنالینا مکروہ ہے، کبھی ہو جائے تو گنجائش ہے

کبھی اتفاق سے خطبہ طویل ہو گیا تو کوئی حرج نہیں، مگر ہمیشہ اس کی عادت بنالینا مکروہ ہے۔حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

احادیث نبویہ اور تصریحات فقہاء اس پر متفق ہیں کہ خطبہ کو نماز سے طویل نہ کرنا چاہئے، اور یہ کہ خطبہ میں تطویل مکروہ ہے، پس اگر گاہے ایسا ہو جائے تو مضائقہ نہیں، مگر اس کا عادی ہونا مکروہ ہے۔(امداد الاحکام ص۸۰۴ ج۱)

ان احادیث اور فقہاء کی عبارات اور علماء و اکابر کے فتاوی سے معلوم ہوا کہ خطبہ کو قطعا لمبا نہ کیا جائے۔ بہت غور کا مقام ہے کہ جمعہ کا دن اسلام میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور اس کے فضائل مسلم ہے، اس بابرکت دن میں ہر جمعہ کو اللہ کے گھر میں اس طرح کراہت کا ارتکاب کیا جائے، کیا کوئی عقل سلیم اس کو گوارہ کرسکتی ہے؟ مگر افسوس ہے کہ علماء اور ائمہ کی ایک جماعت اس کراہت کی نہ صرف مرتکب ہورہی ہے، بلکہ برابر کئے جارہی ہے۔

خطبہ طویل دینا حجاج بن یوسف ثقفی کا طریقہ تھا

خطبہ مختصر ہونا مسنون و مستحب ہے، لمبا ہونا' طویل ہونا خلاف سنت ہے، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہارے بعد ایک زمانہ آئے گا کہ (خطباء) خطبہ کو تو طویل کریں گے اور نماز مختصر، چنانچہ حجاج بن یوسف ثقفی سے آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی کہ وہ خطبہ طویل دیتا تھا، خطبہ تمہید ہے، اور نماز اصل اور مقصود ہے، ظاہر کہ تمہید اصل سے مختصر ہوتی ہے۔(شمائل کبری ص۴۶۹ ج۸، مطبوعہ: زمزم پبلشرز، کراچی)

خطبہ کتنی منٹ کا ہونا چاہئے

فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں خطبوں کی مقدار طوال مفصل کی ایک سورت کے بقدر رہو، طوال مفصل کی سب سے بڑی سورت سورۂ حدید ہے، جو تیرہ سطر کے قرآن کریم میں تقریبا سات صفحات پر مشتمل ہے، اگر کوئی اسے پڑھے تو پانچ چھ منٹ میں پڑھ سکتا ہے، اگر زیادہ وقت لے تو سات ر آٹھ منٹ میں پڑھ لے گا، معلوم ہوا کہ دونوں خطبوں میں سات ر آٹھ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگانا چاہئے، یہ تو جب کہ سب سے لمبی سورت کو لیا جائے' ورنہ اگر درمیانی یا چھوٹی سورت کا حساب لگایا جائے تو پانچ منٹ میں دونوں خطبے آرام سے ادا کئے جا سکتے ہیں۔ اور یہی ہونا چاہئے کہ اکثر خطبہ پانچ ر چھ منٹ میں ختم ہو، کبھی کبھی سات ر آٹھ منٹ ہو جائے تو گنجائش ہے، اس سے زیادہ لمبا کرنا حدیث اور فقہ کی روشنی میں مکروہ اور قیامت کی علامت اور غیر سمجھداری کا کام ہے۔

اب اگر پانچ منٹ میں دونوں خطبے اور چھ ر سات منٹ میں نماز پڑھائی جائے تو نماز اور خطبے دونوں ملا کر بارہ ر تیرہ منٹ میں اطمینان سے جمعہ سے فراغت ہو سکتی ہے۔

خاتمہ: نمبر:۱

نمازیں مختصر پڑھائیں

رسالہ کے آخر میں ائمہ کرام کی خدمت میں ایک اہم مضمون نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں‘ وہ یہ کہ ائمہ کرام اپنی نمازوں میں حتی الامکان اختصار کوملحوظ رکھیں،ضرورت سے زیادہ لمبی نماز پڑھانا‘ اس غفلت کے دور میں مصلیوں کے لئے نماز باجماعت سے دوری کا سبب بن سکتا ہے۔اس سلسلہ میں چنداحادیث نقل کی جاتی ہیں۔

(۱)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی امامت کرے تو ہلکی نماز پڑھائے کہ اس میں مریض‘ ضعیف‘ اور بوڑھے لوگ ہوتے ہیں‘ اور جب خود تنہا پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے۔

(بخاری ص۹۷، باب اذا صلی لنفسه فلیطول ماشاء ، رقم الحدیث:۷۰۳۔

نسائی ص۱۳۲، باب ما علی الامام من التخفیف ، رقم الحدیث :۸۲۲)

آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو مختصر پڑھاؤ اور اکیلے پڑھو تو جس طرح چاہے پڑھو۔

(کنز العمال ۶۶۰۔شمائل کبری ص۳۳۶ ج۶)

(۲)......حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں کو تو بڑی ہلکی نماز پڑھاتے اور خود پڑھتے تو بڑی لمبی پڑھتے۔

(مسند احمد ص۲۱۸ ج۵۔سبل الہدی ص۱۵۸۔شمائل کبری ص۳۳۷ ج۶)

(۳)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے ہلکی نماز پڑھاتے۔(مسند احمد،مجمع الزوائد ص۷۱۔شمائل کبری ص۳۳۵ ج۶)

(۴)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے آپ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے اتنی ہلکی نماز نہیں پڑھی، جتنی ہلکی آپ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔

(مجمع الزوائد ص ۳۷۔ شمائل کبری ص ۳۳۵ ج ۶)

(۵)......آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کو طائف کا امیر و گورنر بنا کر بھیجا تو آخری وصیت جوان کو کی تھی وہ یہ تھی کہ: نماز ہلکی پڑھائیں۔

(مصنف عبد الرزاق ص ۳۶۳ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۳۴۰ ج ۶)

(۶)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ فرماتے: میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی پڑھوں، پھر بچوں کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ بچوں کے رونے سے ان کی والدہ کو تکلیف ہوگی۔

(بخاری ص ۹۸، باب من اخف الصلوة عند بکاء الصبی)

(۷)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی تو قصار مفصل کی دو سورتوں پر ہی اکتفا کیا، آپ ﷺ سے معلوم کیا گیا تو فرمایا: میں نے آخر صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز سنی تو میں نے پسند کیا کہ ان کی ماں (کے ذہن) کو فارغ کر دوں۔ (مصنف عبد الرزاق ص ۳۶۵ ج ۲۔ شمائل کبری ص ۳۴۰ ج ۶)

(۸)......حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے کہا کہ: میں فجر کی نماز میں تاخیر کر کے اس لئے شریک ہوتا ہوں کہ فلاں صاحب (جو امام ہیں) فجر کی نماز بہت طویل کر دیتے ہیں، اس پر آپ ﷺ اس قدر غصہ ہوئے کہ میں نے نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض لوگ (نماز سے لوگوں کو) دور کرنے کا باعث ہیں، پس جو شخص امام

ہو' اسے ہلکی نماز پڑھنی چاہیئے، اس لئے اس کے پیچھے کمزور' بوڑھے اور ضرورت والے سب ہی ہوتے ہیں۔

(بخاری ص۹۸ ج۱، باب من شکا امامه اذا طوّل ، وقال ابو اسيد طولت بنا يا بُنَیّ ، رقم الحديث: ۷۰۴)

(۹)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ایک شخص دو اونٹ (جو کھیت وغیرہ میں پانی دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں) لئے ہوئے ہماری طرف آیا' اور رات تاریک ہو چکی تھی، اس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، اس لئے اپنے اونٹوں کو بٹھا کر (نماز میں شریک ہونے کے ارادے سے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء پڑھی، چنانچہ اس شخص نے نماز توڑ دی' پھر اسے معلوم ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے ناگواری ہوئی ہے، اس لئے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا: معاذ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو؟ آپ نے تین مرتبہ ''فتان'' فرمایا: ''سبح اسم ربک الاعلی' والشمس وضحها' والليل اذا يغشى'' تم نے کیوں نہیں پڑھی؟ تمہارے پیچھے بوڑھے' کمزور' حاجت مند سب ہی پڑھتے ہیں۔ (بخاری ۹۸ ج۱، باب من شکا امامه اذا طوّل ، وقال ابو اسيد طولت بنا يا بُنَیّ ، رقم الحديث ۷۰۵:)

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس الگ نماز پڑھنے والے کے متعلق فرمایا: یہ منافق ہو گیا ہے۔

(ابن ماجہ ص۶۹، باب من امّ قوما فليخفّف ، رقم الحديث :۹۸۶)

(۱۰)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت ابی رضی اللہ عنہ قبا والوں کو نماز پڑھاتے تھے (ایک مرتبہ) طویل سورت شروع کردی، ایک انصاری غلام نماز میں تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی سورت شروع کردی ہے تو نماز سے نکل گئے اور وہ اونٹنی سے سیرابی کا کام کرتے تھے، جب حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے غلام کے الگ ہونے کا واقعہ بتایا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس آئے، غلام کی شکایت کی اور غلام نے آکر اپنی بات بیان کی، یہ سن کر آپ ﷺ بہت غصہ ہوئے، یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر نمایاں ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بعض! لوگوں کو نفرت میں ڈالتے ہیں، جب نماز پڑھاؤ تو ہلکی، اور مختصر پڑھاؤ کہ تمہارے پیچھے کمزور، بوڑھے، بیمار اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔

(مجمع الزوائد ص۲۷ ج۲۔ فتح الباری ص۱۹۸۔ شمائل کبری ص۳۴۲ ج۶)

آپ ﷺ کی نماز کتنی مختصر ہوتی تھی

(۱۱)......حضرت ابو خالد بجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا حضور ﷺ آپ لوگوں کو اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں میری نماز میں کوئی اشکال ہے؟ میں نے کہا، میں اسی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، حضور ﷺ مختصر نماز پڑھاتے تھے اور حضور ﷺ کا قیام اتنی دیر کا ہوتا تھا جتنی دیر میں مؤذن مینار سے اتر کر صف میں پہنچ جائیں۔

ایک روایت میں یہ ہے: حضرت ابو خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ (اتنی مختصر) نماز پڑھا کرتے تھے کہ آج تم میں سے کوئی اتنی مختصر نماز پڑھادے تو تم اسے بہت بڑا عیب سمجھو۔

(حیاۃ الصحابہ (اردو) ص ۲۱۸ ج ۳، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں امامت اور اقتدا)

(۱۲)......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کی نماز سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔ اور آپ ﷺ کی (عادت یہ تھی کہ) جب آپ ﷺ (نماز میں) کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس اندیشہ سے کہ اس کی ماں کہیں فکر مند نہ ہوجائے نماز کو ہلکا کردیتے تھے۔

(بخاری، رقم الحدیث :۷۰۸۔ مسلم، رقم الحدیث :۱۰۵۴۔ مشکوۃ ص ۱۰۱، باب ما علی الامام)

تشریح:......''آپ ﷺ کسی بچہ کی رونے کی آواز سنتے'' کی تشریح میں خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ امام رکوع میں ہونے کی حالت میں اگر آہٹ پائے کہ کوئی شخص نماز میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ رکوع میں اس شخص کا انتظار کرے تاکہ وہ شخص رکعت حاصل کرلے۔

مگر بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے' بلکہ ان حضرات کا کہنا ہے کہ: ایسا کرنے والے کے بارہ میں یہ خوف ہے کہ وہ کہیں شرک کی حد تک نہ پہنچ جائے، چنانچہ یہی مسلک حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

حنفی مسلک یہ ہے کہ اگر امام رکوع کو تقرب الی اللہ کی نیت سے نہیں بلکہ اس مقصد سے طویل کرے گا کہ کوئی آنے والا شخص رکوع میں شامل ہوکر رکعت پالے تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا، بلکہ اس سے بھی بڑے گناہ کا مرتکب ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے، تاہم کفر وشرک کی حد تک

نہیں پہنچے گا، کیونکہ اس سے اس کی نیت غیر اللہ کی عبادت بہر حال نہیں ہوگی۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ: اگر امام آنے والے کو پہچانتا نہیں ہے تو اس شکل میں رکوع کو طویل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کا ترک اولی ہے۔ ہاں اگر کوئی امام تقرب الی اللہ کی نیت سے رکوع کو طویل کرے اور اس پاک جذبہ کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ ایسی حالت کا ہونا نادر ہے اور پھر یہ کہ اس مسئلہ کا نام ہی ''مسئلۃ الریا'' ہے اس لئے اس سلسلہ میں کمال احتیاط ہی اولی ہے۔ (مظاہر حق جدید ص۷۴۲ ج۱)

سفر میں نماز بہت ہی مختصر پڑھانی چاہئے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا واقعہ

بعض ائمہ کو دیکھا کہ سفر میں بھی نماز لمبی پڑھاتے ہیں، جبکہ شریعت نے سفر میں قصر کا حکم دیا تو ائمہ کو بھی وقت اور حالات کو دیکھ کر نماز پڑھانی چاہئے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا واقعہ تو مشہور ہے کہ: ایک مرتبہ سفر کے دوران امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فجر کی نماز پڑھائی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے سورۂ عصر اور سورۂ کوثر پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ''ابا یوسف ! کنت فقیها''۔ ابو یوسف تم تو فقیہ ہو گئے ہو۔

(خیر المجالس ص۱۸۳)

ماخوذ از: رسالہ ''امامت'' ص ۲۸۔ مرغوب الرسائل فی عمدۃ المسائل ص ۱۲۶ ج۱۔

خاتمہ......نمبر:۲

لمبی نماز اور لمبا خطبہ پڑھنا بھی مقتدی کی ناراضگی کا سبب ہے، اور ناراضگی معقول وجہ سے ہے، اس پر بھی درج ذیل وعیدیں صادق آتی ہیں۔

جس امام سے مقتدی معقول وجہ سے ناراض ہوں اس پر لعنت

(۱)......عن انس رضی الله عنه قال : لعن رسولُ الله صلی الله علیه وسلم ثلا ثةً: رجل امَّ قوماً وهم له کارهون ، وامرأة باتتُ و زوجُها علیها ساخط، ورجل سمع حی علی الفلاح ثُمَّ لَم یُجِبْ۔

(ترمذی ص۸۲، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له کارهون ، کتاب الصلاۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے تین (طرح کے اعمال کرنے والوں پر) لعنت فرمائی: (پہلا) وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کرے، اور لوگ اس سے (شرعی اور معقول وجہ سے) ناراض ہوں، (دوسری) وہ عورت، جو اس حال میں رات گذارے کہ اس کا شوہر اس سے (عورت کے قصور کی وجہ) ناراض ہو، (تیسرا) وہ آدمی جو ''حی علی الفلاح'' (کی آواز) سنے اور جواب نہ دے، (یعنی نماز کے لئے نہ آئے)۔

نوٹ:......''کنز العمال'' میں یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے فرق سے آئی ہے، دیکھئے! رقم الحدیث:۴۴۳۳۷۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہل علم کی ایک جماعت نے اس کو ناپسند کیا ہے کہ کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرے درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ پس جب امام ظالم نہ ہو، یعنی ناگواری کی وجہ اس میں نہ پائی جاتی ہو تو گناہ انہیں لوگوں پر ہے جو اس کو ناپسند کرتے ہیں۔

اور امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ نے حدیث کی شرح میں فرمایا: جب امام کو ایک یا دو شخص یا تین شخص ناپسند کریں تو کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کو نماز پڑھائے، یہاں تک کہ اس کو اکثر لوگ ناپسند کریں۔ (تحفة الالمعی ص۱۸۵ج ۲)

جس امام سے مقتدی ناراض ہوں، وہ سخت عذاب میں ہوگا

(۲)......عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال : كان يُقَالُ : اشدّ النَّاسِ عذابا يومَ القيامةِ اثنانِ : امرأة عَصَتْ زوجَها ، وامامُ قومٍ وهم له كارهون۔

(ترمذی ص۸۳، باب ما جاء من امَّ قوما وهم له كارهون ، كتاب الصلاة)

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب دو شخصوں کو ہوگا: (ایک): وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے، (دوم): کسی قوم کا امام درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔

دس آدمیوں کی نماز اللہ تعالی ہرگز قبول نہیں فرماتے

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''منبہات'' میں ایک حدیث ذکر کی ہے کہ:

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالی ہرگز ان کی نماز قبول نہیں فرماتا:

(۱)......وہ شخص جو تنہا (بلا جماعت) بغیر قرأت کے نماز پڑھتا ہے۔

(۲)......وہ شخص جو زکوۃ ادا نہیں کرتا (حالانکہ زکوۃ اس پر فرض ہے)۔

(۳)......وہ شخص جو زبردستی قوم کی امامت کرے اور لوگ اس سے ناخوش ہوں (اور اس کی کوتاہیوں اور بداخلاقیوں کی وجہ سے امامت کا مستحق نہ سمجھتے ہوں، اور اس کو الگ کرنا چاہتے ہوں مگر وہ زبردستی امامت کرتا ہو)۔

(۴)......بھگوڑا غلام (جو سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہو)۔

(۵)......دائمی شراب نوشی کرنے والا شخص۔

(٦)......وہ عورت جو اس حال میں رات گذارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو (یہ اس وقت ہے جبکہ عورت کی طرف سے کوتاہی، حق تلفی وغیرہ ہو)۔

(۷)......وہ آزاد عورت جو بغیر اوڑھنی کے نماز ادا کرے (اور بلا پردہ آوارہ پھرے)۔

(۸)......سود خور۔

(۹)......ظالم بادشاہ۔

(۱۰)......وہ شخص جس کو اس کی نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے نہ روکے، ایسا شخص برابر اللہ تعالیٰ سے دوری میں ہی بڑھتا چلا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز میں ضرور کوتاہی ہے اور خشوع وخضوع وغیرہ کی کمی ہے، تب ہی تو وہ معاصی اور بے حیائی کے کاموں سے باز نہیں آتا، اس لئے اس کو اپنی کوتاہی کو دور کرنا چاہئے اور نماز کامل خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

(تنبیہات ترجمہ منبہات۔المعروف بہ ''کام کی باتیں'' از: حضرت مفتی فاروق صاحب میرٹھی رحمہ اللہ)

خاتمہ...... نمبر:۳

کیا حرمین شریفین کا عمل حجت ہے؟

سوال:......کیا حرمین شریفین کا عمل حجت نہیں ہے؟

جواب:......اس کا اصولی جواب تو ہے کہ: شریعت میں حجت قرآن وحدیث‘ اجماع امت اور قیاس ہیں، حرمین کا عمل حجت نہیں۔

عظیم محدث اور فقیہ، شارح مشکوۃ ملاعلی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’فی الحرمین الشریفین من شیوع الظلم و کثرة الجهل وقلة العلم وظهور المنکرات وفشوع البدع واکل الحرام والمشتبهات‘‘۔(مرقاۃ ص۱۲ ج۶، تحت حدیث: عبد الله بن عدی بن حمراء ، باب حرم مکة حرسها الله تعالی ، قبیل : الفصل الثالث)

یعنی حرمین شریفین میں ظلم شائع ہے‘ جہالت کثیر ہے‘ علم کم ہے‘ منکرات کا ظہور ہے‘ بدعات رائج ہیں‘ حرام کھایا جاتا ہے‘ دینی شبہات بھی بکثرت ہیں۔

اور’’المنح الفکرية‘‘ میں الف کو اذان وغیرہ میں کس قدر کھینچا جائے اس کی بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’وکذا اذا زاد فی المد الاصلی والطبیعی علی مده العرفی من قدر الفٍ بان جعله قدر الفین أو اکثر کما یفعله اکثر الائمة من الشافعية والحنفية فی الحرمین الشریفین ‘ فانه محرم قبیح ‘ لا سیّما وقد یقتدی بهم بعض الجهلة ‘ ویستحسن ما صَدَر عنهم من القراءة‘‘۔(المنح الفکرية ص۵۰)

ترجمہ:......جس طرح مد کی مقدار میں کمی کرنا غلط اور لحن جلی ہے، اسی طرح مد اصلی کو اس عرفی مقدار یعنی ایک الف سے زیادہ دو یا تین چار الف تک کھینچنا بھی غلط ہے، جیسا کہ

حرمین شریفین میں اکثر امام خواہ شافعی ہوں یا حنفی ایسا کرتے ہیں، کیونکہ ایسا کرنا حرام اور برا ہے، اوراس کی حرمت وقباحت ایسے اماموں کے حق میں اور بڑھ جاتی ہے جن کی جاہل لوگ پیروی کرتے ہیں، اور جس طرح بھی وہ پڑھیں اس کو بہتر اور صحیح سمجھتے ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ کی اس تحریر میں اس طرف اشارہ ہے کہ غیر شرعی امور میں کسی کی اتباع اور تابعداری نہیں، چاہے حرمین شریفین ہی کیوں نہ ہو جاہلوں کا طریقہ ہے۔

''مرقاۃ'' میں ایک اور جگہ ''مسلم شریف'' کی حدیث کی تشریح میں مسجد میں ذکر جہری کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''لان رفع الصوت فی المسجد ولو بالذکر فیه کراهة' سیّما فی المسجد الحرام لتشویشه عی الطائفین والمصلین والمعتکفین''۔

یعنی مسجد میں آواز کا بلند کرنا چاہے ذکر کرتے ہوئے (ہی کیوں نہ) ہو اس میں کراہت ہے، اور اگر یہ عمل مسجد حرام میں ہو تو اس کی کراہت اور بڑھ جاتی ہے، اس لئے کہ طواف کرنے والوں اور نمازیوں اور اعتکاف کرنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث ہے۔ (مرقاۃ ص۱۶۱ ج۲، تحت حدیث :عمر و بن العاص، باب فضل الاذان واجابة المؤذن)

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

بلا شک حرمین شریفین کی نصوص سے بڑی فضیلت اور رتبہ ثابت ہے، لیکن شرعی دلائل صرف چار ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے، اگر حرمین الشریفین میں اچھے کام ہوں نور علی نور، ورنہ ہرگز حجت نہیں ہیں۔ (راہ سنت ص ۱۶۷)

اس لئے یہ کہہ دینا کہ حرمین شریفین میں خطبہ لمبا ہوتا ہے اس لئے ہم بھی لمبا پڑھیں گے، صحیح نہیں۔ اور خود حرمین شریفین کی اتباع میں لمبا خطبہ پڑھنے والے ایک نہیں دسیوں

چیزوں میں حرمین شریفین کی اتباع نہیں کرتے، مثلاً:

حرمین شریفین کی اتباع کا دعوی کرنے والوں کا: ۲۷ر مسئلوں میں حرمین شریفین سے اختلاف

(۱)......حرمین شریفین میں تہجد کی اذان ہوتی ہے اور آپ کے یہاں نہیں ہوتی۔

(۲)......حرمین شریفین میں پورے سال فجر اول وقت میں ہوتی ہے، اور آپ کے یہاں صرف رمضان میں۔ (گیارہ مہینے حرمین شریفین کی مخالفت کی جاتی ہے)

(۳)......حرمین شریفین میں پورے سال عصر مثل اول میں ہوتی ہے، اور آپ کے یہاں پورے سال مثل ثانی پر، بلکہ بعض مہینوں میں اس سے بھی مؤخر۔

(۴)......حرمین شریفین کی اقامت اور ہے، اور آپ کی اور۔

(۵)......ائمۂ حرمین آمین بالجہر کرتے ہیں، اور آپ نہیں کرتے۔

(۶)......حرمین میں رفع یدین ہوتا ہے، اور آپ نہیں کرتے۔

(۷)......آپ فرائض کے بعد دعا کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ وہ حضرات اسے صحیح نہیں سمجھتے بلکہ بدعت تک کہتے ہیں۔

سعودی عرب کے ممتاز عالم اور مفتیٔ اعظم شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو بدعت کہا ہے: موصوف لکھتے ہیں:

''ہمارے علم کی حد تک نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے یہ ثابت نہیں ہے کہ یہ لوگ فرض نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے، اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بدعت ہے'' (ترجمہ: فتاوی علامہ عبد العزیز بن باز ص ۱۱۲، ناشر مرکز علامہ عبد العزیز بن باز، ڈھاکہ)

(۸)......حرمین شریفین میں تراویح میں ترویحہ نہیں ہوتا، آپ اسے مستحب کہتے ہیں۔

(۹)......حرمین شریفین میں تراویح میں دس رکعت کے بعد ترویحہ کرتے ہیں، اور آپ نہیں کرتے۔ بلکہ آپ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ ''عمدۃ الفقہ'' میں ہے:

''اسی طرح دس رکعت کے بعد بیٹھنا بھی مکروہ ہے، اس لئے کہ ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا مشروع ہے، ہر دو رکعت کے بعد مشروع نہیں''۔ (عمدۃ الفقہ ص۳۲۴ ج۲)

(۱۰)......حرمین شریفین میں تراویح میں ائمہ دس رکعت پر تبدیل ہوتے ہیں، اور آپ کا عمل اس کے خلاف ہے۔ (بلکہ آپ اسے غیر مستحسن کہتے ہیں)۔ (عمدۃ الفقہ ص۳۲۶ ج۲)

(۱۱):......آپ تراویح کے ختم پر وتر سے پہلے دعا کرتے ہیں، جبکہ حرمین شریفین میں نہیں ہوتی۔

(۱۲):......حرمین شریفین میں ختم قرآن کریم پر رکوع سے پہلے دعا ہوتی ہے، آپ نہیں کرتے۔

(۱۳)......حرمین شریفین میں وتر دو سلام سے پڑھی جاتی ہے، اور آپ ایک سلام سے پڑھتے ہیں۔

(۱۴)......حرمین شریفین میں وتر کا قنوت اور ہے اور آپ کا اور۔

(۱۵)......حرمین شریفین میں قنوت وتر پڑھنے کا وقت اور ہے، اور آپ کا اور۔

(۱۶)......حرمین شریفین میں جمعہ کے خطبہ سے پہلے ممبر پر جانے کے بعد ائمہ حرمین شریفین زور سے سلام کرتے ہیں، آپ نہیں کرتے۔ (بلکہ آپ کے یہاں تو مکروہ ہے)

(۱۷)......حرمین شریفین میں عید کے دن نماز عید سے پہلے اجتماعی طور پر جہری تکبیر (تکبیر تشریق) پڑھی جاتی ہیں، آپ اسے بدعت کہتے ہیں۔ مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’تسبیح وتکبیر بالسر تو ایک مستحسن فعل اور موجب اجر ہے، لیکن صورت مسئولہ فی السوال میں جہر بالتکبیر ہیئت مذکورہ اور اجتماعی حالت کی وجہ سے بدعت اور ناجائز ہے‘‘۔

(کفایت المفتی ص ۳۱۵ ج ۵،طبع ادارۃ الفاروق، کراچی)

(۱۸)......حرمین شریفین میں تکبیرات عیدین چھ سے زائد ہوتی ہیں، آپ چھ سے زائد نہیں کہتے۔

(۱۹)......نماز عیدین کے بعد آپ اجتماعی دعا مانگتے ہیں۔ جبکہ حرمین شریفین میں یہ دعا نہیں ہوتی۔

(۲۰)......حرمین شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں تہجد کی جماعت ہوتی ہے، اور آپ اسے مکروہ کہتے ہیں۔اور حرمین شریفین کی اتباع کا دعوی کرنے والے اس میں شرکت بھی نہیں کرتے ،اور پوچھنے والوں کو بھی منع کرتے ہیں۔

(۲۱)......حرمین شریفین میں نماز جنازہ میں ایک سلام پر اکتفا کیا جاتا ہے،اور آپ دو سلام پھیرتے ہیں،اور لطف یہ کہ حرمین میں رہ کر بھی امام حرم کی مخالفت کرتے ہیں، اور دو سلام پھیرتے ہیں۔

(۲۲)......حرمین شریفین میں سورج گرہن کی نماز میں امام دو رکوع کرتے ہیں، اور آپ ایک رکوع والی نماز پڑھتے ہیں۔

(۲۳)......حرمین شریفین کے ائمہ ایام حج میں میدان عرفات میں ظہر وعصر جمع کرتے ہیں، اور آپ وہاں بھی جمع بین الصلوتین نہیں کرتے ، حالانکہ ان میں سے اکثر کا ثبوت صحیح احادیث سے ہوتا ہے۔(تاریخ میں ان کے تتبع ،عید و رمضان ان کے موافق ،اور عرفات میں جا کر بھی ان سے اختلاف)

(۲۴)......وہ تصوف کو بدعت سمجھتے ہیں، اور آپ تو تصوف کو فرض عین تک سمجھتے ہیں۔

(۲۵)......آپ ذکر جہری کو نہ صرف جائز، بلکہ حدیث سے ثابت سمجھتے ہیں۔اور وہ اسے غلط کہتے ہیں۔

(۲۶)......آپ بزرگان دین کی قبروں کی زیارت کو جاتے ہیں، بلکہ ان کی ارواح سے استفادہ کو بھی جائز سمجھتے ہیں، اور وہ حضرات اسے شرک کہتے ہیں۔

(۲۷)......آپ روضۂ اقدس ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کرتے ہیں اور وہ اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔

اسی پر اکتفا کرتا ہوں، ورنہ تتبع سے اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔

نوٹ:......کوئی یہ سوال نہ کرے کہ ان میں سے کئی مسائل کا تعلق تو اختلاف ائمہ سے ہے کہ بعض احناف کے یہاں حجت ہیں اور بعض اور ائمہ کے نزدیک، لہذا ان مسائل کو مثال میں پیش کرنا غلط ہے۔

تو جواباً عرض ہے کہ: خطبہ کا لمبا کرنا چاروں ائمہ کے نزدیک خلاف سنت ہے، تعجب ہے کہ جو چیزیں کسی بھی امام کے نزدیک ثابت ہیں ان میں حرمین شریفین کی اتباع نہیں کرتے، اور جو کسی کے نزدیک بھی ثابت نہیں ان میں اتباع ہو رہا ہے۔

ضروری نوٹ:......تعجب ہے جو مسئلہ ائمہ میں متفق ہے، اور حدیث وفقہ میں صراحۃً بیان ہوا ہے، اور حرمین شریفین میں بھی معمول بہا ہے، اس پر یہ علماء عمل نہیں کرتے، مثلاً: حرمین شریفین میں جنازہ کی نماز صرف مقررہ امام پڑھاتے ہیں، یہ بالکل حدیث اور فقہ کے موافق ہے، مگر حرمین شریفین کی اتباع کا دعوی کرنے والے دوسری مسجد میں جا کر جنازہ کی نماز پڑھا دیں گے، حالانکہ یہ اسی مسجد کے محلّہ کے امام کا حق ہے۔

نماز جمعہ وخطبہ

کے مسائل

اس مختصر رسالہ میں اکابر کے فتاوی اور کتب فقہ سے نماز جمعہ وخطبہ کے مسائل کو آسان الفاظ میں جمع کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیۃ

پیش لفظ

حضرۃ العلام مولانا عبدالحئی صاحب کفلیتوی رحمہ اللہ گجرات کے بلند پایہ و مایۂ ناز عالم تھے۔حضرت نے اپنے قیام رنگون میں کئی مفید تصانیف یادگار چھوڑیں۔جن میں اکثر شائع بھی ہوچکی ہیں، مگر اب مرور زمانہ سے کچھ کتابیں نایاب ہورہی تھیں' اس کے علاوہ ضرورت تھی کہ حالات زمانہ کے مطابق جدید ترتیب وکمپوزنگ کے ساتھ اعلی پیمانہ پران کی اشاعت کی جائیں۔چنانچہ راقم الحروف نے حضرت کے کئی اہل قریہ سے اس موضوع پر بات کی' اوران کی اشاعت کی طرف متوجہ کیا، بالآخر محترم حافظ موسی ساچا صاحب کی ہمت افزائی اور تمام مصارف کے اپنے ذمہ لینے پر راقم نے کوشش شروع کی۔الحمدللہ اس سلسلہ کی پہلی کامیابی خطبہ کی اشاعت سے ہورہی ہے، اللہ کرے جلد از جلد حضرت رحمہ اللہ کی جملہ تصانیف شائع ہوکر منظر عام پر آجائیں۔

بعض حضرات کا اصرار وحکم ہوا کہ میں کتاب کے ساتھ جمعہ وخطبہ کے مسائل بھی لکھوں، تعمیل حکم میں یہ مختصر رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔اللہ تعالی اسے حضرت رحمہ اللہ کے خطبہ کی طرح شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

مسائل کی ترتیب میں بنیاد ''عمدہ الفقہ'' کو بنایا گیا ہے، اس لئے جہاں کوئی حوالہ نہ ہو' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسئلہ ''عمدۃ الفقہ'' جلد دوم' باب: جمعہ کی نماز کا بیان'' سے لیا گیا ہے۔اور بقیہ جگہوں پر حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔

تمام مسائل کے احاطہ کا نہ ارادہ کیا گیا اور نہ اس کی ضرورت، کتب فقہ وفتاوی میں وہ مسائل تفصیل سے آگئے ہیں۔تاہم صرف چند مسائل پر بھی اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ حتی الامکان کوشش کی گئی کہ ضرورت کے اکثر مسائل آجائیں۔اللہ تعالی قبول فرمائے۔مرغوب

خطبہ

خطبہ (خ کے پیش کے ساتھ) خطاب سے ماخوذ ہے اور حاضرین سے گفتگو کرنے کو کہتے ہیں۔(النظم ص۱۱۱ ج۱)

امر بالمعروف کے لئے ایک ذریعہ اجتماعی خطاب ہے، اس لئے اسلام نے خطبات کو مختلف عبادات کا جز بنادیا۔(قاموس الفقہ ص۳۴۵ ج۳)

جمعہ کا خطبہ ایک شعار ہے اور عبادت بھی ہے۔(نظام الفتاوی ص۲۵ ج۶ جز۲)

خطبہ کے فرائض

۱:......وقت: زوال کے بعد سے نماز سے پہلے تک۔

۲:......لوگوں کے سامنے خطبہ کی نیت سے اللہ تعالی کا ذکر کرنا۔

۳:......ایسے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھنا جن کے موجود ہونے سے جمعہ درست ہو۔

۴:......بلند آواز سے خطبہ پڑھنا۔

۵:......خطبہ اور نماز کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

۶:......خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا۔

فرائض خطبہ کے مسائل

م:......زوال سے پہلے یا نماز کے بعد خطبہ پڑھا تو جائز نہیں۔

م:......امام صاحب کے نزدیک ’’الحمد للہ ‘‘یا’’سبحان اللہ ‘‘یا’’لاالہ الا اللہ ‘‘ کہے تو فرض ادا ہوجائے گا۔مگر یہ مکروہ ہے۔بعض کے نزدیک تحریمی اور بعض کے نزدیک تنزیہی۔

م:......اور یہ ذکر خطبہ کی نیت سے پڑھا ہو تو صحیح ہے۔چھینک کے جواب پر یا کسی تعجب پر

پڑھا تو خطبہ کا قائم مقام نہیں ہوگا۔

م:......صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ذکر طویل، یعنی کم سے کم ''التحیات لله'' سے ''عبده ورسوله'' تک ضروری ہے۔

م:......بعض کے نزدیک خطبہ مرد، عاقل، بالغ خواہ ایک ہو کے سامنے پڑھنا ضروری ہے۔

م:......بعض کے نزدیک تین آدمیوں کا ہونا شرط ہے، ورنہ خطبہ صحیح نہیں۔

م:......اگر صرف مریض یا غلام یا مسافر ہوں تب بھی خطبہ جائز ہے۔

م:......حاضرین سب بہرے ہوں یا سوتے ہوں یا دور ہوں کہ آواز وہاں تک نہ پہنچتی ہو تب بھی خطبہ جائز ہے، کیونکہ ان کا موجود ہونا کافی ہے۔

م:......خطبہ اتنی آواز سے ہو کہ کوئی امر مانع نہ ہو تو پاس والے سن سکیں۔

م:......ایک روایت کے مطابق امام اکیلا ہی خطبہ پڑھ لے تب بھی جائز ہے، اس کی بنا پر جہر فرض نہیں رہے گا بلکہ سنت ہو جائے گا۔

متفرق مسائل

م:......ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ خطبہ معتبر نہ ہوگا۔ (خیر الفتاوی ص۱۰۵ ج۳)

م:...... جمعہ وخطبہ میں معتدبہ فصل ہو جانے سے اعادہ خطبہ ضروری ہے۔

(احسن الفتاوی ص۱۱۲ ج۴)

م:......عورت کا خطبہ دینا صحیح نہیں۔ (امداد الفتاوی ص۴۸۲ ج۱)

خطبہ کا طریقہ

حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''حدیث شریف میں ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو چشم مبارک سرخ

ہو جاتی، آواز بلند اور طرز کلام میں شدت آجاتی اور ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی لشکر حملہ کرنے والا ہے اور آپ ﷺ مخاطبین کو اس خطرہ سے آگاہ فرمارہے ہیں۔ (مسلم شریف ص۲۸۴ ج۱)

پر جوش مقرروں کی طرح آپ ہاتھ تو نہیں پھیلاتے تھے، البتہ سمجھانے یا آگاہ کرنے کے موقع پر انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا کرتے تھے، لہذا اگر عالم خطیب حسب موقع حاضرین کو خطاب کرے اور ترغیبی مضمون کو ترغیب اور ترہیبی مضمون کو تنبیہ اور ترہیب کے انداز میں پڑھے تو جائز اور مسنون ہے، لیکن دائیں بائیں رخ پھیرنا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔ ''بدائع'' وغیرہ میں ہے کہ: آنحضرت ﷺ خطبہ کے وقت قبلہ پشت ہو کر اور لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے رہتے تھے۔ (ص۲۶۲ ج۱)

اس لئے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ محققین دائیں بائیں رخ کرنے کو بدعت کہتے ہیں۔ (شامی ص۷۵۹ ج۱)

ہاں رخ سامنے رکھ کر دائیں بائیں نظر کرنے میں حرج نہیں ہے۔

(ردالمحتار ص۷۵۹ ج۱)

نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ ترغیب وترہیب کے مضامین وہی شخص صحیح انداز میں ادا کرسکتا ہے جو معنی اور مضمون سے واقف ہو، ناواقف شخص ایسی غلطی کرسکتا ہے جو واقف کی نظر میں مضحکہ انگیز ہو، لہذا خطبہ میں جو بھی انداز اختیار کیا جائے وہ سمجھ کر اختیار کیا جائے۔

(فتاوی رحیمیہ ص۲۶۴ ج۱)

خطبہ کی سنتیں ومستحبات وغیرہ

ما یتعلق بالخطیب

م:......بغیر کتاب کے زبانی خطبہ پڑھنا مندوب ومستحب ہے۔

م:......طہارت یعنی خطیب کا پاک ہونا۔بغیر طہارت خطبہ پڑھا تو لوٹانا مستحب ہے۔

م:...... بلا طہارت خطبہ پڑھا، پھر پاک ہوکر جمعہ پڑھایا یا دوسرے نے پڑھایا تو صحیح ہے۔

م:......جنبی کا دخول مسجد کے لئے پاک ہونا واجب ہے، پس کسی خطیب نے جنبی کی حالت میں خطبہ پڑھا تو خطبہ جائز ہے، مگر دخول مسجد کا گناہ ہوگا۔

م:......ستر عورت۔ ہر حال میں واجب ہے مگر کسی نے کشف عورت کی حالت میں خطبہ پڑھا تو جائز ہے مگر کشف عورت کا گناہ ہوگا۔

م:......خطیب کا عمامہ باندھنا مسنون ہے، اگر نہ باندھے تو گناہ نہیں۔

(فتاوی امارت شرعیہ ص۲۳۹ ج۲)

م:......خطبہ شروع کرنے سے پہلے خطیب کا ممبر پر بیٹھنا۔

م:......ممبر پر خطبہ پڑھنا۔

م:......منبر کے ہر طبقہ میں کھڑے ہوکر خطبہ پڑھنا جائز ہے۔(مرغوب الفتاوی ص۹۷ ج۳)

م:...... نبی کریم ﷺ منبر کے اول زینے پر خطبہ دیا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ادبا ایک زینہ نیچے اتر کر دوسرے زینہ پر خطبہ دیتے تھے اور یہی معمول سلف میں ہوگیا۔(نظام الفتاوی ص۲۸ ج۶ جز۲)

م:......خطبۂ عیدین بھی منبر پر پڑھنا چاہئے۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۱۶۴ ج۵)

م:......عذر کی وجہ سے منبر پر خطبہ نہ پڑھے تو کوئی ملامت نہیں۔(حوالہ بالا ص۱۰۲)

م:......ممبر نہ ہوتو عصا ہاتھ میں لینا۔ممبر پر بھی عصا پکڑ نا سنت غیر مؤکدہ ہے۔

م:......جوشہر تلوار سے فتح ہوا ہوٴ تو خطیب (اگر امام المسلمین یا اس کا نائب ہوتو) تلوار گردن میں لٹکائے۔جوشہر تلوار سے فتح نہ ہوا ہوتو عصا رکھے۔

م:......عصا داہنے ہاتھ میں لے یا بائیں ہاتھ میں بلا کراہت جائز ہے۔مناسب ہے کہ دائیں ہاتھ میں رکھے۔(مرغوب الفتاوی ص۸۳ ج ۳)

م:......کھڑے ہوکر خطبہ پڑھنا۔عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو بلا کراہت جائز ہے۔

مگر مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ: کھڑے ہوکر پڑھنا ہی بہتر ہے۔(نظام الفتاوی ص۲۷ ج ۶ جز ۲)

م:......قوم کی طرف منہ کرنا اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا سنت ہے۔

م:......سنت یہ ہے کہ خطیب حاضرین کی طرف سامنے متوجہ رہیں، دائیں بائیں متوجہ نہ ہوں۔(خیر الفتاوی ص۱۰۰ ج ۳)

م:......خطبہ سے پہلے آہستہ سے ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھ لینا سنت ہے۔

م:......دوسرے خطبہ کے ابتدا میں بھی تعوذ آہستہ پڑھ لیا جائے۔

(امداد الاحکام ص۴۷۷ ج ۱)

م:......خطبہ سے پہلے ''بسم اللہ'' منقول نہیں، تاہم کوئی پڑھ لے تو قباحت نہیں۔

(فتاوی حقانیہ ص۳۹۵ ج ۳)

م:......عیدین کے پہلے خطبہ کی ابتداء میں نو بار اور دوسرے کی ابتدا میں سات بار اور بالکل آخر میں چودہ بار مسلسل ''اللہ اکبر'' کہنا مستحب ہے، عام خطیب اس سے غافل ہیں۔

(بہشتی گوہر۔احسن الفتاوی ص۱۲۷ ج ۴)

م:......قوم کو خطبہ سنانا، یعنی مناسب آواز سے پڑھنا دونوں خطبوں میں سنت ہے۔

م:......دوسرے خطبے میں پہلے کی نسبت آواز کم بلند ہو۔

م:......دو خطبے پڑھنا (محض خطبہ پڑھنا شرط اور دو خطبے ہونا سنت ہے)

م:......دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھنا۔

م:......دوران خطبہ وقتی ضرورت کی وجہ سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اردو میں کرنا جائز ہے، لیکن اردو میں جز وخطبہ بنا کر تقریر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(نظام الفتاوی ص ۹۴ ج ۶، جز ۲)

م:......خطبہ ''الحمد لله'' سے شروع کرنا۔

م:......اللہ تعالیٰ کی ثنا وتعریف کرنا جو اس کے لائق ہو۔

م:......شہادتین، یعنی'' اشهد ان لااله الا الله و اشهد ان محمدارسول الله'' پڑھنا۔

م:......نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا۔

م:......وعظ ونصیحت کا ذکر کرنا۔

م:......کچھ قرآن پڑھنا۔اس کی مقدار دونوں خطبوں میں کم از کم ایک آیت ہے۔

م:......دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔اس کی مقدار تین آیات کے بقدر ہے۔

م:......دونوں خطبے برابر ہونے چاہئے، کمی بیشی بھی جائز ہے، لیکن خلاف اولی ہے۔

(خیر الفتاوی ص ۵۷ ج ۳)

م:......مختار یہ ہے کہ اطمینان سے بیٹھ جائے کہ اعضاء ٹھہر جائیں، اس سے زیادہ نہ کرے۔

م:......دوسرے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور درود شریف اور کلمۂ شہادتین کا اعادہ کرنا۔

م:......دوسرے خطبہ میں وعظ ونصیحت کے بجائے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔

م:......خطبہ کو لمبا نہ کرنا۔اس کی مقدار یہ ہے کہ طوال مفصل کی کسی سورت کے برابر ہو۔

م:......دوسرے خطبہ میں آپ ﷺ کے آل‘ اصحاب‘ ازواج مطہرات‘ خلفائے راشدین‘ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ عنھم کے لئے دعا کرنا مستحسن ہے۔

م:...... دوسرے خطبہ میں عشرۂ مبشرہ کے ناموں کے ساتھ ان کے لئے دعا کرنا جائز و مستحب ہے۔(مرغوب الفتاوی ص۹۸ ج۳)

م:......حالات کے پیش نظر خطبہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنات مکرمات رضی اللہ عنہن کا ذکر کرنا مناسب ہے۔(احسن الفتاوی ص۱۴۶ ج۴)

م:......دوسرے خطبہ میں حضرت عثمان بن عفان ’’رضی اللہ عنھما‘‘ بصیغۂ تثنیہ نہ کہا جاوے ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کہے۔(مرغوب الفتاوی ص۹۹ ج۳)

م:......خطبۂ ثانیہ میں خلفائے راشدین کے ساتھ یا دوسرے صحابہ کے ساتھ ’’رضی اللہ عنہ‘‘ یا سب حضرات کا نام لے کر آخر میں ’’رضی اللہ عنھم‘‘ کہنا بلا تأمل جائز ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص۱۰۰ ج۹)

م:......دوسرا خطبہ ان الفاظ سے شروع کرنا مستحب ہے:’’ **الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهدى الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له**‘‘۔

م:......’’**من اهان سلطان الله**‘‘ سے مراد سلطان شرعی ہے اور اس جملہ کا پڑھنا مایئول کے اعتبار سے درست ہے۔(نظام الفتاوی ص۵۲ ج۶‘ جز۲)

م:......عیدین کے خطبہ میں امام کا دور کے سامعین کے لئے یہ اعلان کرنا کہ ’’قریب قریب آجائیں‘‘ درست ہے۔(نظام الفتاوی ص۶۰ ج۶ جز۲)

متفرق مسائل

مایتعلق بالخطیب

م:......خطیب کے لئے سنت پڑھنے والوں کا انتظار کرنا لازم نہیں، جب وقت مقررہ ہو جائے کھڑا ہو سکتا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۶۸ ج ۵)

م:......خطیب کا منبر پر جا کر امر بالمعروف کرنا مثلاً: ''پہلی صف کو پر کرلو'' وغیرہ جائز ہے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۹۴ ج ۵)

م:......منبر کے ہر طبقہ میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا جائز ہے۔ (مرغوب الفتاوی ص ۹۷ ج ۳)

م:......خطیب خطبہ سے پہلے خلوت خانہ میں اور وہ نہ ہو تو مسجد کے داہنی طرف بیٹھے۔

م:......نابالغ مراہق (بارہ سال کی عمر کا لڑکا) خطبہ پڑھے تو جائز ہے۔

(حاشیہ فتاوی امارت شرعیہ ص ۲۴۵ ج ۲۔ فتاوی محمودیہ ص ۳۴۲ ج ۲)

م:......صاحب ترتیب امام کی نماز فجر باقی ہے تب بھی خطبہ پڑھ سکتا ہے، البتہ نماز جمعہ نہ پڑھائے، البتہ نماز عید پڑھا سکتا ہے۔ (امداد الفتاوی ص ۴۲۶ ج ۱)

م:...... جمعہ کی نماز پڑھ کر دوسری جگہ خطبہ پڑھانا جائز ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۱۱۸ ج ۴)

م:...... خطبہ کے لئے جاتے ہوئے منبر پر پہنچنے سے پہلے لوگوں سے سلام و مصافحہ کرنا کراہت سے خالی نہیں۔ (امداد الفتاوی ص ۴۰۸ ج ۱)

م:......امام جب خطبہ کے لئے منبر پر چڑھے، تو لوگوں کو سلام نہ کرے، لیکن کرلے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ (مرغوب الفتاوی ص ۷۷ ج ۳)

م:......خطبہ کتاب میں دیکھ کر پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

م:......خطبہ کی کتاب' دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑنا بلا کراہت جائز ہے۔ (حوالہ بالا ص ۸۳)

م:......خطبہ کی کتاب ہاتھ میں ہوتو اسے سیدھے ہاتھ میں لیوے اور عصا' بائیں ہاتھ میں لینا اولی ہے۔(مرغوب الفتاوی ۸۴ ج ۳۔فتاوی رحیمیہ ص ۸۱ ج ۳)

م:......ہر جمعہ ایک ہی خطبہ پڑھنا جائز ہے۔

م:......چند خطبے یاد ہوں اور انہیں کو اکثر پڑھا کرے تو کراہت نہیں۔

(مرغوب الفتاوی ص ۹۳ ج ۳)

م:......خطبہ کو بغیر تسمیہ سے شروع کرے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۴۰۸ ج ۲)

م:......دونوں میں سے کسی بھی خطبہ میں خلفائے راشدین کے نام لئے جاسکتے ہیں۔

(کتاب الفتاوی ص ۵۴ ج ۳)

م:......بادشاہ وقت کے لئے عدل واحسان کی دعا کرنا جائز ہے۔

م:......خطیب ہر پیش آمدہ معاملہ کے متعلق مثلاً: مناسب سمجھے تو سیاسی بات بھی کرسکتا ہے۔(فتاوی امارت شرعیہ ص ۲۴۴ ج ۲)

م:......خطبہ میں کسی کا نام لے کر اوصاف بیان نہ کئے جائیں۔(فتاوی حقانیہ ص ۴۲۴ ج ۳)

م:......خطبہ میں کسی رئیس کا نام لینا جائز نہیں۔(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۹۰ ج ۵)

م:......جس علاقہ میں گمراہ فرقے اپنی گمراہی کی کوشش کررہے ہوں' وہاں خطبہ میں اس قسم کا مضمون بیان کرنا جس سے ان کی تردید ہو' درست ہے۔(خیر الفتاوی ص ۹۲ ج ۳)

م:......دوران خطبہ کوئی خطیب پر اعتراض کردے تو بہتر ہے خطبہ ونماز کے بعد اس کو سمجھا دے، دوران خطبہ اس سے نہ الجھے۔(خیر الفتاوی ص ۹۴ ج ۳)

م:......خطیب کو دوران خطبہ حدث لاحق ہوجائے تو وضو کرلے۔

(فتاوی امارت شرعیہ ص ۲۳۹ ج ۲)

م:......خطبہ کے بعد خطیب کو حدث لاحق ہو جائے تو وضو کر کے نماز پڑھائے اور خطبہ کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (خیر الفتاوی ص ۷۹ ج ۳)

م:......خطبۂ جمعہ اور اقامت کے درمیان مختصر الفاظ میں کوئی مسئلہ بیان کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی حقانیہ ص ۳۹۷ ج ۳)

م:......دوران خطبہ کسی کی تعظیم میں خطبہ بند کرنا اور اس کو منبر پر لے آنا مناسب نہیں۔

(فتاوی دار العلوم دیو بند ص ۸۰ ج ۵)

م:......''اللھم اعز الاسلام'' پڑھتے وقت منبر سے نیچے اترنا اور ''اللھم انصر'' پڑھتے وقت منبر پر چڑھنے کی کوئی اصل نہیں۔ (فتاوی دار العلوم دیو بند ص ۱۰۵ ج ۵)

م:......خطبہ کے بعد امام کا منبر سے اتر کر نیچے بیٹھنا سنت سے ثابت نہیں، بلکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ جب خطبہ ختم ہو فوراً تکبیر شروع کر دی جائے، یعنی خطبہ کے ختم کے ساتھ تکبیر کا شروع متصل ہو جائے اور جب امام منبر سے مصلی پر پہنچے تو تکبیر ختم ہو جائے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۱۸ ج ۲)

خطبہ کی سنتیں ومستحبات وغیرہ

ما يتعلق بالمستمعين

م:......عیدین کے خطبہ میں سامعین اگر دور ہوں کہ وہاں آواز نہ پہنچتی ہو تو قریب آکر بیٹھ سکتے ہیں اور اگر قریب ہوں کہ آواز آسکتی ہو تو اپنی جگہ بیٹھے رہنا افضل ہے۔

(نظام الفتاوی ص۶۰ ج۶ جز۲)

م:......خطبہ سنتے وقت دوزانو بیٹھنا مستحب ہے۔چارزانو یا دو گھٹنے کھڑے کرنا جائز ہے۔

م:......خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا۔

م:......سامعین کے لئے اشارہ سے نہی عن المنکر جائز ہے۔(احسن الفتاوی ص۱۱۸ ج۴)

م:......کسی کو تکلیف سے بچانے کے لئے خطبہ کے درمیان میں اگر بات کرنا ضروری ہے' جیسے نابینا کنویں میں گرنے لگے یا کسی کو بچھو وغیرہ کاٹنا چاہے تو زبان سے کہہ سکتے ہیں۔اگر اشارہ سے بتا سکے تو زبان سے نہ کہے۔

م:......اذان ثانی کو پست آواز سے نہ دے، بلکہ بلند آواز سے دی جائے۔

م:......خطبہ کی اذان کا جواب اور اذان کی دعا' دل میں پڑھے تو جائز ہے۔

(مرغوب الفتاوی ص۹۷ ج۳)

م:......عید کے خطبہ میں حاضرین امام کے ساتھ آہستہ آہستہ تکبیر کہہ سکتے ہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ص۹۰ ج۵)

م:......صاحب ترتیب کے ذمہ قضا نماز ہو تو اس کو خطبہ کے وقت نماز پڑھنا واجب ہے۔

م:......خطبہ کے وقت کوئی نفل شروع کی تو اس کو توڑنا اور دوسرے غیر مکروہ وقت میں قضا کرنا واجب ہے۔اور اسی کو پورا کرے تو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔اور اس

کو کامل وقت میں لوٹانا واجب ہے۔

م:......خطبہ سے پہلے سنت مؤکدہ شروع کر دی اور خطبہ ہونے لگے، تو اس کو پورا کر لے۔

م:......اگر نفل ہو اور پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو نماز توڑ دے اور بعد میں قضا کر لے۔ اور سجدہ کر لیا تو دو رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دے۔ اور تیسری کے لئے کھڑا ہو گیا تو چوتھی بھی پوری کر لے اور ان میں قرأت مختصر کرے۔

م:......قوم پر اول سے آخر تک خطبہ سننا واجب ہے۔

م:......آگے جگہ خالی ہو تو مجبوراً لوگوں کو پھلانگنا جائز ہے۔

م:......خطبہ شروع ہونے کے بعد جو مسجد میں آئے تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔

م:...... جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وشراء چھوڑنا واجب ہے۔

م:......کھانا کھا رہا تھا کہ اذان اول ہوئی تو جمعہ فوت ہونے کا خوف ہو تو چھوڑ دے۔

خطبہ کے ممنوعات ومکروہات وغیرہ

ما یتعلق بالخطیب

م:...... خطبہ کی جو سنتیں ہیں ان کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔

م:...... محدث اور جنبی کا خطبہ پڑھنا مکروہ ہے، لیکن خطبہ کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گا۔

م:...... خطیب کے لئے عصا کو سنت مؤکدہ سمجھ کر پکڑنا مکروہ ہے۔

م:...... بلا عذر بیٹھ کر خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔

م:...... ایک خطبہ کھڑے ہو کر دینا اور دوسرا بیٹھ کر دینا بلا عذر مکروہ ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۳۴۲ ج۲۰)

م:...... پہلا خطبہ جمعہ کا پڑھا اور دوسرا عید کا پڑھ لیا تو خطبہ ادا ہو گیا۔

(فتاوی محمودیہ ص۳۴۶ ج۲۰)

م:...... خطبہ کے وقت قوم کی طرف پیٹھ کرنا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے۔

م:...... صفوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر، یعنی اس طرح کہ کچھ صفیں خطیب کے آگے ہوں، خطبہ پڑھنا بدعت ہے۔

م:...... خطیب کے لئے بھی خطبہ میں کلام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ امر ونہی جائز ہے۔

م:...... غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان میں اشعار ملانا مکروہ تحریمی ہے،

م:...... اشعار میں تغنی کے ساتھ خطبہ پڑھنا، چاہے عربی ہی میں ہو، مکروہ ہے۔

م:...... اشعار میں تغنی کے بغیر خطبہ پڑھنا، چاہے عربی ہی میں ہو، خلاف سنت ہے۔

م:...... خطبہ کے شروع میں دو مرتبہ ''الحمد للہ'' کہنا کسی حدیث میں وارد نہیں۔

(خیر الفتاوی ص۹۱ ج۳)

م:...... خطبہ میں صرف قرآن کریم کا رکوع پڑھنے سے خطبہ تو ہو جائے گا مگر خطبہ کی سنتیں رہ جائیں گی۔ (خیر الفتاوی ص ۱۱۷ ج ۳)

م:...... خطبہ میں قرآن شریف کا بالکل نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

م:...... دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کو چھوڑنا مکروہ ہے۔

م:...... خطبہ کے درمیان کبھی کبھی کسی ضرورت سے قلیل مقدار میں خطبہ کا ترجمہ کرنے میں مضائقہ نہیں، عادت بنالینا' یا بلاضرورت ایسا کرنا' یا زیادہ حصے کا ترجمہ کرنا' یا طویل وعظ کہنا خلاف سنت ہے۔ (امداد الفتاوی ص ۶۳۶ ج ۱)

م:...... دو خطبوں کے درمیان (اردو میں) وعظ کہنا بالکل بے اصل اور خلاف طریقۂ مسنونہ ہے۔ (فتاوی امارت شرعیہ ص ۲۴۲ ج ۲)

م:...... دو خطبوں کے درمیان شہداء کے لئے تعزیت کرنا یا ان کے مغفرت کی دعا کرنا یا اس کی اپیل کرنا مناسب نہیں۔ (خیر الفتاوی ص ۸۹ ج ۳)

م:...... خطبہ کو طوال مفصل کی سورت سے زیادہ لمبا کرنا مکروہ ہے۔

م:...... دونوں خطبوں کی مجموعی مقدار کو طوال مفصل کی سب سے بڑی سورت سے لمبا کرنا مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۱۴۵ ج ۴)

م:...... امام صاحب کے نزدیک تین آیات یا تشہد واجب کی مقدار سے کم کرنا مکروہ ہے۔

م:...... بھول سے ایک خطبہ پڑھا تو خطبہ ہو گیا، مگر عمداً ایسا کرنا (یعنی ایک خطبہ پڑھنا) مکروہ تحریمی ہے۔ (کتاب الفتاوی ص ۴۵ ج ۳)

م:...... خطبہ میں بادشاہ کی غلط تعریف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور جو اس میں نہ ہو حرام ہے۔

م:...... جو چیزیں نماز کی حالت میں منع ہیں وہ خطبہ کی حالت میں بھی منع ہے۔

م:......اثنائے خطبہ میں خطیب کا دائیں، بائیں مڑنا منع ہے، البتہ اس سے مقصود اسماع و توجہ الی القوم ہوتو مباح ہے، لیکن اس کو مسنون وضروری سمجھنا بدعت ہے۔

(مرغوب الفتاوی ص۹۴ ج۳)

م:......خطیب کا درود شریف کے وقت دائیں، بائیں منہ کرنا بدعت ہے۔

م:......رمضان کے اخیری جمعہ میں وداع کے مضامین پڑھنا بدعت ہے۔

م:......خطبہ میں کسی بزرگ کے ملفوظات پڑھنے کے التزام سے غلو کا اندیشہ ہے، اس لئے اسے ترک کرنا چاہئے۔(فتاوی عثمانی ص۵۲۹ ج۱)

م:......کفار ومشرکین پر خطبہ میں بددعا کرنا یا لعنت بھیجنے کا استحباب منقول نہیں، لہذا اس کا ترک انسب ہے۔(خیر الفتاوی ص۴۸ ج۳)

م:......خطبہ میں ''وفات نامہ'' اور ''نورنامہ'' پڑھنا درست نہیں۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۱۵۸ ج۵)

ممنوعات ومکروہات خطبہ

ما یتعلق بالمستمعین

م:......اذان ثانی کے بعد گھر میں بھی سنتیں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔اگر پڑھ لیں تو نماز کے بعد دوبارہ پڑھے۔(احسن الفتاوی ص۱۲۱ ج۴)

م:......اذان اول کے بعد جمعہ کی تیاری کے سوا کوئی کام بھی جائز نہیں' خواہ وہ دینی کام ہی کیوں نہ ہو۔(احسن الفتاوی ص۱۴۰ ج۴)

م:......خطیب کی کسی غلطی پر لقمہ دینا جائز نہیں۔(احسن الفتاوی ص۱۴۱ ج۴)

م:......حالت خطبہ میں کھانا' پینا' نہ چاہئے۔

م:......دینی ودنیوی دونوں کلام منع ہے۔البتہ تسبیح پڑھنے پر حرمت کا آنا مشکل ہے۔

م:......سلام یا چھینک کا جواب دینا منع ہے۔

م:......امر بالمعروف اور نہی عن المنکر منع ہے۔امر ونہی اشارہ سے صحیح ہے۔

م:......کتاب کا مطالعہ کرنا یا لکھنا بھی منع ہے۔

م:......اسم مبارک سن کر زبان سے درود پڑھنا منع ہے۔دل میں پڑھنا بہتر ہے۔

م:......صحابۂ کرام کا نام آئے تو اس وقت ''رضی اللہ عنہم'' زبان سے کہنا مکروہ ہے۔

م:......چھینک کے وقت دل میں الحمدللہ کہہ لے۔

م:......سلام اور چھینک کا جواب دل میں بھی نہ دے۔

م:......خطبہ کے وقت سلام کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔

م:......جو دور ہونے کی وجہ سے خطبہ نہ سن سکے وہ بھی خاموش رہے۔

م:......خطبہ کے وقت ہر قسم کی نماز اور سجدہ منع ہے۔

م:......خطبہ میں دعا کے وقت سامعین کا زور سے آمین کہنا یا ہاتھ اٹھانا جائز نہیں۔

م:......دل سے دعا کرنا جائز ہے اور دل میں آمین کہہ سکتے ہیں۔

م:......دو خطبوں کے درمیان امام یا حاضرین کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا یا آمین کہنا منع ہے۔

م:......خطبہ کے دوران ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ص ۴۰۵ ج ۲)

م:......دوران خطبہ گرمی کی وجہ سے پنکھا کرنا جائز نہیں۔(خیرالفتاوی ص ۸۵ ج ۳)

م:......دوران خطبہ گھڑی میں چابی دینا جائز نہیں۔(احسن الفتاوی ص ۱۲۲ ج ۴)

م:......دوران خطبہ سر پر عمامہ باندھنا درست نہیں۔(خیرالفتاوی ص ۱۱۲ ج ۳)

م:......خطبۂ ثانیہ کے آخری جملے پر لوگوں کو کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۳۳۸ ج ۲۰)

م:......اذان اول کے بعد بیع وشریٰ مکروہ تحریمی ہے۔

م:......ایک شہر میں کئی جگہ جمعہ ہوتا ہوتو محلّہ کی اذان اول سے خرید وفروخت ناجائز ہوگا۔

(احسن الفتاوی ص ۱۱۸ ج ۴)

م:......راستہ میں چلتے ہوئے بیع وشریٰ کیا اور سعی میں حارج نہ تو جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔ مگر ’’احسن الفتاوی‘‘ میں ہے کہ: عدم جواز راجح واحوط ہے۔(احسن الفتاوی ص ۱۱۸ ج ۴)

م:......اذان اول کے بعد غیر مسلم ملازم کو دکان پر بٹھا کر دوکان کھلی رکھنا جائز ہے، مگر احتیاط اور جمعہ کی فضیلت کا تقاضہ یہ ہے کہ دوکان بند کردی جائے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۹ ج ۵)

م:......خطبہ کے دوران، بھیک مانگنا بالاجماع مکروہ ہے۔

م:......بعض مساجد میں خطبہ کے وقت چندہ کرنے کا معمول ہے، یہ بھی منع ہے۔

(مرغوب الفتاوی ص۱۳۹ ج۳)

م:......خطبہ کے دوران چندہ کرنے سے انتظامیہ بھی گنہگار رہے، چندہ لینے والا بھی اور چندہ دینے والا بھی۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ص۱۰۴ ج۲)

م:......دوران خطبہ خطیب کی طرف منبر پر پیسے پھینکنا جائز نہیں۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۱۰۷ ج۵)

م:......مسجد کے قریب عطر، ٹوپی، مسواک وغیرہ بیچنا بھی اذان اول کے بعد سخت گناہ ہے۔

م:......گھر میں خطبہ کی آواز پہنچے تو بھی عورتوں وغیرہ کے لئے خطبہ کا سننا واجب نہیں۔

م:......خطبہ کے مکروہات کا وقت امام صاحب کے نزدیک امام کے خطبہ کے لئے نکلنے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک امام کے نکلنے کے بعد سے خطبہ شروع ہونے تک اور خطبہ کے بعد سے نماز شروع ہونے تک کلام میں مضائقہ نہیں۔

متفرق مسائل

م:......سنت یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔

م:......مؤذن کا خطیب کو بعض جملے پڑھ کر عصا دینا درست نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص۴۳ ج۵)

م:......اذان ثانی سے قبل تعوذ اور ’’لقد جائکم ‘‘الخ، پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں۔(فتاوی محمودیہ ص۳۳۴ ج۲۰)

م:......اذان ثانی اور خطبہ کے درمیان ’’ان اللہ وملائکتہ ‘‘الخ پڑھنا دین میں نئی چیز ہے۔(فتاوی محمودیہ ص۴۰۹ ج۱۵)

م:......خطبہ کی اذان،اوراس کا خطیب کے سامنے ہونا سنت ہے۔

م:......سامنے سے مراد صف اول نہیں بلکہ کچھ صفوں کے بعد ہو تو تب بھی مضائقہ نہیں۔

م:...... جمعہ کی اذان ثانی بھی مسجد کے اندر ہو۔(احسن الفتاوی ص۱۲۶ ج۴)

م:......خطبہ سے پہلے نعت وغیرہ پڑھنا جس سے سنت پڑھنے والوں کو خلل ہو مکروہ ہے۔

(خیر الفتاوی ص۳۶ ج۳)

م:...... پہلے خطبہ سنتے وقت ہاتھ باندھنا اور دوسرے میں گھٹنوں پر رکھنا‘اس کی کوئی اصل نہیں،لہذا یہ فعل بدعت ہے۔(احسن الفتاوی ص۱۲۳ ج۴۔خیر الفتاوی ص۳۶ ج۳)

م:......خطبہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے مغفرت کی دعا حدیث کی اتباع کی وجہ سے نہ کہ ان کے ظاہری وباطنی گناہ میں مبتلا ہونے کے گمان سے۔(خیر الفتاوی ص۹۶ ج۳)

م:......خطبۂ اولی کے آخر کی دعا میں ’’استغفر الله لی ولکم ولسائر المسلمین ‘‘پڑھنا بجائے ’’ولسائر المؤمنین ‘‘ کے بہتر ہے۔(فتاوی محمودیہ ص۲۶۱ ج۱۴)

م:......عید کا خطبہ جہالت سے نماز سے پہلے پڑھ دیا تو خلاف افضل ہوا' اعادہ کی حاجت نہیں۔ (خیر الفتاوی ص۱۳۴ ج ۳)

م:......صحیح یہ ہے خطبہ دو رکعت کے قائم مقام نہیں ہوتا، اور حقیقت اور عمل میں نماز نہیں ہے' اس لئے نماز کی تمام شرطیں اس میں لازم نہیں آتیں، اور جو اثر میں وارد ہے کہ: خطبہ نصف نماز کی طرح ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ ثواب میں دو رکعت یعنی نصف نماز ظہر کے برابر ہے۔

نماز جمعہ کے چند مسائل

م:...... جمعہ کی نماز فرض عین ہے اور اس کی فرضیت کی تاکید ظہر کی نماز سے زیادہ ہے۔ جمعہ کے دن نماز جمعہ نماز ظہر کے قائم مقام کردی گئی ہے، اس لئے نماز جمعہ ادا کرنے سے نمازِ ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہے۔

نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں

نماز کے واجب ہونے کی شرطوں کے علاوہ نماز جمعہ واجب ہونے کی کچھ اور بھی شرطیں ہیں:

(۱)......مرد ہونا، عورت اور خنثی مشکل پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

(۲)......شہر میں مقیم ہونا، مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

(۳)......تندرست ہونا، مریض پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ جو مرض جامع مسجد تک پیدل جانے سے مانع ہو اس کا اعتبار ہے۔ بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے مسجد تک نہ جاسکے تو یہ مریض کے حکم میں ہے۔

(۴)...... چلنے پر قادر ہونا، اپاہج پر جمعہ فرض نہیں ہے۔

(۵)...... بینا یعنی آنکھوں والا یا ایک آنکھ والا ہونا، جو نابینا خود مسجد تک بلا تکلف نہ جاسکتا ہو اس پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ بعض نابینا بلا تکلف اور بلا مدد بازاروں، محلوں وغیرہ میں چلتے پھرتے ہیں اور جامع مسجد میں بلا تکلف جاسکتے ہیں ان پر جمعہ فرض ہے۔

نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱)......مصر یعنی شہر یا قصبہ یا بڑا گاؤں ہونا۔ پس چھوٹے گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ

درست نہیں ہے۔

قصبہ یا بڑا گاؤں وہ ہے جس کی آبادی مثلا تین چار ہزار کی ہو، یا اپنے آس پاس کے علاقے میں وہ بڑا گاؤں یا قصبہ کہلاتا ہو، اوراس میں ایسی دوکانیں ہوں جن میں روزمرہ کی ضروریات بالعموم میسر آجاتی ہوں، اور کوئی حاکم یا پنچایت وغیرہ بھی ایسی ہو جو ان کے معاملات میں فیصلہ کرتی ہو، نیز کوئی ایسا عالم دین بھی وہاں رہتا ہو جو روزمرہ کے ضروری مسائل لوگوں کو بتا سکے، اور جمعہ میں خطبہ پڑھ سکے، اورنماز جمعہ پڑھا سکے، پس ایسے گاؤں میں نماز جمعہ درست وفرض ہے۔

شہر کے آس پاس کی ایسی آبادی جو شہر کی مصلحتوں اورضرورتوں کے لئے شہر سے ملی ہوئی ہو، مثلا: قبرستان، چھاؤنی، کچہریاں اوراسٹیشن وغیرہ، یہ سب فنائے مصر کہلاتی ہیں اور شہر کے حکم میں ہیں، ان میں نماز جمعہ ادا کرنا صحیح ہے۔

م:......ایسا بازار جہاں مکانات نہ ہوں لوگ رات میں اپنے اپنے گاؤں میں چلے جاتے وہاں جمعہ صحیح نہیں۔ (احسن الفتاوی ص۱۳۴ ج۴)

م:......شہری ایسے دیہات میں مہمان گیا جہاں جمعہ صحیح نہیں تو اس پر جمعہ نہیں ہے۔

(نظام الفتاوی ص۱۷ ج۶، جز۲)

م:...... ہوائی جہاز میں نماز جمعہ جائز نہیں، جمعہ کے لئے مصر یا فناء مصر شرط ہے، فضا نہ مصر میں داخل ہے، نہ فناء مصر میں، لہذا وہاں ظہر پڑھ لے۔ (خیر الفتاوی ص۱۰۲ ج۳)

م:......بحری جہاز میں نماز جمعہ جائز نہیں۔

(فتاوی مظاہر علوم ص۱۱۷ ج۱۔ فتاوی حقانیہ ص۳۹۴ ج۳)

(۲):...... بادشاہ اسلام کا ہونا، خواہ وہ عادل ہو یا ظالم یا بادشاہ کا نائب ہونا، یعنی جس کو

بادشاہ نے حکم دیا ہو اور وہ امیر یا قاضی یا خطیب ہو ان کے بغیر جمعہ ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔

م:...... بادشاہ کا نائب موجود ہو اور وہ کسی دوسرے شخص سے نماز پڑھوائے تو جائز و درست ہے، اگر کسی شہر یا قصبہ میں ان میں سے کوئی موجود نہ ہو اور وہ بادشاہ سے اجازت نہ لے سکتے ہوں تو شہر کے لوگ ایک شخص کو مقرر کر لیں اور وہ خطبہ و نماز جمعہ پڑھائے تو یہ جائز و درست ہے۔

م:...... چونکہ ہمارے زمانے میں حکومت کو ان امور کی طرف توجہ نہیں ہے لہذا لوگ خود کسی شخص کو مقرر کر لیں وہ ان کو خطبہ دے اور نماز پڑھائے تو یہ جائز و درست ہے۔

(۳)...... دارالاسلام ہونا، دارالحرب میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔

(بعض فقہاء نے دار الاسلام کو شرائط جمعہ میں نہیں لکھا، غالبا اس لئے کہ بادشاہ اسلام ہونے میں یہ شرط خود ہی داخل ہے۔ اور بعض نے بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا ہونا بھی شرط قرار نہیں دیا، کیونکہ یہ شرط عقلی احتیاط کے درجہ میں ہے نہ کہ اس کے بغیر شرعا نماز جمعہ درست نہیں ہوتی، اسی لئے بعض فقہاء کے نزدیک بادشاہ کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب)

(۴)...... ظہر کا وقت ہونا، پس وقت ظہر سے پہلے یا اس کے نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں، حتی کہ اگر نماز پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگر چہ قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد ادا کر چکا ہو یعنی یہ نماز نفل ہو جائے گی اور اس کو نماز ظہر کی قضا کرنی ہوگی، جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی، بلکہ اب ظہر ہی کی قضا واجب ہوگی اور اسی نیت جمعہ پر ظہر کی بنا نہ کرے، کیونکہ دونوں مختلف نمازیں ہیں، بلکہ نئے سرے سے ظہر کی قضا کرے۔

م:...... جمعہ ہر موسم میں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔ (خیر الفتاوی ص ۸۴ ج ۳)

م:...... جمعہ میں اتنی تاخیر کی کہ نماز جمعہ سے فراغت سے پہلے عصر کا وقت شروع ہو گیا تو جمعہ نہیں ہوا، نئے سرے سے ظہر ادا کریں۔(قاضی خان ص ۸۵ ج ۱۔خیر الفتاوی ص ۱۰۶ ج ۳)

م:......بعض مساجد میں جمعہ مثل اول کے بعد پڑھا جاتا ہے، ایسا کرنا مکروہ ہے، اور بعض علماء کے نزدیک مثل اول کے بعد جمعہ باطل ہے، اس لئے جمعہ مثل اول سے پہلے پہلے پڑھنا چاہئے۔(فتاوی حقانیہ ص ۳۹۸ ج ۳)

م:......ظہر کا وقت مفتی بہ مذہب کے مطابق ایک مثل تک ہے، اگر جمعہ ایک مثل کے اندر ہے تو صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔(خیر الفتاوی ص ۳۷ ج ۳)

(۵)......وقت کے اندر نماز سے پہلے بلا فصل خطبہ پڑھنا، اگر بغیر خطبہ کے نماز جمعہ پڑھی گئی' یا وقت سے پہلے خطبہ پڑھا' یا نماز کے بعد پڑھا' یا خطبہ پڑھنے میں خطبہ پڑھنے کا ارادہ نہ ہو' یا خطبہ و نماز میں زیادہ فاصلہ ہو جائے تو نماز جمعہ درست و جائز نہیں ہے۔

(۶)...... جماعت کا ہونا، یعنی امام کے علاوہ کم از کم تین آدمی خطبہ کے شروع سے پہلی رکعت کے سجدہ تک موجود ہوں، ورنہ نماز جمعہ صحیح نہیں ہوگی۔

م:...... یہ ضروری نہیں کہ جو تین آدمی خطبہ کے وقت حاضر تھے وہی نماز میں بھی ہوں، پس اگر خطبہ کے وقت موجود آدمی درمیان میں کسی وقت چلے گئے ان کی بجائے اور تین آدمی آگئے، اس طرح امام کے ساتھ خطبہ کے شروع میں پہلی رکعت کے سجدہ تک ہر حال میں تین آدمی موجود رہے تو نماز جمعہ درست ہے۔

م:......مگر شرط یہ ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں، پس اگر عورتیں یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز جمعہ درست نہ ہوگی۔

م:......صرف نابالغ بچے ہوں تو جمعہ صحیح نہیں۔(الاشباہ والنظائر ص ۴۸۰ خیر الفتاوی ص ۱۰۱ ج ۳)

م:......اسی طرح اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز جمعہ فاسد ہوجائے گی۔

م:......لیکن اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو کچھ حرج نہیں، نماز درست ہوجائے گی۔

(۷)......اذن عام، یعنی عام اجازت کے ساتھ علی الاعلان نماز جمعہ ادا کرنا۔

م:......اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کے دروازے کھول دیئے جائیں اور ایسے سب لوگوں کو آنے کی اجازت ہو جن پر جمعہ ادا کرنا فرض ہے۔

م:......پس ایسی جگہ جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہوگی جہاں خاص لوگ آسکتے ہوں اور ہر شخص کو آنے کی اجازت نہ ہو۔

م:......اگر کچھ لوگ مسجد میں جمع ہوکر مسجد کے دروازے بند کرلیں اور نماز جمعہ پڑھیں تو جائز نہیں ہے۔

م:......فوجی چھاؤنی میں نماز جمعہ جائز ہے۔(فتاوی حقانیہ ص۳۸۱ ج۳)

م:......فیکٹری میں نماز جمعہ صحیح ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۴۹۸ ج۱۶۔احسن الفتاوی ص۱۲۱ ج۴۔کتاب الفتاوی ص۶۳ ج۳)

م:......جیل میں نماز جمعہ پڑھنا صحیح ہے یا نہیں اس بارے میں ہمارے اکابر کے فتاوی میں اختلاف ہے بعض فتاوی میں جواز لکھا ہے مثلا:

(احسن الفتاوی ص۱۱۲ ج۴۔آپ کے مسائل اوران کا حل ص۴۰۰ ج۲۔فتاوی عثمانی ص۵۲۳ ج۱)

بعض فتاوی میں عدم جواز مرقوم ہے مثلاً:(امدادالاحکام ص۵۸۷ ج۱۔مکتوبات شیخ الاسلام ص۳۰۸ ج۱، بحوالۂ فتاوی رحیمیہ ص۴۳ ج۵۔فتاوی محمودیہ ص۲۷۵ ج۱۴۔فتاوی رحیمیہ ص۵۹ ج۳ و ص۱۴۱ ج۵۔فتاوی حقانیہ ص۳۹۴ ج۳۔نورالاصباح ترجمہ نورالایضاح ص۱۲۵)

نوٹ:...... حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے اس مسئلہ پر تفصیلی کلام فرمایا ہے اور جیل میں جمعہ کے جواز کا فتوی دیا ہے۔(فتاوی عثمانی ص۵۲۳ ج۱)

م:...... بمبئی کی گودی میں کھڑے ہوئے جہاز میں جمعہ کی نماز صحیح نہیں۔

(فتاوی رحیمیہ ص۵۹ ج۳ وص۳۹ ج۵)

م:...... کالج اور ہوسٹل بھی شہر کی ضروریات میں داخل ہے، اس لئے حکماً وہ مقام بھی شہر کی طرح ہے، اگراس شہر میں شرائط جمعہ موجود ہیں تو وہاں بھی جمعہ درست ہے، جمعہ کے لئے باقاعدہ مسجد کا ہونا ضروری نہیں ہے، جو جگہ عبادت کے لئے بنا رکھی ہے وہاں جمعہ بھی ادا ہو جائے گا۔(فتاوی محمودیہ ص۲۵۲ ج۱۴، قدیم)

م:...... اگر نمازی زیادہ ہوں اور جگہ نہ ہو تو مسجد کی چھت پر بلا کراہت نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں۔(خیر الفتاوی ص۱۱۴ ج۳)

(فائدہ)...... اگر شرائطِ صحتِ جمعہ میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے، اس کے باوجود کچھ لوگ نماز جمعہ پڑھیں تو ان کی نماز جمعہ ادا نہ ہوگی، ان پر نماز ظہر ادا کرنا فرض ہے، اور یہ نماز نفل ہو جائے گی، چونکہ نماز نفل کا اہتمام سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے اس حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

نماز جمعہ کے متفرق مسائل

م:......بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے ، اگر نماز کوئی دوسرا شخص پڑھائے تب بھی جائز ہے۔

م:......ایک شخص خطبہ پڑھے اور دوسرا نماز پڑھائے تو جائز ہے، بشرطیکہ نماز پڑھانے والا خطبہ میں حاضر ہوا ہو، خواہ کل میں یا بعض میں ۔(شامی ۔احسن الفتاوی ص۱۱۱ ج۴)

م:......اگر امام کو خطبہ کے بعد (نماز سے پہلے) حدث ہوگیا تو اس شخص کو خلیفہ بنانا جائز ہے جو خطبہ میں حاضر تھا، جو حاضر نہیں تھا اس کو خلیفہ بنانا جائز نہیں ۔

م:......اگر نماز میں حدث ہو تو ہر شخص کو خلیفہ بنانا جائز ہے' خواہ وہ خطبہ میں حاضر تھا یا نہیں ۔

م:......اگر کسی سمجھ دار نابالغ نے بادشاہ کے حکم سے خطبہ پڑھا اور بالغ نے نماز پڑھائی تو جائز ہے، یہی مختار ہے۔

م:......متولی کا امام کی اجازت کے بغیر کسی سے جمعہ پڑھوانا صحیح نہیں، امام زیادہ حق دار ہے اگر کسی نے بغیر امام کی اجازت کے جمعہ پڑھا دیا تو نماز ہوگئی ۔(فتاوی محمودیہ ص۵۲۴ ج۱۶)

م:......کسی امام نے گھر میں نماز ظہر پڑھ لی ، پھر مسجد جا کر جمعہ کی امامت کی تو سعی الی الجمعہ کی وجہ سے ظہر باطل ہوگئی اور نماز جمعہ صحیح ہوگیا۔(خیر الفتاوی ص۶۸ ج۳)

م:......مسافر' مریض وغیرہ نے گھر میں ظہر کی نماز پڑھ لی ، پھر جمعہ کے لئے نکلا تو نکلتے ہی اس پر جمعہ فرض ہوگیا اور ظہر کی نماز نفل ہوگئی ، اب مسجد میں نماز جمعہ مل گئی تو فبہا ورنہ ظہر کے فرض اور بعد کی دو رکعت سنت مؤکدہ دوبارہ پڑھے۔

(احسن الفتاوی ص۱۱۱ ج۴ ۔فتاوی محمودیہ ص۳۴۳ ج۲)

م:......فرض نماز جمعہ دو رکعت میں امام ہر رکعت میں الحمد کے بعد جو سورت چاہے پڑھے۔

م:......نماز جمعہ میں امام آیت سجدہ نہ پڑھے، فقہاء نے اسے مکروہ لکھا ہے۔

(شامی ص ۷۷۱ ج ۱۔ خیر الفتاوی ص ۱۰۵ ج ۳)

م:......اور ہر رکعت میں قرأت جہر کے ساتھ کرے۔

م:......کبھی کبھی پہلی رکعت میں ''سورۂ جمعہ'' اور دوسری میں ''سورۂ منافقون'' یا پہلی رکعت میں ''سبح اسم ربک الاعلی '' اور دوسری میں ''ھل اتاک حدیث الغاشیۃ '' پڑھا کرے، لیکن ان پر ہمیشگی نہ کرے۔

م:...... جمعہ کی نماز میں سجدۂ سہو واجب ہو جائے تو اگر مجمع کم ہے کہ مقتدی سب سمجھ جائیں گے کہ امام نے سجدۂ سہو کیا ہے تب تو سجدۂ سہو کر لیا جائے، اگر مجمع زیادہ ہے کہ مقتدیوں کو پتہ نہیں چلے گا، بلکہ وہ سمجھیں گے کہ امام نے نماز ختم کرنے کے لئے سلام پھیر دیا ہے تو سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہئے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۳۰۸ ج ۲ وص ۱۸۵ ج ۷)

م:......نماز جمعہ میں عذر سے یعنی ہجوم کی وجہ سے کسی دوسرے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کرے تو جائز ہے۔

م:...... کثرت اژدہام کی وجہ سے سجدہ کی جگہ نہ ملے تو ایسا شخص انتظار کرے، جب لوگ سجدہ کر کے اٹھ جائیں اور زمین پر جگہ مل جائے تب سجدہ کرے، اگر کسی کی پشت پر سجدہ کر لیا تو بھی جائز ہے۔ (قاضی خان ص ۸۵ ج ۱۔ خیر الفتاوی ص ۱۱۵ ج ۳)

م:...... جو شخص جمعہ کی نماز میں تشہد یا سجدۂ سہو کے بعد کے تشہد میں شامل ہوا تو وہ نماز جمعہ ہی کی نیت کر کے شامل ہو اور شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک وہ جمعہ کی نماز پوری کرے' خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم۔

م:......مسبوق کو اپنی مسبوقانہ نماز میں اختیار ہے کہ قرأت جہر سے کرے یا آہستہ سے۔

م:...... جو شخص دوسری نمازوں میں امام ہونے کے لائق ہے وہ نماز جمعہ کا امام ہونے کے بھی لائق ہے، پس مسافر یا غلام یا مریض نماز جمعہ کا امام ہوسکتا ہے۔

م:...... جس شخص پر جمعہ فرض ہے اسے شہر میں نماز جمعہ ہوجانے سے پہلے نماز ظہر پڑھ لینا مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر کسی کو نماز جمعہ نہ ملی تو اب اس کو ظہر کی نماز پڑھنا فرض ہے جبکہ دوسری جگہ جمعہ نہ مل سکے، لیکن جمعہ ترک کرنے کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا۔

م:...... بلا عذر جمعہ چھوڑ کر ظہر پڑھنا گناہ ہے۔ بعض ائمہ کے نزدیک تو ظہر ادا ہی نہیں ہوتی، اگرچہ مفتی بہ قول یہ ہے کہ ظہر ادا ہوگئی۔ (کبیری ص۵۱۸۔ خیر الفتاوی ص۱۱۹ ج۳)

م:...... حکومت کے ملازمین کو اگر جمعہ کی اجازت نہ ملتی ہو تو اور ملازمت کرنے پر مجبوری ہے تو بجائے جمعہ کے بعد میں ظہر پڑھ لیا کریں اور اس سے نجات کی صورت سوچنے اور اس کی تدبیر میں لگے رہنا چاہئے اور جب تک کوئی صورت نہ نکلے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

(نظام الفتاوی ص۱۸۱ ج۶ جز:۱)

م:...... مالک کے لئے جائز نہیں مزدور کو جمعہ سے روکے، ہاں مسجد دور ہو اور وقت زیادہ صرف ہوتا ہو تو' اتنے وقت کی تنخواہ کاٹ سکتا ہے۔

(عالمگیری ص۱۴۷ ج۱۔ خیر الفتاوی ص۱۱۲ ج۳)

م:...... جو معذور ہیں مثلاً مریض ومسافر وغیرہ ان کو امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک ظہر کی نماز ادا نہ کرنا مستحب ہے اور اس سے پہلے پڑھ لینا مکروہ تنزیہی ہے۔

م:...... اگر کوئی گاؤں کا آدمی جمعہ پڑھنے کے لئے شہر میں آیا اور اس کا زیادہ تر مقصد جمعہ پڑھنا ہے، اگرچہ دوسری ضروریات کا بھی ارادہ ہو تو اس کو جمعہ پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

م:...... ایک شہر کی متعدد مسجدوں میں نماز جمعہ جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ایک شہر میں ایک

ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کریں۔

م:......جس مسجد میں لوگ جمعہ پڑھنے لگیں اس میں مسجد جامع کا ثواب ہوگا، البتہ مسجد قدیم کا اور کثرت جماعت کا ثواب اسی جگہ ہوگا جہاں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اور نمازی بکثرت ہوتے ہیں۔(تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ ص٣٥٣)

م:......جامع مسجد سے پہلے دوسری مسجدوں میں نماز جمعہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن بہتر یہی ہے کہ دوسری مسجدوں سے مقدم بڑی جامع مسجد میں پڑھ لی جائے۔

(امداد المفتین ص٣٤٤ ج٢)

م:......ایک مسجد میں دوبارہ جمعہ کی جماعت کرنا جائز نہیں ہے، خواہ بہت سے لوگوں ہی کا جمعہ کیوں نہ فوت ہو جائے، کسی دوسری ایسی مسجد میں جہاں ہمیشہ نماز جمعہ ہوتی ہو اور وہاں نماز جمعہ مل سکتی ہو تو وہاں جا کر شامل ہو جائیں، اور اگر کسی ایسی مسجد میں نماز جمعہ نہ مل سکے تو نئی جگہ یعنی کسی ایسی مسجد میں جہاں پہلے سے نماز جمعہ نہ ہوتی ہو جمعہ نہ پڑھیں، بلکہ الگ الگ ظہر کی نماز پڑھیں، ظہر کی نماز بھی جماعت سے نہ پڑھیں۔

م:......تعدد جمعہ مسجد واحد میں جائز نہیں، اگر پڑھ لی تو جماعت اولی کی نماز صحیح ہو جائے گی اور دوسری جماعت کی صحیح نہ ہوگی (جمعہ کی جماعت ثانیہ کا حکم زیادہ سخت ہے)۔

(امداد الاحکام ص٥٢٧ ج١۔امداد الفتاوی ص٤٤١ ج١۔فتاوی دار العلوم ص٢٧ص١٠٥ ج٥۔فتاوی رحیمیہ ص٢٥٢ ج١ / ص٣٢٤ ج٧۔فتاوی حقانیہ ص٣٨٨ ج٣۔نظام الفتاوی ص٢١١ ج٢، ج:٢)

م:......لندن وغیرہ بڑے شہروں میں جہاں جگہ کی تنگی کی وجہ سے لوگوں کا ایک ہی مرتبہ جمعہ میں آنا مشکل ہو تو ایسے شہروں میں مجبوراً دوسری جماعت کی گنجائش ہے۔

(کتاب الفتاوی ص٢٧ ج٣)

م:......عبادت خانہ میں جمعہ کی نماز دوبارہ پڑھنا جائز نہیں۔(فتاوی رحیمیہ ص۱۶۳ ج۸)

م:......مسافر کے لئے اذان اول کے بعد خرید وفروخت فی نفسہ جائز ہے مگر مظنۂ تہمت سے بچنے کے لئے احتراز واجب ہے، کسی کو کیا معلوم کہ یہ مسافر ہے۔

(احسن الفتاوی ص۱۱۷ ج۴)

م:...... جمعہ کی اذان اول کے بعد نماز جمعہ کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں رکے بغیر خرید وفروخت کرنے میں اختلاف ہے، عدم جواز راجح ہے۔(احسن الفتاوی ص۱۱۸ ج۴)

م:......کراہت بیع اور وجوب سعی الی الجمعہ کے لئے مسجد محلّہ کی اذان معتبر ہے۔

(احسن الفتاوی ص۱۱۸ ج۴)

م:...... جمعہ کی اذان اول کے بعد نکاح کرنا' اور ولیمہ کھلانا وغیرہ امور جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص۴۰۲ ج۲)

م:...... جمعہ کی دواذانوں کے درمیان کھانا جائز ہے، بشرطیکہ جمعہ فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو' اگر فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو کھانا جائز نہیں۔

(امداد الاحکام ص۷۶۰ ج۱۔احسن الفتاوی ص۱۱۷ ج۴۔فتاوی حقانیہ ص۳۹۱ ج۳)

م:......مسافر کے لئے اذان اول کے بعد کھانا فی نفسہ جائز ہے مگر مظنۂ تہمت سے بچنے کے لئے احتراز واجب ہے، کسی کو کیا معلوم کہ یہ مسافر ہے۔(احسن الفتاوی ص۱۱۷ ج۴)

م:......صاحب ترتیب (یعنی جس کے ذمہ پانچ سے زیادہ نمازیں قضا نہ ہوں) کی فجر کی نماز قضا ہوگئی ہو تو جب تک فجر کی نماز نہ پڑھ لے' جمعہ کی نماز نہیں پڑھ سکتا، اگر جمعہ پڑھ لی اور بعد میں فجر کی نماز قضا کی تو جمعہ باطل ہو جائے گا اور اسے ظہر کی نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ص۴۰۴ ج۲)

م:...... جمعہ کی نماز پڑھ کر دوبارہ دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں، البتہ نفل کی نیت سے شریک ہوسکتا ہے۔(آپ کے مسائل اوران کاحل ص۱۱۴ ج۲)

م:......عیداور جمعہ مجتمع ہوجائیں تو پہلی نماز یعنی عید واجب ہے اور دوسری یعنی جمعہ فرض ہےاور شہر والوں کوکسی کا ترک بھی جائز نہیں۔

(امدادالاحکام ص۷۷۹ ج۱۔امدادالفتاوی ۴۳۱ ج۱)

م:......جس کو جمعہ اور جماعت کی نماز میں شریک ہونے سے کھیت یا مال کے نقصان کا خوف ہومثلاً غلہ کاٹ کر کھلیان میں ڈال رکھا ہے اور چوری ہوجانے کا اندیشہ ہوتو اس صورت میں جمعہ وجماعت کے ترک سے گناہ نہ ہوگا۔(امدادالاحکام ص۷۵۴ ج۱)

م:......مریض کی ہلاکت کااندیشہ ہوتو تیمارداراس کے پاس رہےاورظہر پڑھ لے۔

(طحطاوی ص۲۷۵۔خیرالفتاوی ص۹۰ ج۳۔فتاوی حقانیہ ص۳۹۹ ج۳)

م:......شدید بارش کی وجہ سے جمعہ میں جانا مشکل ہوتو نہ جانے کی گنجائش ہے،تاہم کوشش کرکے جانا بہتر ہے۔(عالمگیری ص۷۵ ج۱۔فتاوی حقانیہ ص۳۹۹ ج۳۔خیرالفتاوی ص۹۷ ج۳)

م:...... بارش کی وجہ سے جمعہ کی نماز گھر میں باجماعت پڑھی جاسکتی ہے۔

(فتاوی دارالعلوم یوبند ص۷٦ ج۵)

م:......جیلوں میں نماز جمعہ کی اجازت نہ ہوں تو قیدیوں کو جماعت جمعہ ختم ہونے کے بعد ظہر پڑھنا مستحب ہے،اس سے قبل مکروہ تنزیہی ہے۔(احسن الفتاوی ص۱۲۹ ج۴)

م:......عورتیں جماعت جمعہ سے پہلے ظہر پڑھ سکتی ہیں۔(احسن الفتاوی ص۱۲۹ ج۴)

م:......معذورین کے لئے شہر میں نماز ظہر کی جماعت مکروہ تحریمی ہے،اس لئے وہ منفردا نماز پڑھیں اورحالت انفراد میں بھی اذان واقامت نہ کہیں۔(احسن الفتاوی ص۱۳۰ ج۴)

م:......آج فتنہ کے زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں آنے کی ترغیب دینا ظاہر ہے کہ غلط ہے۔

(کفایت المفتی ص۲۹۲ ج ۳)

م:......عورتوں کے لئے مستقل طور پر جمعہ وعیدین کا اہتمام مشروع نہیں اور نہ ان پر واجب ہے، تاہم کسی جامع مسجد میں تبعا شرکت بذات خود ممنوع نہیں، لیکن دور حاضر میں عورتوں کا نکلنا فتنہ وفساد سے خالی نہیں، اس لئے جمعہ کے لئے کسی مسجد میں حاضری کے بجائے خود گھر میں ظہر کی نماز پڑھیں۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۹۳ ج ۵۔ فتاوی حقانیہ ص۳۸۴ ج ۳۔ خیرالفتاوی ص۳۸ و۴۸ ج ۳۔ کفایت المفتی ص۲۹۲ ج ۳، جدید)

م:......ایام تشریق میں جمعہ کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھی جائیں۔

(خلاصۃ الفتاوی ص۲۱۶ ج ۱۔ خیرالفتاوی ص۱۰۹ ج ۳)

م:......ضرورت کے وقت قنوت نازلہ نماز جمعہ میں پڑھنا جائز ہے۔

(خیرالفتاوی ص۶۹ ج ۳)

م:......تشہد میں شامل ہونے والا جمعہ کی دو رکعت ادا کرے۔ (خیرالفتاوی ص۶۷ ج ۳)

م:......امام کے پہلے ''السلام علیکم'' کہنے کے بعد اقتدا صحیح نہیں، یہ شخص اب جمعہ نہ پڑھے، (بلکہ ظہر پڑھ لے)۔ (خیرالفتاوی ص۹۰ ج ۳)

م:......مکبر یا مائک کی خرابی کی وجہ سے کسی کا ایک سجدہ رہ گیا اور نماز ختم ہوگئی تو کسی دوسری مسجد میں جمعہ مل سکے تو وہاں جا کر جمعہ پڑھ لے، ورنہ ظہر تنہا پڑھ لے۔

(نظام الفتاوی ص۱۱۶ ج ۶ جز:۲)

م:...... جمعہ کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔ (احسن الفتاوی ص۱۱۲ ج ۴)

نماز جمعہ کے سنن وآداب

(۱)...... جامع مسجد میں بہت سویرے جائے اور پہلی صف میں جگہ لینے کی ہمت کرے، جو شخص جتنا سویرے جائے گا اسی قدر ثواب پائے گا۔

م:...... لیکن جگہ روکنے کے لئے سویرے سے مصلی بچھا کر چلے جانا ٹھیک نہیں ہے۔

م:...... البتہ اگر پہلے سے آکر ذکر واوراد میں مشغول تھا، پھر کسی ضرورت کے لئے جانا پڑا اور کپڑا وغیرہ اپنی جگہ پر چھوڑ گیا تو مضائقہ نہیں۔

م:...... مستحب یہ ہے کہ نماز جمعہ کے لئے پیدل چل کر جائے، سواری پر جانا بھی جائز ہے۔

م:...... نماز جمعہ کے بعد طویل دعا نہ مانگے۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ص۸۹ ج ۵۔ خیر الفتاوی ص۱۰۴ ج ۳)

نوٹ:...... نماز جمعہ کے وہ مسائل جہاں حوالہ نہیں وہ تمام مسائل ''زبدۃ الفقہ'' حصہ دوم ص۱۹۹ ''نماز جمعہ کا بیان'' سے ماخوذ ہیں۔

جمعہ کی سنتیں کتنی رکعتیں ہیں اور کس طرح پڑھی جائیں؟

م:......طرفین رحمہما اللہ کے نزدیک جمعہ کے بعد سنتیں مؤکدہ چار ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک چھ ہیں۔

م:...... جمعہ کے بعد چار سنتوں کا مؤکدہ ہونا تو متفق علیہ ہے، اس کے بعد دو سنتوں کے مؤکدہ ہونے میں ائمۂ احناف مختلف ہیں، پس احتیاط اسی میں ہے کہ بعد جمعہ چھ رکعتیں پڑھی جاویں۔(امداد المفتین ص۳۴۷ ج۲)

م:......ظاہر روایت میں جمعہ کے بعد چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ سنت مؤکدہ ہیں، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چھ رکعتیں ہیں، لہذا جمعہ کے بعد چار رکعتیں ایک سلام سے سنت مؤکدہ سمجھ کر پڑھے اور اس کے بعد دو رکعتیں سنت غیر مؤکدہ سمجھ کر پڑھی جائیں۔ جو چار رکعت پر اکتفا کرتا ہے وہ قابل ملامت نہیں ہے۔(فتاوی رحیمیہ ص۳۱۲ ج۷)

م:......نماز جمعہ کے بعد چار رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں اور نہ پڑھنے والا سنت کا تارک ہے۔

(نظام الفتاوی ص۲۰۹ ج۶ جز:۱)

م:...... پہلے چار پڑھے پھر دو۔(کبیری ص۳۷۳۔عمدۃ الفقہ ص۲۹۷ ج۲)

م:......(جمعہ کے بعد کی) چھ رکعات میں بھی ہمارے یہاں ترتیب یہ ہے کہ پہلے چار اور پھر دو، لیکن راجح یہ ہے کہ پہلے دو پڑھے اور پھر چار، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے عمل سے یہی ثابت ہے۔(انعام الباری ص۱۲۱ ج۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے عمل کی روایت ''ترمذی شریف'' وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔

(ترمذی شریف، باب الصلاۃ قبل الجمعۃ و بعدھا ، کتاب الصلاۃ)

پھران چھ رکعتوں کی ترتیب میں مشائخ کا اختلاف رہا ہے، بعض مشائخ حنفیہ پہلے چار رکعات اور پھر دو رکعات پڑھنے کے قائل ہیں اور بعض اس کے برعکس صورت کو افضل قرار دیتے ہیں، یعنی پہلے دو رکعتیں پھر چار رکعتیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے آخری قول کو ترجیح دی ہے، کیونکہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آثار سے مؤید ہے۔ (درس ترمذی ص ۳۰۱ ج ۲)

م:...... بلا عذر صرف جمعہ کی دو رکعت سنت پڑھنے والا تارک سنت ہے۔ (خیر ص ۸۳ ج ۳)

م:...... جمعہ کی چار رکعت سنت کے قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد درود پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (خیر الفتاوی ص ۱۰۳ ج ۳)

م:...... جمعہ کے بعد کی چار رکعات کے قعدۂ اولی میں درود شریف پڑھ لینے سے سجدۂ سہو کا واجب ہونا مسلم نہیں، علامہ شامی رحمہ اللہ وغیرہ محققین کا اس میں اختلاف ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۱۹۰ ج ۱)

م:...... جمعہ سے پہلے کی سنت رہ جائے تو نماز کے بعد ادا کی نیت سے چار پڑھی جائیں، (قضا کی نیت نہ کرے) کیونکہ ظہر کا وقت باقی ہے، صرف ترتیب بدلی ہے۔

(خیر الفتاوی ص ۱۱۳ ج ۳)

م:...... جمعہ کی اذان ثانی کے بعد گھر میں بھی جمعہ کی سنتیں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یہ سنتیں بطریق غیر مشروع ادا کی گئی ہیں، اس لئے قاعدہ کا مقتضی یہ ہے کہ فرض جمعہ کے بعد کی چار رکعات پڑھنے کے بعد قبلیہ سنتیں دوبارہ پڑھے۔ (احسن الفتاوی ص ۱۲۱ ج ۴)

م:......خطیب کا خطبہ جمعہ سے پہلے محراب میں سنت پڑھنا مکروہ ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۳۰۸ ج ۲)

یوم جمعہ کے

چند اعمال

اس رسالہ میں جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کے چند اعمال اور معمولات ذکر کیے گئے ہیں،
جن پر عمل کرنے کے فضائل احادیث میں آئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعہ کا دن اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ دنوں کا سردار ہے، دنوں میں افضل ہے، اسے مسلمانوں کی عید کہا گیا، وقوع قیامت کے لئے یہی دن منتخب ہوا، سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت‘ آپ کا دنیا میں نزول‘ آپ کی وفات وغیرہ اسی دن ہوئی، اس دن میں حضرت جبرئیل اور دیگر فرشتوں (علیہم الصلوۃ والسلام) کی دنیا میں آمد ہوتی ہے، اس دن اعمال کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، یہ قبولیت دعا کا دن ہے، اسے مساکین کا حج تک کہا گیا، اس دن کی موت پر فتنہ قبر سے حفاظت کے ساتھ شہادت کا وعدہ ہے، یوم مزید بھی یوم جمعہ ہے‘ جس میں دیدار الٰہی ہوگا۔

(شمائل کبری ص ۴۳۰ ج ۸، یوم جمعہ کے فضائل)

سورۂ بروج میں لفظ ’’شاہد‘‘ کی تفسیر بھی جمعہ کے دن سے کی گئی ہے۔

(ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، رقم الحدیث:۳۳۳۹)

اس دن میں مخصوص سورتوں کے پڑھنے کی ترغیب اور اس پر بڑے وعدے بیان کئے گئے ہیں۔ بعض اذکار اور درود شریف بھی اس دن میں مطلوب اور باعث اجر ہیں۔ حتی کہ غسل و ناخن وغیرہ پر بھی ثواب بیان کیا گیا ہے۔ اس دن کو احتیاط سے گزارنے پر پورے ہفتہ حفاظت اور گناہوں سے بچنے اور کفارۂ ذنوب کا ذکر بھی آیا ہے۔

جمعہ کے چند مخصوص اعمال- جن پر اجر کے وعدے کئے گئے ہیں- کو اس مختصر رسالہ میں جمع کیا گیا ہے۔

کوشش کی گئی کہ ہر بات باحوالہ ہو اور اصل کتاب کی طرف مراجعت کے بعد لکھی

جائے۔

اللہ تعالی اس مختصر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور راقم و ناظرین کو اس سے استفادہ اور ان اعمال پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

۷/ جمادی الاولی ۱۴۳۹ھ مطابق: ۲۰/ جنوری ۲۰۱۸

بروز جمعرات

شب جمعہ دعا کی قبولیت کی رات ہے

(۱)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن ایک وقت ہے اگر اس وقت کوئی دعا کی جاتی ہے، اور وہ خیر کی دعاء ہے تو ضرور قبول کی جاتی ہے۔

(مسلم، باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۵۲)

(۲)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے کہ (آپ ﷺ کے پاس) حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، اور عرض کیا کہ: (یارسول اللہ!) میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے دل سے قرآن نکلتا جا رہا ہے، میں اس کے حفظ پر قادر نہیں رہا، آپ ﷺ نے فرمایا: ابوالحسن! میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ وہ تمہیں بھی فائدہ پہنچائیں گے اور جسے بتاؤ گے اس کے لئے بھی فائدہ مند ہوں گے، اور جو کچھ تم سیکھو گے وہ تمہارے سینے میں بسے گا، عرض کیا: جی ضرور سکھائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کی شب کو اگر تم رات کے آخری حصے میں اٹھ سکو تو یہ گھڑی ایسی ہے کہ فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں اور دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، چنانچہ میرے بھائی یعقوب (علیہ الصلوۃ والسلام) نے بھی اپنے بیٹوں کو یہی کہا تھا کہ میں عنقریب جمعہ کی رات کو تم لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔

(ترمذی، باب فی دعاء الحفظ ، احادیث شتی من ابواب الدعوات ، رقم الحدیث:۳۵۷۰)

شب جمعہ میں سورۂ دخان کی فضیلت

(۳)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی بھی رات سورۂ دخان پڑھتا ہے، وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کے لئے ستر ہزار

فرشتے استغفار کریں گے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی [فضل] حم الدخان ، ابواب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۲۸۸۸)

(۴)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کی رات میں سورۂ دخان پڑھی اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

(ترمذی، باب ما جاء فی [فضل] حم الدخان ، ابواب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۲۸۸۹)

(۵)......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں سورۂ دخان پڑھی اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے۔

(طبرانی کبیر ص۳۱۶ ج۸، فضال بن جبیر عن ابی اما مۃ ، رقم الحدیث:۸۰۲۶۔مجمع الزوائد ص ۳۱۵ ج۲، باب ما یقرأ لیلۃ الجمعۃ و یوم الجمعۃ ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث:۳۰۱۷)

(۶)......عبداللہ بن عیسی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: مجھے یہ خبر دی گئی کہ: جس شخص نے ایمان اور تصدیق کے ساتھ جمعہ کی رات میں سورۂ دخان پڑھی وہ صبح کو بخشا ہوا اٹھے گا۔

(۷)......ابورافع رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ: اس کی بڑی آنکھوں والی حور سے شادی کر دی جائے گی۔

(سنن دارمی ص۵۴۹/۵۵۰ ج۲، باب فی فضل حم الدخان و الحوامیم والمسبحات ، کتاب فضائل القرآن ، رقم الحدیث:۳۴۲۰/۳۴۲۱،(وفی نسخۃ:۳۴۶۳/۳۴۶۴)

شب جمعہ میں سورۂ یٰسٓ کی فضیلت

(۸)......عبداللہ بن عیسی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ: مجھے یہ خبر دی گئی کہ: جو شخص جمعہ کی رات میں سورۂ دخان اور سورۂ یٰسٓ پڑھے وہ صبح کو بخشا ہوا اٹھے گا۔

(۹)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی رات میں سورۂ یٰسین پڑھے اس کی مغفرت کردی جائے گی۔

(الترغیب والترهیب ص۲۹۸ ج۱، الترغیب فی قراءۃ سورۃ الکهف وما یُذکر معها لیلة الجمعة و یوم الجمعة)

جمعہ کے دن والدین کی قبر پر یٰسٓ پڑھنے کی فضیلت

(۱۰)...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی ہر جمعہ زیارت کی اور ان کی قبر کے پاس یٰسین پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلہ میں ان کی مغفرت فرمادیں گے، اور اس کو نیکوکار لکھیں گے۔

(الدر المنثور ص۳۱۸ ج۱۲، سورۃ یسن۔ کنز العمال، النکاح (اقوال) برالوالدین، رقم الحدیث:۴۵۴۸۶/۴۵۴۸۷)

شب جمعہ یا یوم جمعہ میں سورۂ کہف کی فضیلت

(۱۱)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی اس کے لئے دو جمعوں تک نور روشن ہوگا۔

(مستدرک حاکم ص۲۳۹ ج۲، باب سورۃ الکهف، رقم الحدیث:۳۳۹۲)

(۱۲)...... جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے گھر کے درمیان تک نور روشن فرمادیں گے۔

(کنز العمال، سورۃ الکهف، فضائل السور و الآیات والبسملة، رقم الحدیث:۲۵۹۸)

(۱۳)...... جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی، اس کے قدموں سے آسمان تک نور

چمکے گا جو قیامت کے دن اس کے لئے روشن ہوگا، اور دونوں جمعوں کے درمیانی گناہوں کی بخشش کردی جائے گی۔

(کنز العمال ، سورة الكهف ، فضائل السور و الآيات والبسملة ، رقم الحديث:۲۶۰۵)

(۱۴)......جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی وہ آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا، اگر دجال نکلا تو اس سے بھی وہ مامون رہے گا۔

(كنز العمال، سورة الكهف ، فضائل السور والآيات والبسملة ، رقم الحديث:۲۶۰۴)

(۱۵)......کیا میں تم کو ایسی سورت نہ بتاؤں جس کی عظمت سے آسمان و زمین کا خلاء پُر ہے، اور اس کے لکھنے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملتا ہے، اور جو اس کو جمعہ کے روز پڑھتا ہے دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ اور جو شخص سوتے وقت اس کی آخری پانچ آیتیں پڑھ لے تو اللہ تعالی اس کو جس وقت بھی وہ چاہے بیدار فرما دیتے ہیں، وہ سورت' سورۃ الکہف ہے۔

(كنز العمال، سورة الكهف ، فضائل السور و الآيات والبسملة ، رقم الحديث:۲۵۹۵)

(۱۶)......جس نے سورۂ کہف کی دس آیتیں پڑھ لیں وہ سر سے پاؤں تک ایمان سے بھر جائے گا۔ اور جس نے اس کو جمعہ کی رات میں پڑھا اس کے لئے صنعاء و بصری کے درمیان جتنا نور ہوگا، اور جس نے اس کو جمعہ کے دن جمعہ (کی نماز) سے پہلے یا اس کے بعد پڑھا' اس کی دوسرے جمعہ تک حفاظت کی جائے گی، اگر ان دونوں جمعوں کے درمیان دجال کا نکلنا ہوگا تو وہ اس کا پیچھا نہیں کر سکے گا۔

(كنز العمال، سورة الكهف ، فضائل السور والآيات والبسملة ، رقم الحديث:۲۶۰۳)

(۱۷)......حضرت خالد بن معادن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس نے (جمعہ کے دن) امام

کے نکلنے سے پہلے سورۂ کہف پڑھی اس کے لئے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کفارہ ہوگا، اوراس کا نور بیت العتیق تک پہنچے گا۔(خصائص یوم الجمعة ص۴۳ ، الخصوصية الثامنة والثلاثون: قراء ة "الكهف" رقم الحديث:۸۸)

شب جمعہ میں سورۂ بقرہ وآل عمران کی فضیلت

(۱۸)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ کی رات میں سورۂ بقرہ اورآل عمران پڑھے اس کا اجرایسا ہے جیسا کہ ساتوں آسمانوں اورساتوں زمینوں کے درمیان (بھر کر ہو)۔

(۱۹)......حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جو جمعہ کی رات میں سورۂ بقرہ اورآل عمران پڑھےاس کے لئے عرش سے زمین تک نور ہوگا۔

(خصائص يوم الجمعة ص۶۹، الخصوصية الرابعة والستون: قراء ة سورة البقرة وآل عمران ليلتها ، رقم الحديث:۱۷۹)

شب جمعہ میں سورۂ صافات کی فضیلت

(۲۰)......جس نے جمعہ کے دن میں سورۂ یٰسٓ اورسورۂ صافات پڑھیں، پھراللہ تعالیٰ سے جوسوال کرے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائیں گے۔

(كنز العمال، سورة يٰسٓ ، فضائل السور و الآيات والبسملة ، رقم الحديث:۲۶۹۴)

جمعہ کے دن سورۂ ھود پڑھو

(۲۱)......حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جمعہ کے دن سورۂ ھود پڑھو۔(سنن دارمی ص۵۴۵ ج۲، باب فضائل الانعام والسور، كتاب فضائل القرآن ، رقم الحديث:۳۴۰۴(وفی نسخة:۲۴۴۶)

جمعہ کی رات میں نماز اور حفظ قرآن کا نسخہ

(۲۲)...... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے، کہ (آپ ﷺ کے پاس) حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، اور عرض کیا کہ: (یارسول اللہ!) میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے دل سے قرآن نکلتا جا رہا ہے، میں اس کے حفظ پر قادر نہیں رہا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن! میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ تمہیں بھی وہ فائدہ پہنچائیں گے اور جسے بتاؤ گے اس کے لئے بھی فائدہ مند ہوں گے، اور جو کچھ تم سیکھو گے وہ تمہارے سینے میں بسے گا، عرض کیا: جی ضرور سکھایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کی شب کو اگر تم رات کے آخری حصے میں اٹھ سکو تو یہ گھڑی ایسی ہے کہ فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں اور دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، چنانچہ میرے بھائی یعقوب (علیہ الصلوۃ والسلام) نے بھی اپنے بیٹوں کو یہی کہا تھا کہ میں عنقریب جمعہ کی رات کو تم لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا، لیکن اگر اس وقت نہ اٹھ سکو تو درمیانی حصے میں اٹھ جاؤ، اور اگر اس وقت بھی نہ اٹھ سکو تو رات کے پہلے تہائی حصے میں ہی چار رکعات نماز پڑھو، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰس، دوسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ دخان، تیسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ الم سجدہ اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ملک پڑھو، پھر (قعدۂ اخیرہ میں) التحیات سے فارغ ہونے کے بعد خوب اچھے طریقے سے اللہ کی حمد وثنا بیان کرو، پھر مجھ پر اور تمام انبیاء (علیہم الصلوۃ والسلام) پر درود بھیجو، پھر تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت مانگو، پھر ان بھائیوں کے لئے بھی جو تم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو:

’’اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَکَلَّفَ

مَا لَا یَعْنِیْنِیْ ، وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ ، اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ ، اَسْأَلُکَ یَااَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَ نُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهُ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ ، اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ ، اَسْأَلُکَ یَااَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَ نُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِیْ فَاِنَّهُ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ''۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن! تم اسے تین، پانچ یا سات جمعہ تک پڑھو، اللہ تعالی کے حکم سے تمہاری دعا قبول کی جائے گی، اور اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اسے پڑھنے والا کوئی مؤمن کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: پانچ یا سات جمعے گذرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ویسی ہی مجلس میں دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں پہلے چار آیتیں یاد کرتا تھا تو جب پڑھنے لگتا بھول جاتا تھا، اور اب چالیس آیتیں یاد کرنے کے بعد بھی پڑھنے لگتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن میرے سامنے ہے۔ اسی طرح جب میں کوئی حدیث سنتا تھا تو جب پڑھنے لگتا تو وہ دل سے نکل جاتی، اور اب احادیث سنتا ہوں تو بیان کرتے وقت اس میں ایک حرف بھی نہیں چھوٹتا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم: ابوالحسن مؤمن ہے۔

(ترمذی، باب فی دعاء الحفظ ، احادیث شتی من ابواب الدعوات ، رقم الحدیث:۳۵۷۰)

جمعہ کے دن ناخن کاٹنے کے فوائد

(۲۳)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لے جانے سے پہلے اپنے ناخن، اور اپنی مونچھ کاٹتے۔

(مجمع الزوائد ص۳۱۹ ج۲، باب الاخذ من الشعر و الظفر یوم الجمعة ،کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۰۳۶۔ کنز العمال ، الزینة والتجمل ، الشمائل (اقوال) ، رقم الحديث:۱۸۳۲۲)

(۲۴)......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن ناخن کاٹے تو وہ اس کے برابر برائی سے بچے گا۔

(مجمع الزوائد ص۳۱۹ ج۲، باب الاخذ من الشعر والظفر یوم الجمعة ،کتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۰۳۷)

(۲۵)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص جمعہ کے دن ناخن کاٹے اللہ تعالی اس سے بیماری کو نکال دیں گے اور اس میں دواء (یعنی شفا) داخل کریں گے۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۹۹ ج۲، باب الغسل یوم الجمعة والطیب والسواک ،کتاب الجمعة ، رقم الحديث:۵۳۱۰)

(۲۶)......حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس نے جمعہ کے دن ناخن اور مونچھ کاٹی وہ ماءاصفر (کی بیماری) سے محفوظ رہے گا۔

(خصائص یوم الجمعة ص۳۳، الخصوصیة التاسعة والعشرون: استحباب قصّ الاظفار، رقم الحديث:۵۷)

جمعہ کے دن نماز فجر کی جماعت کی فضیلت

(۲۷)......اور نمازوں میں سے جمعہ کے دن فجر کی نماز باجماعت سے کوئی نماز افضل نہیں

ہے۔اور جو اس نماز میں حاضر ہو میں اس کے لئے مغفرت ہی کی امید رکھتا ہوں۔

(کنز العمال ، الاذکار، الصلوۃ علیہ و علی آلہ علیہ الصلوۃ والسلام ، رقم الحدیث:۲۱۰۴۲)

جمعہ کے دن عمامہ باندھنے کی فضیلت

(۲۸)......حضرت ابوالدرداءرضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالی اوراس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(مجمع الزوائد ص۳۱۹ ج ۲، باب اللباس للجمعة ،کتاب الصلوۃ رقم الحدیث:۳۰۷۵)

جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت

(۲۹)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن اس طرح غسل کیا جس طرح وہ غسل جنابت کرتا ہے' پھر وہ (جمعہ کی نماز کے لئے) چلا گیا تو گویا اس نے اونٹ کا صدقہ کیا،اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا گائے کا صدقہ کیا،اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا سینگ والے مینڈھے کا صدقہ کیا، اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا مرغی کا صدقہ کیا، اور جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے گویا انڈے کا صدقہ کیا، پس جب امام نکل آئے تو فرشتے آجاتے ہیں اور غور سے وعظ سنتے ہیں۔

(بخاری، باب فضل الجمعة ،کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۸۱)

جمعہ کے دن مسجد کا دروازہ پکڑ کر پڑھنے کی دعا

(۳۰)......اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَوْجَہَ مَنْ تَوَجَّہَ اِلَیْکَ ' وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ ' وَاَفْضَلَ مَنْ سَأَلَکَ وَ رَغِبَ اِلَیْکَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ جمعہ کے دن مسجد میں

داخل ہوتے تو مسجد کا دروازہ پکڑ کر یہ دعا پڑھتے تھے۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص۲۱۳، باب ما یقول اذا دخل المسجد یوم الجمعۃ، رقم الحدیث:۳۷۴)

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا جمعہ کو منبر پر سورہ یٰسٓ پڑھنا

(۳۱)......حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کو منبر پر سورہ یٰسٓ پڑھتے تھے۔

(الدر المنثور ص۳۱۵ ج۱۲، سورۃ یٰسٓ)

نماز جمعہ کی عجیب فضیلت

(۳۲)......کیا تم کو اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ وہ لوگ جن کو شدید گرمی، شدید سردی اور کوئی سخت حاجت بھی جمعہ سے باز نہ رکھ سکے۔

(کنز العمال، الاذکار، الصلوۃ علیہ و علی آلہ علیہ الصلوۃ والسلام، رقم الحدیث:۲۱۰۸۵)

(۳۳)......جس نے جمعہ کی نماز ادا کی اس کے لئے مقبول حج کا ثواب لکھ دیا گیا۔ اور اگر اس نے عصر کی نماز پڑھی تو اس کے لئے عمرہ کا ثواب ہے۔ اور اگر عصر کے بعد وہیں بیٹھے ہوئے وہ شام کر دے اور اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائیں گے۔

(کنز العمال، الاذکار، الصلوۃ علیہ و علی آلہ علیہ الصلوۃ والسلام، رقم الحدیث:۲۱۰۸۶)

(۳۴)......تمہارے لئے ہر جمعہ میں حج اور عمرہ (کے برابر ثواب) ہے۔ حج تو جمعہ کے لئے سب سے پہلے جانا ہے۔ اور عمرہ جمعہ کے بعد عصر کے انتظار میں بیٹھے رہنا ہے

(کنز العمال، الاذکار، الصلوۃ علیہ و علی آلہ علیہ الصلوۃ والسلام، رقم الحدیث:۲۱۱۷۳/ ۲۱۱۷۴)

(۳۵)......جمعہ کو غسل کرنا (گناہوں کا) کفارہ ہے۔ جمعہ کے لئے چلنے میں ہر قدم بیس سال کے عمل کے برابر ہے۔ پس جب وہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو دو سو سال کے

عمل کے برابر ثواب پالیتا ہے۔

(کنز العمال ، الاذکار، الصلوۃ علیه و علی آله علیه الصلوۃ والسلام ، رقم الحدیث:۲۱۰۹۰)

ایک سال کے روزوں اور قیام کے برابر اجر

(۳۶)......حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ: جوشخص جمعہ کے دن غسل کرے اور بیوی کوبھی غسل کرائے، اوراول وقت میں جمعہ کے لئے جائے،اور پیدل جائے (اورسواری پر) سوار نہ ہو،اورامام کےقریب بیٹھے،اور(دھیان سے خطبہ) سنےاورکوئی لغو(کام یابات) نہ کرےتو اس کو ہر قدم کے بدلہ میں ایک سال کے روزوں اورقیام(کی عبادت کے برابر)اجر ملے گا۔

(ابوداؤد، باب فی الغسل للجمعة ،کتاب الطهارة ، رقم الحدیث:۳۴۵۔ترمذی، باب [ما جاء] فی فضل الغسل یوم الجمعة ،کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۴۹۶۔نسائی، فضل غسل یوم الجمعة کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۱۳۸۲۔ابن ماجہ، باب ما جاء فی الغسل یوم الجمعة ، ابواب اقامة الصلوات والسنة فیها ، رقم الحدیث:۱۰۸۷)

پورے ہفتے کے گناہوں کے معافی والے اعمال

(۳۷)......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جوشخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے،اوراپنی طاقت کے مطابق پاکیزگی حاصل کرے، اوراپنے تیل میں سے تیل لگائے،یااپنے گھر میں موجودخوشبو لگائے،پھر(جمعہ کی نماز کے لئے) نکلے،اوردوآدمیوں کے درمیان تفرقہ نہ کرے،پھراتنی نماز پڑھے جتنی اس کے لئے مقدرکردی گئی تھی،پھر جب امام خطبہ دےتو وہ خاموش بیٹھارہے،تواس شخص کےاس جمعہ

اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

(بخاری، باب الدھن للجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۸۸۳۔باب لا یفرق بین اثنین یوم الجمعة ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۹۱۰)

ایک لاکھ گناہوں کو معاف کرنے والی تسبیح

(۳۸)...... **سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ وَبِحَمۡدِهٖ۔**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے بعد ایک سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے تو اس کے ایک لاکھ اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہوجائیں گے۔

(عمل الیوم واللیلة ص۲۱۴، باب ما یقول بعد صلوة الجمعة ، رقم الحدیث:۳۷۷)

پورا ہفتہ ہر برائی سے محفوظ رکھنے والا وظیفہ

(۳۹)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سات مرتبہ: ﴿ **قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ، قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ** ﴾ پڑھے تو اللہ تعالی اس کو دوسری جمعہ تک (ہر) برائی سے محفوظ رکھیں گے۔

(عمل الیوم واللیلة ص۲۱۳، باب ما یقول بعد صلوة الجمعة ، رقم الحدیث:۳۷۵)

سارے گناہ معاف کرنے والی تسبیح

(۴۰)......**اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ الَّذِىۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ وَ اَتُوۡبُ اِلَيۡهِ۔**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص

جمعہ کے دن نماز فجر سے پہلے تین مرتبہ یہ استغفار پڑھے تو اللہ تعالی اس کے گناہ معاف فرمادیں گے چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔اور ''طبرانی'' کی روایت میں ہے چاہے وہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہوں۔

(عمل الیوم و اللیلة ص۶۵، باب ما یقول صبیحة یوم الجمعة رقم الحدیث:۸۳۔مجمع الزوائد ص ۳۱۵ج۲، باب ما یقول قبل صلوة الصبح یوم الجمعة کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۳۰۱۹)

ہر دعا کی قبولیت کا وظیفہ

(۴۱)......جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے پھر مسلمانوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے، پھر سورۂ فاتحہ اور ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ گیارہ مرتبہ پڑھے، پھر اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْلَی الْاَعْلَی الْاَعْلٰی ' اَلْاَعَزِّ الْاَعَزِّ الْاَعَزِّ ' اَلْاَکْرَمِ الْاَکْرَمِ الْاَکْرَمِ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' اَلْاَجَلُّ الْاَجَلُّ ' الْعَظِیْمُ الْاَعْظَمُ ''

پھر اللہ تعالی سے جو چیز مانگے تو اللہ تعالی اسے ضرور عطا فرمائیں گے چاہے جلد ہو یا دیر سے، لیکن تم لوگ جلد باز ہوں۔

(عمل الیوم و اللیلة ص۲۱۳، باب ما یقول بعد صلوة الجمعة ، رقم الحدیث:۳۷۶)

(۴۲)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن امام کے نکلنے سے پہلے دس رکعات ادا کرے، اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے، اور آخر میں آمین کہے، اور ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ گیارہ مرتبہ پڑھے، اور ہر رکعت کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' پڑھے، پھر پڑھے: ''سُبْحَانَ

اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ‘‘۔
اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائیں گے۔

(کتاب الدعاء ‘ للطبرانی ص۴۹۶، باب فضل التسبيح يوم الجمعة ، رقم الحديث:۱۷۴۵)

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت مطلوب

(۴۴)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔

(ابوداؤد، باب تفريع ابواب الجمعة ، اول كتاب الصلوة، رقم الحديث:۱۰۴۶۔نسائی، اكثار الصلوة على النبی صلی الله عليه وسلم يوم الجمعة ،كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۱۳۷۵۔ابن ماجہ، باب فی فضل الجمعة ، ابواب اقامة الصلوات والسنة فيها ، رقم الحديث:۱۰۸۵)

اسی (۸۰) سال کے گناہوں کا معاف کرنے والا درود

(۴۵)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود (پڑھنا) پل صراط پر نور کا باعث ہے، جو شخص جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

(كنز العمال ، الاذكار، الصلوة عليه و على آله عليه الصلوة والسلام ، رقم الحديث:۲۱۴۹)

(۴۶)......آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر: ۸۰/مرتبہ درود شریف پڑھے گا اس کے اسی سال کے گناہ معاف کئے جائیں گے، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا درود پڑھا جائے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ‘‘۔(فیض القدیر ص۳۲۸ ج۴، حرف الصاد ، فصل فی المحلى بأل من هذا الحرف ، رقم الحديث:۵۱۹۱)

(۴۷)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں نقل کیا گیا ہے کہ: جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔ ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ سَلِّمْ ''

(القول البدیع ص۳۸۱، الباب الخامس فی الصلوۃ علیه الصلوۃ والسلام فی اوقات مخصوصة ، الصلوۃ علیه فی یوم الجمعة ولیلتها)

دنیا میں جنت دکھانے والا درود

(۴۸)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھا کرے گا' وہ جب تک اپنا ٹھکانا جنت میں نہ دیکھ لے گا، اس وقت تک اسے موت نہ آئے گی۔

(خصائص یوم الجمعة ص۷۲، الخصوصیة السادسة والستون: الاکثار من الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم یومها و لیلها ، رقم الحدیث:۱۸۸)

علامہ منذری رحمہ اللہ نے بھی اس طرح کی روایت نقل کی ہے، مگر اس میں جمعہ کا لفظ نہیں: اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

''من صلی علیّ فی یومٍ الف مرة لم یمت حتی یری مقعده من الجنة ''۔

(رواه ابو حفص بن شاهین كذا فی الترغیب والترهیب ص۳۲۷ ج۲۔الترغیب فی اکثار الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیه وسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: انہوں نے حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے فرمایا: جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے کو نہ چھوڑنا، یہ درود پڑھا

کرو: ’’اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ‘‘

(اخرجه ابو نعیم فی الحلیة :ص۲۳۷ ج۸ ۔خصائص یوم الجمعة ص۲۷، الخصوصیة السادسة والستون : الاکثار من الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم یومها و لیلها ، رقم الحدیث:۱۸۹)

قیامت کے دن چہرہ پر عجیب نور لانے والا درود

(۴۹)......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص آپ ﷺ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف بھیجے گا تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ایسا نور چمکتا ہوگا کہ تمام لوگ کہیں گے کہ اس نے ایسا کیا عمل کیا ہے جس سے اس کو یہ مقام ملا ہے۔

(شعب الایمان ص۱۱۲ ج۳، فضل الصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم لیلة الجمعة ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۲۷۷۴)

(۵۰)......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو وہ قیامت کے دن اس قدر نور کے ساتھ آئے گا کہ اگر اس کا نور تمام مخلوق کو تقسیم کر دیا جائے گا تو کافی ہو جائے گا۔

(کنز العمال ، الاذکار ، الصلوة علیه و علی آله علیه الصلوة والسلام ، رقم الحدیث:۲۲۴۰)

سو مرتبہ درود پڑھنے پر سو حاجتوں کا پورا ہونا

(۵۱)......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت کا خلاصہ ہے کہ: جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے گا ، اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائیں گے، ان میں سے تیس حاجتیں دنیا میں پوری فرمائیں گے، اور باقی ستر (۷۰) حاجتیں آخرت میں پوری فرمائیں گے، اور اس کا درود شریف آپ ﷺ کی خدمت میں فرشتہ اس طرح لیجا کر پیش

کرتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے پاس تحفہ اور ہدیہ بھیجتا ہے، اور بھیجنے والے کا نام اور اس کے باپ دادا اور خاندان کا نام لے کر پیش کرتا ہے۔

(کنز العمال ، الاذکار ، الصلوة علیه و علی آله علیه الصلوة والسلام ، رقم الحدیث:۲۲۳۷/ (۲۲۴۲)

۷/جمعہ پڑھنے پر شفاعت واجب کرنے والا درود

(۵۲)......حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: جو شخص سات جمعوں تک ہر جمعہ کو سات مرتبہ اس درود کو پڑھے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَ لِحَقِّہٖ اَدَاءً وَ اَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَ اجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ''۔

(القول البدیع ص۱۲۵، الباب الاول ، ط : موسسة الریان)

(۵۳)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھا، یہ اس کے لئے قیامت کے دن میرے پاس شفاعت بنے گا۔

(کنز العمال ، الاذکار ، الصلوة علیه و علی آله علیه الصلوة والسلام ، رقم الحدیث:۲۲۳۹)

سو سال کے گناہوں کو معاف کرنے والا درود

(۵۴)......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے، تو اس کے سو سال کے گناہ معاف کردیئے جائیں

گے(کنز العمال ، الاذکار ، الصلوۃ علیه و علی آله علیه الصلوۃ والسلام ، رقم الحدیث:۲۲۴۱)

جمعہ کے دن نیکی کا اجر اور برائی کا وزر بڑھ جاتا ہے

(۵۵)......حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن صدقہ کرنا اجر میں بڑھ جاتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۵۴ ج۴، فضل صلوۃ الجمعة و یومها ، کتاب الصلوۃ ، رقم الحدیث: ۵۵۵۶)

(۵۶)......حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن نیکیوں کا (اجر) اور برائیوں کا (وزر) بڑھ جاتا ہے

(۵۷)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جمعہ کے دن نیکیوں کا (اجر) کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

(کنز العمال ، الاذکار ، الصلوۃ علیه و علی آله علیه الصلوۃ والسلام ، رقم الحدیث:۲۱۰۵۷/ ۲۱۰۷۳)

(۵۷)......حضرت مسیّب بن رافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

جو جمعہ کے دن نیک کام کرے اس کا (اجر) دوسرے دنوں سے دس گنا بڑھ جاتا ہے، اور برائی کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔(یعنی برائی کا وزر بھی دس گنا بڑھ جاتا ہے)۔

(خصائص یوم الجمعة ص٦٦، الخصوصية الثامنة والخمسون : تضاعف الحسنات یوم الجمعة رقم الحدیث:۱۷۱)

جمعہ کے دن جنت واجب کرنے والے پانچ اعمال

(۵۸)......حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو جمعہ

کی نماز پڑھے، اور جمعہ کا روزہ رکھے، اور (جمعہ کے دن) کسی مریض کی عیادت کرے، اور (جمعہ کے دن) جنازہ میں حاضر ہو، اور (جمعہ کے دن) نکاح میں شریک ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

(مجمع الزوائد ص ٣١٧ ج ٢، باب ما يفعل من الخير يوم الجمعة كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ٣٠٢٨)

جمعہ درست ہو تو پورا ہفتہ درست رہتا ہے

(٥٩)...... جب جمعہ درست ہو تو سارے دن درست رہتے ہیں، اور جب رمضان درست ہو تو پورا سال درست رہتا ہے۔

(كنز العمال ، الاذكار ، الصلوة عليه و على آله عليه الصلوة والسلام ، رقم الحديث: ٢١٠٤٩)

تشریح:...... یعنی جمعہ اور رمضان میں گناہ سے بچ جائے تو اور دنوں میں اور پورے سال میں گناہ سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

کبائر سے اجتناب ہو تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں سے کفارہ ہے

(٦٠)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: پانچوں نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ تک (گناہوں کا) کفارہ ہے جو ان کے درمیان کئے گئے ہوں، جب تک کہ وہ کبائر کا اجتناب کرتا ہو۔

(مسلم ، باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة و رمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنب الكبائر ، كتاب الطهارة ، رقم الحديث: ٢٣٣)

جمعہ کو والدین کی قبر کی زیارت کی فضیلت

(۶۱)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو ہر جمعہ اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کردی جائے گی، اور وہ (والدین کا) فرماں بردار لکھ دیا جائے گا۔

(طبرانی (اوسط)، رقم الحدیث:۲۳۳۔خصائص یوم الجمعة ص۸۷، الخصوصیة السادسة والسبعون : زیارة القبور یومها و لیلتها ، رقم الحدیث:۲۰۰)

جمعہ کے دن روزہ اور صدقہ پر گناہوں کی معافی

(۶۲)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے، پھر جمعہ کے دن اپنے مال میں سے تھوڑا یا زیادہ صدقہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف فرمادیں گے، اور ایسا پاک کردیں گے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔(طبرانی (اوسط) ، رقم الحدیث:۲۳۳۔ کنز العمال ، صوم النفل ، الصوم (اقوال) ، رقم الحدیث:۲۴۱۶۷)

(۶۳)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتیوں، یاقوت اور زمرد سے عالیشان محل بنائیں گے، اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کی آگ سے برائت لکھ دیں گے۔

(کنز العمال ، صوم النفل ، الصوم (اقوال) ، رقم الحدیث:۲۴۱۶۸)

(۶۴)......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایسا گھر بنائیں گے جس کا ظاہر، باطن سے دکھائی دے گا اور باطن، ظاہر سے۔ (کنز العمال ، صوم النفل ، الصوم (اقوال) ، رقم الحدیث:۲۴۱۶۹)

جمعہ کے دن نکاح مستحب ہے

اس مختصر مقالہ میں جمعہ کے دن نکاح کے مستحب ہونے پر چند مفید باتیں لکھی گئی ہیں

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعة القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

صرف برطانیہ ہی میں نہیں یورپ بلکہ اب تو ہندوستان کے کئی شہروں اور قصبوں بلکہ دیہاتوں تک میں سنیچر یا اتوار کو نکاح کا رواج شروع ہوگیا ہے، اوراس میں کوئی شک نہیں کہ نکاح کے لئے کوئی دن مخصوص نہیں ، تمام دنوں میں جائز ہے، اور رخصت وتعطیل کی مجبوری اور دور سے بارات کی آمد کی وجہ سے کوئی سنیچر یا اتوار کو نکاح کرے تو کوئی حرج بھی نہیں۔

جمعہ کے فضائل

لیکن جمعہ کا دن اسلام میں ایک بابرکت دن ہے،اس کے بڑے فضائل اور خصائص احادیث میں آئے ہیں۔اس دن کو دنوں کا سردار' بڑے مرتبہ کا حامل' عید کا دن بلکہ عید کے دن سے افضل' سب سے بہتر دن' فرمایا۔حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت کا دن یہی' اسی دن آپ زمین پر اتارے گئے،اسی دن جنت میں داخل ہوں گے، قیامت کے وقوع کا دن بھی یہی،اس دن میں دعا کی قبولیت کی بشارت،حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زمین پر آمد کا دن،اسی دن ہر مسجد میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں،اس دن اعمال کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جانے والوں کو حج کا ثواب اور جمعہ کے عصر کے منتظر کے لئے عمرہ کا ثواب اسی دن کی خصوصیت ہے،آخرت میں جمعہ کا دن اللہ کی زیارت کا دن ہے،اس دن وفات پانے والے کے لئے قبر سے عذاب کی حفاظت کا وعدہ،شب جمعہ میں سورۂ دخان پڑھنے پر مغفرت کا وعدہ،اس دن میں درودشریف کے ورد کی کثرت مطلوب۔

ان فضائل کی وجہ سے مناسب ہے کہ نکاح جیسا اہم عمل اور آپ ﷺ اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی اس سنت کو جمعہ کے دن ادا کیا جائے ،اوراس میں عصر

کے بعد کا وقت ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

جمعہ کے دن عصر کے بعد کا وقت

جمعہ کے دن عصر کے بعد کا وقت بطور خاص اہمیت کا حامل ہے: حدیث میں ہے کہ:

(۱)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ قبولیت کا وقت جس کا جمعہ میں امید وانتظار کیا جاتا ہے، اسے عصر سے لے کر مغرب تک تلاش کرو، اور وہ ایک مٹھی کے برابر ہے۔

(۲)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن سولہ گھنٹے ہیں، اس میں ایک ایسا وقت ہے جس میں جو دعا کی جاتی ہے قبول ہو جاتی ہے، اسے آخر وقت عصر کے بعد تلاش کرو۔

(۳)......آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ وقت جمعہ کا جس میں کوئی مؤمن دعا کرتا ہے کسی بھلائی کی تو وہ قبول کی جاتی ہے، وہ عصر کے بعد ہے۔ (شمائل کبری ص ۴۱۹ ج ۸)

(۴)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نقل کیا گیا ہے کہ: جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اسی (۸۰) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا: ''اللھم صلی علی محمد ن الامی وعلی الہ وسلم تسلیما''۔ (القول البدیع ص ۱۸۹)

اس مختصر مقالہ کا مقصد یہی ہے کہ امت میں یہ مستحب طریقہ زندہ ہو جائے، اور بلا کسی خاص مجبوری کے ہمارے نکاح کی مجلس مسجد میں جمعہ کے دن اور عصر کے بعد منعقد ہو۔

اللہ تعالی اس مختصر مقالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور مجھے بھی اور ناظرین کو بھی اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

ار شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ، مطابق: ۱۸ر اپریل ۲۰۱۸، بدھ

نکاح ہر وقت اور ہر دن جائز ہے

شریعت مطہرہ میں نکاح کے لئے کوئی دن اور کوئی وقت طے نہیں، ہر وقت‘ ہر دن‘ ہر مہینے میں جائز ہے، تاہم جمعہ کا دن بابرکت ہے، جمعہ کے فضائل بکثرت احادیث میں آئے ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ نکاح بھی جمعہ کے دن ہو۔ فقہاء نے جمعہ کے دن نکاح کو مستحب لکھا ہے، اور صاحب تحفة المحتاج و نهاية المحتاج نے تو مسنون لکھا ہے، بعض ضعیف روایات میں جمعہ کے دن نکاح کے فضائل بھی آئے ہیں:

جمعہ کے دن پانچ اعمال پر وجوب جنت کی بشارت

(۱)......عن ابی امامة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: من صلی الجمعة‘ و صام یومه‘ و عاد مریضا‘ و شهد جنازة‘ وشهد نکاحا‘ وجبت له الجنة۔

(مجمع الزوائد ص۳۷۳ ج۴، باب ایّ یومٍ یکون التزویج، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۷۵۰۹۔

کنز العمال، خماسیات الترغیب، المواعظ والحکم، رقم الحدیث:۴۳۵۲۰۔

طبرانی (اوسط) رقم الحدیث: ۲۳۴۸)

ترجمہ:......حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھی‘ روزہ رکھا‘ مریض کی عیادت کی‘ جنازہ میں شریک ہوا‘ نکاح کی مجلس میں حاضر ہوا، اس کے لئے جنت واجب ہے۔

فائدہ:...... جب جمعہ کے دن عقد نکاح ہوگا تب نہ اس میں شریک ہوگا اور یہ فضیلت پائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد: جمعہ کا دن نکاح کا دن ہے

(۲)......عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : یوم الأحد یوم غرس وبناء ، ویوم الاثنین یوم السفر، ویوم الثلثاء یوم الدم ، ویوم الأربعاء یوم اخذ ولا عطاء فیہ ، ویوم الخمیس یوم دخول علی السلطان، ویوم الجمعة یوم تزویج وباء ة۔

(مجمع الزوائد ص۳۷۳ ج۴، باب ایّ یومٍ یکون التزویج ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۷۵۰۹)

ترجمہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر میں ہے کہ: اتوار کا دن رخصتی کا، پیر کا دن سفر کا، منگل کا دن پچھنا لگانے کا' (یعنی خون کا)، بدھ کا دن (معاملہ کے) لینے اور دینے کا، جمعرات کا دن بادشاہ کے دربار میں جانے کا، اور جمعہ کا دن نکاح کا دن ہے، اور (شادی شدہ کے لئے) عورتوں سے ملنے کا۔

فقہاء ومحدثین کی عبارتیں

(۳)......ویندب اعلانہ و تقدیم خطبة وکونہ فی مسجد یوم جمعة ، وفی الشامی: قولہ:(یوم جمعة) ای وکونہ یوم جمعة۔

(شامی ص۶۷ ج۴، مطلب : کثیرا ما یتساھل فی اطلاق المستحب علی السنة ، کتاب النکاح ، مکتبہ دار الباز ، مکة المکرمة)

(۴)......ویسن ان یعقد فی یوم الجمعة۔

(تحفة المحتاج و نھایة المحتاج ص۲۵۵ ج۷)

(۵)......وتستحب الخطبة یوم الجمعة بعد العصر۔

(فتاوی البرزلی جامع مسائل الاحکام لما نزل من القضایا بالمفتین والحکام ، للامام ابی القاسم بن احمد المالکی ص۱۸۲ ج۲)

(۶)......ویستحب عقد النکاح یوم الجمعة ، لان جماعة السلف استحبوا، ذلک منهم سمرة بن حبیب وراشد بن سعید وحبیب بن عتبة ، ولانه یوم شریف و یوم عید فیه خلق الله آدم علیه السلام ، والمسایة أولی بان ابا حفص روی باسناده عن ابی هریرة رضی اللله عنه:" امسوا بالاملاک ' فانه اعظم للبرکة " ولانه اقرب الی مقصوده۔(المغنی ص۴۳۵ ج ۷،دارالکتب العملیة)

(۷)......ویستحب عقد النکاح فی المسجد لانه عبادة ' وکونه یوم الجمعة۔
(فتح الباری ص۱۰۲ ج ۳)

(۷)......وینبغی ان یراعی فیه ایضا فضیلة الزمان لیکون نورا علی نور' وسرورا علی سرور ، قال ابن الهمام رحمه الله : ویستحب مباشرة عقد النکاح فی المسجد یوم الجمعة ، وهو اما تفاؤلا للاجتماع أو توقع زیادة الثواب أو لانه یحصل به کمال الاعلان۔(مرقاة شرح مشکوة ص۲۸۵ ج ۶، باب اعلان النکاح)

(۸)......ولذا استحب له یوم الجمعة لهذه العلة بعینها۔
(اعلاء السنن ص۱۱ ج ۹، کتاب النکاح ، باب استحباب الاعلان بالنکاح ، رقم الحدیث:۳۰۶۶)

(۹)......ویستحب ان ینعقد النکاح یوم الجمعة مساء، لحدیث ابی هریرة رضی الله عنه مرفوعا:"امسوا بالأملاک ' فانه اعظم للبرکة" ولان الجمعة یوم شریف ویوم عید ' والبرکة فی النکاح مطلوبة ، فاستحب له اشرف الایام طلبا للبرکة ، والامساء به ' لان فی آخر النهار من یوم الجمعة ساعة الاجابة۔
(الفقه الاسلامی وادلته ص۱۲۴ ج ۷، المبحث الخامس : مندوبات عقد الزواج ، دار الفکر)

اکابر کے چند فتاوی

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا فتوی

(۱۰)......حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کا فتوی

سوال:......عصر اور مغرب کے درمیان عقد نکاح کرنا خلاف اولی ہے یا نہیں؟

الجواب:......عصر اور مغرب کے درمیان نکاح غیر اولی یا مکروہ نہیں ہے، لعدم دلیل الکراھة فی الدر المختار :''ویندب اعلانه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد یوم جمعة '' الخ ۔ یوم جمعہ اپنے اطلاق کی وجہ سے تمام یوم کو شامل ہے، بعد عصر کا وقت بھی اس میں داخل ہے ۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند مکمل و مدلل ص ۱۱۸ ج ۷، سوال نمبر: ۱۷۸، کتاب النکاح)

''فتاوی دینیہ'' کا فتوی

''فتاوی دینیہ'' (ص ۲۰۰ ج ۳) میں ہے:

عصر کے بعد نکاح خوانی رکھنا نہ تو افضل ہے اور نہ مکروہ ۔ (فتاوی دار العلوم)

بظاہر اس میں تسامح ہے، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کی روایت اور بعض اکابر کی عبارتوں سے عصر کے بعد نکاح کا ہونا افضل معلوم ہوتا ہے ۔ اور ''فتاوی دار العلوم'' کی عبارت بھی اولی پر دلالت کرتی ہے، اس میں ہے کہ: ''عصر اور مغرب کے درمیان نکاح غیر اولی یا مکروہ نہیں ہے''، یعنی غیر اولی اور کراہت کی نفی ہے، اور نفی نفی مل کر اثبات ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ: عصر کے بعد نکاح غیر اولی نہیں ہے، یعنی اولی ہے، فتدبر ۔

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہم کا فتوی

(۱۱)...... بروز جمعہ نکاح کی فضیلت ایک حدیث سے ثابت ہے، لیکن یہ حدیث انتہائی

ضعیف ہے، اس لئے اس کو مسنون نہیں کہنا چاہئے، زیادہ سے زیادہ مستحب اور بہتر عمل کہہ سکتے ہیں، نیز مالکیہ' شافعیہ اور حنابلہ کے یہاں بھی مستحب ہے۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا ص ۱۵۱ ج ۳)

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب مدظلہم کا فتوی

(۱۳)......شادی کے لئے بہترین دن جمعہ کا ہے۔ (کتاب النوازل ص ۸۲ ج ۸)

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب مدظلہم کی تحقیق

(۱۲)......(نکاح کے لئے) جمعہ کا دن ہوتو زیادہ بہتر ہے۔ یہ بھی بہتر ہے کہ شام کا وقت ہو، اس سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی منقول ہے۔

(قاموس الفقہ ص ۲۳۶ ج ۵)

فقہ شافعی کی صراحت

(۱۳)......فقہ شافعی کی ''تحفۃ الباری فی الفقہ الشافعی'' (ص ۱۱ ج ۳) میں ہے:

نیز نکاح مسجد میں بروز جمعہ لوگوں کے مجمع کے روبرو اور دن کے ابتدائی حصہ میں سنت ہے، کیونکہ دن کے ابتدائی حصے میں آپ ﷺ نے اپنی امت کے حق میں برکت کی دعا فرمائی ہے۔

خاتمہ......شوال میں نکاح

(۱)......عن عائشة رضی الله عنها قالت : تزوّجنی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شوّال ، وبنٰی بی فی شوّال ، فایُّ نساء رسول الله صلی الله علیه وسلم کان احظی عنده منّی ؟ قال : وکانت عائشة رضی الله عنها تستحب ان تدخل نساء ها فی شوّال۔

(مسلم، باب استحباب التزوج والتزويج فی شوال ، و استحباب الدخول فيه ، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۱۴۲۳)

ترجمہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شوال میں شادی فرمائی، اور میری رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی عورتوں میں مجھ سے زیادہ کون محبوب عورت آپ کی تھیں؟۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کی عورتوں کی رخصتی شوال میں پسند فرماتی (اور بہتر سمجھتی) تھیں۔

تشریح:......''مسلم شریف'' کے علاوہ ''ترمذی'' اور ''ابن ماجہ'' وغیرہ کتب احادیث میں اس پر مستقل باب قائم کیا ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی الاوقات التی یُستحَبُّ فیها النکاح ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث: ۱۰۹۳۔ابن ماجہ، باب متی یستحب البناء بالنساء ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۱۹۹۰)

(۲)......انّ النبی صلی الله علیه وسلم تزوج ام سلمة فی شوال وجمعها فی شوال ،

(ابن ماجہ، باب متی یستحب البناء بالنساء ، کتاب النکاح ، رقم الحدیث:۱۹۹۱)

ترجمہ:......نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں شادی فرمائی اور شوال میں صحبت بھی کی۔

تشریح:.......ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی شوال سن: ۷ر ہجری میں ہوا ہے۔

(۳)......اخرج ابن سعد : اخبرنا محمد بن عمر ، حدثنا موسی بن ابراهيم ، عن ابيه قال : تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم في شوال، الخ ۔

(۴)......قال الحافظ في "الاصابة" و ذكر ابن سعد بسند له : انه تزوجها في شوال سنة سبع ، الخ ۔

(الطبقات الكبرى ص۱۳۳ ج۸ ۔الاصابة ص۳۹۸ ج۴ ۔بذل المجهود في حل سنن ابى داؤد ص۲۲۱ ج۷ باب المحرم يتزوج ؟، كتاب المناسک، تحت رقم الحديث:۱۸۴۳،ط: دار البشائر الاسلامية)

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نکاح کا انعقاد مسجد میں ہو اور ماہ شوال میں ہو یہ مستحب اور بہتر ہے:" و يستحب ان يعقد في المسجد وفي شهر شوال "۔

(اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين ص۱۰۰ ج۶ ،كتاب آداب النكاح، الباب الثانى)

امام نووی رحمہ اللہ نے "شرح مسلم" میں صراحت فرمائی ہے کہ: اس حدیث میں شوال میں نکاح اور رخصتی کا مستحب ہونا معلوم ہوا، اور ہمارے اصحاب نے اس حدیث کی وجہ سے اس کے مستحب ہونے پر استدلال کیا ہے۔ بعض عوام جو شوال میں نکاح اور رخصتی کی کراہیت کا گمان رکھتے ہیں، ان کا یہ گمان باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔

"فيه استحباب التزوج والتزويج والدخول في شوال ، وقد نص اصحابنا على استحبابه ، واستدلوا بهذا الحديث.....وما يتخيله بعض العوام اليوم من كراهة التزوج والتزويج والدخول في الشوّال ، وهذا باطل لا اصل له۔

(مسلم، باب استحباب التزوج والتزويج في شوال ، واستحباب الدخول فيه ، كتاب النكاح ، تحت رقم الحديث:۱۴۲۳)

زمانۂ جاہلیت میں شوال کے مہینے کو نکاح کے تعلق سے منحوس سمجھا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یہ تصور غلط ہے، اس لئے کہ میرا نکاح آنحضور ﷺ کے ساتھ شوال میں ہوا، اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی ہے، اور کون سی بیوی ہے جو مجھ سے زیادہ آنحضور ﷺ کی چہیتی تھیں؟ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کی لڑکیوں کی رخصتی شوال میں کیا کرتی تھیں، تاکہ جاہلیت کے تصور کی عملی طور پر تردید ہو۔

(تحفۃ الالمعی ص ۵۰۹ ج ۳)

شوال کی وجہ تسمیہ

شوال: تشویل سے مشتق ہے، اور تشویل کے معنی عربی میں اونٹنی وغیرہ کا دودھ کم اور خشک ہوجانے کے آتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے: ''شوّل لبن الناقة'' یعنی اونٹنی کا دودھ کم ہوگیا، اور ''وشولت النوق'' یعنی اس کا دودھ بالکل خشک ہوگیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں عام خیال تھا کہ رمضان کا مہینہ مبارک ہے، اور شوال کا منحوس ہے، اسی وجہ سے اس مہینہ میں شادی بیاہ وغیرہ نہیں ہوتے تھے، اور عام طور سے اس مہینہ میں ان تعلقات کے پیدا کرنے کو برا سمجھتے تھے۔

ان لوگوں کے اعتقاد کے مطابق زمانہ کی برکات جو رمضان میں ہوتی تھیں وہ شوال میں اونٹنی کے دودھ کی طرح خشک ہوجاتی تھیں، اس وجہ سے اس مہینہ کا نام ہی شوال پڑ گیا۔ (فضائل ایام وشہور ۱۶۵)

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

عیدگاہ شہر سے باہر ہو

عید کی نماز عیدگاہ میں سنت مؤکدہ ہے۔اور عیدگاہ کے لئے ضروری ہے کہ شہر سے باہر ہو، قصبہ کے ان میدانوں میں جو بستی کے حدود میں ہوں' عید کی نماز ادا کرنے سے عیدگاہ کی سنت ادا ہوگی؟ اس رسالہ میں اس موضوع پر اکابر کے فتاوی وتحریرات کا مختصر خلاصہ نقل کیا گیا ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

پیش لفظ

عید کی نماز عید گاہ میں ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے، کتب فقہ وفتاوی کی دسیوں کتابوں میں اس پر صراحت مذکور ہے۔ میرے استاذ محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہم نے اپنے رسالہ ''عیدگاہ کی سنیت'' میں بکثرت حوالے نقل فرمادیئے ہیں۔ تفصیل کے طالبین اس رسالہ کی طرف رجوع فرماسکتے ہیں۔

فقہاء وارباب افتاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدگاہ کا قیام آبادی سے باہر ہو، اگر عید کی نماز اس عیدگاہ یا میدان میں پڑھی جائے جو آبادی کے حدود کے اندر ہوتو اس سے عیدگاہ کی سنیت ادا ہوگی یا نہیں؟ اس مضمون میں صرف اس بات کی صراحت مقصود ہے کہ اس صورت میں عید کی سنیت ادا نہیں ہوگی، ہاں عید کی نماز ادا ہوجائے گی۔

چونکہ اب برطانیہ میں لیسٹر کے بعد بعض اور بستی کے باشندے بھی عیدگاہ میں نماز عید کی کوشش کر رہے ہیں، یقیناً یہ اقدام اگر خالص احیائے سنت کی نیت سے ہوتو قابل مبارک باد ہے، لیکن مسئلہ کی صحیح نوعیت وتحقیق بھی معلوم کرنی چاہیئے کہ جس قصبہ وآبادی میں میدان یا عیدگاہ بستی کے حدود کے اندر ہوتو ہماری یہ محنت قابل تعریف ہے یا ترک۔

علماء دیوبند کا مزاج ورویہ ہمیشہ حق کی اطاعت وشیوہ رہا ہے، اس لئے حق کے ظاہر ہوجانے کے بعد علماء کی ذمہ داری ہے کہ صحیح تحقیق پر عمل کریں، دل کی چاہت اور طبعی تقاضہ کو چھوڑ دیں، چاہے اس میں اپنی خواہش نفسانی کو دبانا پڑے۔

اللہ تعالی اس مختصر رسالہ کو مفید اور نافع بنائے اور ہم سب کو اہل حق کی اتباع اور اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ مرغوب احمد لاجپوری

مؤرخہ ۱۱/ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۲۰۱۲ء، بروز جمعہ

احادیث نبوی ﷺ

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی۔

(بخاری ص۱۳۱ ج۱، کتاب العیدین ، باب الخروج الی المصلی)

عن ابن عمر : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یغدو الی المصلی فی یوم عید۔(ابن ماجہ ص۹۲،باب ماجاء فی الحربة یوم العید)

اخرج الطبرانی فی الکبیر بضعف عن علی قال : الخروج الی الجبان فی العیدین من السنة ، کذا فی الجمع الفوائد۔

(اعلاء السنن ص۱۱۲، باب الخروج یوم الفطر والاضحی الی المصلی)

عبارات محدثین

”ذلک (ای الخروج الی الصحراء لصلوة العید) افضل من صلاتها فی المسجد“۔(فتح الباری،ص۵۷۲ ج۲)

ان البروز الی المصلی والخروج الیه ، ولا یصلی فی المسجد الا عن ضرورة، وروی ابن زیاد عن مالک قال : السنة الخروج الی الجبانة“،

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ص۱۷۱ ج۵، باب الخروج الی المصلی)

علامہ نواب قطب الدین خان دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مدینہ منورہ کی عیدگاہ شہر سے باہر ہے،جس کا فاصلہ کہتے ہیں کہ حجرہ شریف سے ایک ہزار قدم ہے۔(مظاہر حق ص۹۲۶ ج۱)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز شہر سے باہر جنگل میں ادا فرماتے تھے۔

(مظاہر حق ص۹۴۲ ج۱)

عبارات فقہاء

"(والخروج اليها) اى الجبانة لصلوة العيد (سنة وان وسعهم المسجد الجامع) هو الصحيح "۔(درمختار ص۴۹ ج۳، باب العيدين)

و فى الخلاصة والخانية : " السنة ان يخرج الامام الى الجبانة ويستخلف غيره ليصلى فى المصر بالضعفاء " انتهى۔

(شامی ص۴۹ ج۳، باب العيدين ، مطلب : يطلق المستحب على السنة وبالعكس)

"الاصح انه يأثم بترك المؤكدة كالواجب "اه ،كما صرح به فى المبسوط"۔

(شامی ص۴۵ ج۳، باب العيدين ، مطلب : فى الفال والطيرة)

" أوخروج الى الجبانة لصلوة العيد سنة وان كان يسعهم المسجد الجامع " ۔

(بحر الرائق ص۱۵۹ ج۱، باب العيدين)

" فى الدر المختار: (والخروج اليها) اى الجبانة لصلوة العيد (سنة وان وسعهم المسجد الجامع) هو الصحيح "۔(ص ۸٦۷ ج۱ ص ٦۷۷)

" ثم خروجه ماشيا الى الجبانة وهى المصلى العام " کی شرح میں علامہ شامی رحمہ اللہ "بحر الرائق" کے حوالہ سے فرماتے ہیں: (قوله المصلى العام) أى فى الصحراء ، بحر عن المغرب۔(شامی ۱/۶۱۲)

"وفى المغرب : الجبانة المصلى العام فى الصحراء "۔(بحر الرائق ۲/۱۷۱)

" ثم الافضل الصلوة فى المصلى خارج المصر للتوارث "۔(رسائل الارکان ۱۲۲)

قال ابن الملک : یعنی کان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ العید فی الصحراء الا اذا اصابھم مطر فیصلی فی المسجد ، فالافضل اداء ھا فی الصحراء فی سائر البلدان وفی مکۃ خلاف ، اھ۔ (مرقات شرح مشکوۃ ۲/۲۹۸۔ بذل المجہود ص۲۵۶ ج۵)

قولہ : ویخرج الی المصلی لصیغۃ المجھول وھو موضع فی الصحراء یصلی فیہ صلوۃ العیدین ویقال لہ الجبانۃ .... لکن الخروج الی الجبانۃ سنۃ مؤکدۃ۔

(شرح الوقایہ ص۲۴۵ ج۱، باب العیدین)

(قولہ المصلی العام) ھو الذی یکون فی الصحراء افادہ فی البحر۔

(ص۵۶۰ ج۱)

"ثم الخروج الی الجبانۃ سنۃ وان وسعھم الجامع"۔

(مجالس الابرار ص۲۱۲، مجلس ۳۳)

" الخروج الی المصلی وھی الجبانۃ سنۃ وان کان یسعھم الجامع"۔

(کبیری ص۵۲۹۔ محیط برہانی ص۴۸۴ ج۲۔ تاتارخانیہ ص۸۸ ج۲، شرائط صلوۃ العیدین)

فان خصوص التوجہ الی المصلی مندوب وان کان وسعھم المسجد۔

(الطحطاوی علی المراقی ص۴۳۵، باب العیدین)

ثم التوجہ الی المصلی وھو الموضع الذی یجتمع فیہ الناس مع الامام لصلاۃ العید ، ویسمی جبانۃ ۔(شرح العینی علی کنز الدقائق ۱۰۱ ج۱، باب فی احکام صلاۃ العیدین)

حضرت مولانا امیر علی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سنت یہی ہے کہ گھر سے نکل کر نماز کے لئے جبانہ کی طرف جانا چاہیے، اس جبانہ سے مراد ہے شہر کے باہر جانا۔ (عین الہدایہ ص۵۶۰ ج۲)

خلاصۂ احادیث وعبارات

ان احادیث وعبارات سے معلوم ہوتا ہے عید کی نماز مصلی و جبانہ میں پڑھنا سنت ہے اور جبانہ وصحراء کا وقوع آبادی کے باہر ہوا کرتا ہے، لہذا قصبہ کی حدود کے اندر نماز عید پڑھنے سے سنت ادانہیں ہوگی۔آگے فتاوی میں اس کی صراحت موجود ہے کہ جبانہ سے مراد آبادی کی حددو سے باہر کی جگہیں مراد ہیں۔

حضرت مولا نامفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مغرب میں لکھا ہے کہ: جبانہ نماز کی وہ جگہ ہے جو جنگل میں بنائی جاوے، جیسے عیدگاہ۔

(مرغوب الفتاوی ص۱۲۹ج۳)

آگے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے ہمارے اکابر کے فتاوی نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں، جن سے پتہ چلے گا کہ آبادی کے حددو میں نماز عید پڑنے سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟

اکابر علماء وارباب افتاء کے فتاوی

(۱)......حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کا فتوی

’’قولہ :یخرج الی المصلی ‘‘مصلی ’بصیغۂ اسم مفعول صحراء میں وہ جگہ ہے جہاں عیدین کی نماز پڑھی جائے اور اسے جبانہ بھی کہتے ہیں۔

(مجموعۃ الفتاوی ص۳۷۵ج۱،کتاب الصلوۃ)

(۲)......حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ کے فتاوی

سوال:......بازار کو جبانہ قرار دے سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب:......’’ثم خروجه ماشيا الى الجبانة وهى المصلى العام ،الخ در مختار اى فى

الصحراء''معلوم ہوا کہ جبانہ مصلی عام ہے جو صحراء میں ہو پس بازار جبانہ نہیں ہے۔
(فتاوی دار العلوم دیوبند مکمل مدلل ص۱۴۹ ج۵)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں: بلکہ مسنون صرف یہ ہے کہ شہر سے باہر جا کر نماز عیدین ادا کی جائے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند مکمل مدلل ص۱۶۶ ج۵)

(۳)......حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے فتاوی

عیدین کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا اسی غرض سے بنائی ہوئی عیدگاہ میں پڑھنی سنت ہے، اگرچہ شہر کی مسجد میں پڑھ لینی بھی جائز ہے، مگر اعلی وافضل ومسنون باہر پڑھنا ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۹۶ ج۳)

عیدین کی نماز ادا کرنے کا طریقہ مسنونہ ومتوارثہ سلفا وخلفا یہی ہے کہ شہر کے باہر میدان میں ادا کی جائے......میدان میں نماز پڑھنے سے یہی مراد ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر جا کر میدان میں پڑھی جائے۔ بعض عبارات میں لفظ''صحراء'' واقع ہے جو آبادی سے باہر کے میدان پر ہی صادق آتا ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۹۷ ج۳)

عید کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے۔
(کفایت المفتی ص۳۰۴ ج۳)

عید کی نماز آبادی سے باہر جا کر میدان میں یا عیدگاہ میں ادا کرنا سنت ماثورہ قدیمہ ہے۔ (کفایت المفتی ص۳۰۵ ج۳)

(۴)......حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کے فتاوی

سوال:......شرعاً صحراء کس کو کہتے ہیں؟ جہاں عیدین کی نمازیں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے؟
الجواب:...... جہاں مکانات نہ بنے ہوئے ہوں، مکاناتِ آبادی سے باہر جو میدان ہو وہ

عیدگاہ کا محل مسنون ہے۔

سوال:...... کس قسم کے میدان میں عیدین کی نمازیں پڑھنا چاہئے؟ کیا عیدگاہ کا شہر سے باہر ہونا شرط ہے؟ اگر شرط ہے تو یہاں شہر سے کیا میونسپلٹی حدود مراد ہے یا بازار اور بستی وغیرہ؟

الجواب:...... حدودِ میونسپلٹی سے باہر ہونا مراد نہیں، بلکہ مکانات وآبادی سے باہر ہونا مراد ہے۔

سوال:...... شہر کی میونسپلٹی کے اندر مگر بازار وغیرہ کے باہر کوئی کھلی ہوئی جگہ (میدان) ملے تو اسی کو عیدگاہ بنانے میں شرعاً کوئی مضائقہ ہے یا نہیں؟

الجواب:...... اوپر کے جواب سے معلوم ہو چکا۔

سوال:...... میونسپلٹی کی حدود کے اندر عیدگاہ ہونے سے اگر تین ہزار لوگ جمع ہوں اور باہر ہونے سے تین سو ہوں تو کہاں عیدگاہ بنانا افضل ہوگا؟

الجواب:...... اوپر گذر چکا کہ حدودِ میونسپلٹی سے باہر ہونا عیدگاہ کا ضروری نہیں، صرف آبادی سے باہر ہونا چاہئے اور زیادہ دور بھی ہونا ضروری نہیں۔

سوال:...... اگر شہر کے لئے اندر یا باہر کوئی عیدگاہ نہ ہو، مگر شہر کے اندر سرکاری یا غیر سرکاری ایسے وسیع میدان ہوں (مدرسہ، اسکول، کالج کے میدان) جہاں باجازت مالک شہر کے لوگ ایک جا ہو کر بہت بڑی جماعت کے ساتھ عیدین کی نماز ادا کر سکتے ہیں، وہاں عیدین کی نمازیں میدان میں پڑھنا بہتر ہوگا یا مختلف مساجد میں چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں ادا کرنا بہتر ہوگا؟

الجواب:...... نمازِ عید تو اس صورت میں صحیح ہو جائے گی، مگر سنت ادا نہ ہوگی، سنت یہی ہے

کہ شہر کی آبادی سے باہر عیدگاہ ہو۔

سوال:......رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ شہر کے چاروں طرف شہر پناہ دیوار تھی یا نہیں؟ برتقدیر اول آپ ﷺ کی عیدگاہ اندر تھی یا باہر؟

الجواب:......ہاں مدینہ منورہ کی شہر پناہ تھی اور رسول اللہ ﷺ کی عیدگاہ شہر پناہ سے باہر تھی، مگر ظاہر یہ ہے کہ شہر پناہ حضور ﷺ کے بعد بنائی گئی ہے، حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں بنائی گئی۔ حضور ﷺ کے زمانے میں مدینہ کی تین جوانب تو کھجور کے درختوں اور عمارتوں سے محفوظ تھیں اور ایک جانب کھلی ہوئی تھی۔ ادھر غزوۂ احزاب میں خندق بنائی گئی اور عیدگاہ خندق سے باہر فاصلہ پر تھی یا خندق کے اندر تھی؟ اس کی تحقیق نہیں ہوسکی۔ ہاں "خلاصۃ الوفاء" میں امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مسجد نبوی (ﷺ) اور عیدگاہ میں ہزار ذراع کا فاصلہ تھا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کی شہر پناہ جو حضور ﷺ کے بعد بنی ہے، عیدگاہ اس شہر پناہ کے باہر تھی۔ (۱۷۷و۱۷۸) واللہ اعلم۔

سوال:......روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عیدگاہ شہر کے باہر تھی، یہاں شہر سے کیا مراد ہے؟ اور شہر کے باہر عیدگاہ ہونے میں کیا مصلحت ہے؟ خاص کر اس طرف عیدگاہ کرنے کی کوئی وجہ ترجیح بھی تھی یا یہ ایک اتفاقی بات تھی؟

الجواب:......شہر سے مراد مکاناتِ آبادی ہے اور شہر کے باہر عیدگاہ ہونے میں اس سے زیادہ اور کیا حکمت مسلمان کو چاہئے کہ حضور ﷺ نے شہر باہر عیدین کی نماز پڑھی ہے۔

سوال:......شہر کے اندر عیدگاہ بنانے میں کوئی مضائقہ ہے یا نہیں؟

الجواب:......ہاں مضائقہ نہیں، مگر سنت کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم

(امداد الاحکام ص ۷۷۰ تا ۷۷۲ ج ۱)

سوال:......عرصہ چالیس، پچاس سال کا گذرا کہ مسلمانوں نے قصبہ کے باہر ایک عیدگاہ تعمیر کی اور چہار دیواری تعمیر کر کے محفوظ کر دی اور آج تک تمام مسلمان اس میں بلا اختلاف نماز عیدین ادا کرتے رہے، کچھ عرصہ سے اس کے تین اطراف میں مکانات تعمیر ہو گئے، جس میں بعض ابھی احاطہ ہی ہیں اور بعض مکانات میں، اب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز عیدین صحراء میں پڑھنی افضل ہے اور مکانات تعمیر ہونے سے صحرائیت باطل ہوگئی، لہذا اس عیدگاہ کو چھوڑ کر صحراء میں نماز پڑھنی چاہئے، اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب یہ عیدگاہ تعمیر ہوئی تھی وہی حکم باقی رہے گا اور تعمیر مکان کی وجہ سے اس عیدگاہ کو معطل نہیں کرنا چاہئے۔

الجواب:......اس کے متعلق کہیں تصریح تو نہیں ملی، مگر قواعد کا مقتضاء یہ ہے کہ اگر نماز عید کسی ایسے میدان میں ہوتی ہو جو بالخصوص نماز عید کے لئے وقف نہ ہو، بلکہ مصالح عامہ کے واسطے ہو اور وہ آبادی میں شامل ہو جاوے، تب تو اس جگہ کو ترک کر کے کسی دوسرے میدان میں جو آبادی سے خارج ہو نماز عیدین ادا کرنا سنت ہے اور خاص نماز عید کے لئے کوئی جگہ وقف ہو جیسا کہ سوال میں درج ہے اور اکثر شہروں میں دستور ہے تو عیدگاہ آبادی میں آجانے سے ترک نہ کی جاوے گی، کیونکہ مصالحِ وقف کی رعایت ضروری ہے گو اس کو صحراء نہیں کہہ سکتے، مگر سنت اصلیہ کو حفاظتِ وقف کی وجہ سے ترک کیا جاوے گا، **لان تحفظ الوقف واجب و ایتان الواجب اهم من فعل السنة، والله اعلم۔**

(امداد الاحکام ص ۷۷۰ تا ۷۷۲ ج ۱)

(۵)......حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے فتاوی

سوال:......عید کی نماز جو میدان میں سنت لکھی ہے کیا وہ میدان مصر یا فنائے مصر کے اندر ہونا چاہئے یا جہاں کہیں ہو؟

۲:......مصر اور فنائے مصر کی صحیح تعریف کیا ہے؟

الجواب:......افضل یہ ہے کہ وہ جگہ شہر کے باہر متصل جنگل میں ہو اور شہر بہت بڑا اور وسیع ہو تو شہر میں کوئی میدان مثل جنگل کے ہو تو بہتر ہے۔

۲:......مصر کی تعریف معروف ومشہور ہے۔فنائے مصر شہر کے باہر متصل وہ جگہ ہے جس سے شہر کے مصالح عامہ متعلق ہوں، جیسے گھوڑ دوڑ، چاند ماری اور لشکر کا پڑاؤ اور قبرستان وغیرہ ہوتے ہیں۔(مرغوب الفتاوی ص۱۲۹ ج۳)

سوال:......ہماری بستی میں عیدگاہ نہیں، نماز عید مسجد میں پڑھتے ہیں، ہم لوگوں کا ارادہ ہے کہ عیدگاہ بنائی جائے، پرانی مسجد کے متصل افتادہ زمین ہے، اس زمین میں عیدگاہ بنانا شرعا کیسا ہے؟ جبکہ مسجد کے متصل ہی ہے۔

الجواب:......عید کی نماز آبادی کے باہر کسی میدان میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، بدون عذر عیدگاہ چھوڑ کر مسجد میں پڑھنا خلاف سنت ہے۔

جبکہ صورت مسئولہ میں افتادہ زمین مسجد کے قریب آبادی کے اندر ہے تو پھر مسجد میں اور افتادہ زمین میں کیا فرق؟ دونوں مقام یکساں ہیں، لہذا آبادی میں مسجد کے متصل عید گاہ بنانا غیر مناسب ہے کہ اس سے شارع کا منشا کہ مسلمان اپنے مبارک دن میں شان و شوکت کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوں، جس سے غیر مذاہب کے لوگوں پر اچھا اثر پڑے، پورا نہیں ہوگا۔

لہذا عیدگاہ کے لئے بستی کے باہر متصل کسی میدان میں عیدگاہ بنانا مناسب ہے تا کہ شارع کا منشا وغرض پوری ہو اور سنت کا ثواب بھی ملے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے ایک وقت بارش کی وجہ سے مسجد نبوی میں عید کی نماز پڑھی ہے، ورنہ تمام عید کی نمازیں عیدگاہ

میں ادا فرمائی ہیں۔(مرغوب الفتاوی ص۱۳۳ ج۳)

(۶)......حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ کے فتاوی

شہر قصبہ اور وہ قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ ہو اور وہاں جمعہ وعیدین وغیرہ پڑھنے کی علماء نے اجازت دی ہو، وہاں آبادی سے باہر جنگل میں عیدگاہ بنانا ضروری ہے.......لہذا جس طرح ہو جلد از جلد عیدگاہ بنالیں اور جب تک عیدگاہ بنے اس وقت تک کے لئے آبادی سے باہر کوئی جگہ تجویز کرلیں۔(فتاوی رحیمیہ ص۵۷و۶۷ ج۳)

عیدگاہ شہر سے باہر جنگل میں ہونا چاہئے ،یہی سنت ہے ....ان تمام عبارتوں (عبارات شروع میں آگئی ہیں) میں لفظ''جبانہ''استعمال کیا گیا ہے اور جبانہ کے معنی جنگل ہوتے ہیں،لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیدگاہ شہر کے باہر جنگل میں ہونا چاہئے۔

(فتاوی رحیمیہ ص۹۹ ج۹)

(۷)......حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے فتاوی

عید کی نماز صحراء میں جا کر پڑھنا سنت ہے جب کہ وہاں کوئی شرعی منکر نہ ہو اور مساجد میں پڑھنا بھی مکروہ نہیں،البتہ سنت کا ثواب حاصل نہ ہوگا۔(فتاوی محمودیہ ص۴۸۴ ج۱۲)

سوال:......مسجد سے عیدگاہ کتنے فاصلہ پر ہونا چاہئے؟ قرآن وحدیث کی رو سے جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب: شریعت کی طرف سے اس کا کوئی فاصلہ متعین نہیں ہے،بس اتنی بات ہے کہ نماز عید آبادی سے باہر ادا کرنا مندوب ومستحب ہے۔(فتاوی محمودیہ ص۴۸۵ ج۱۲)

مندوب ومستحب یہ ہے کہ نماز عید آبادی سے باہر میدان میں ادا کی جائے۔

(فتاوی محمودیہ ص۴۹۰ ج۱۲)

عید کی نماز عیدگاہ میں جاکر پڑھنا سنت ہے، اگر کوئی عذر ہو تو مسجد میں بھی درست ہے اور بلا عذر مسجد میں پڑھنے سے نماز تو ہو جاتی ہے، لیکن حضور اکرم ﷺ کے اتباع کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، نیز باہر جاکر ادا کرنے میں کچھ اور بھی مصالح ہیں وہ بھی اس صورت میں فوت ہوتی ہیں، الخ۔ (فتاوی محمودیہ ص۴۹۴ ج ۱۲)

آبادی سے باہر صحراء میں جاکر عید ادا کرنا افضل وسنت ہے، خواہ عیدگاہ ہو یا نہ ہو۔

(فتاوی محمودیہ ص۴۹۹ ج ۱۲)

(۸):......حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتوی

عیدگاہ شہر سے باہر ہونا سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ حضور ﷺ عیدین کی نماز ہمیشہ باہر ادا فرماتے تھے، بلکہ معذورین کو بھی ساتھ لے جانے کا اہتمام فرماتے تھے، صرف ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے باہر تشریف نہیں لے جاسکے، رواہ ابو ادود فی سننہ ،اس لئے اصل حکم یہی ہے کہ عید کے لئے شہر سے باہر ایک ہی جگہ اجتماع عظیم ہو اس میں شوکت اسلام کا مظاہرہ بھی ہے۔ (احسن الفتاوی ص۱۱۹ ج ۴)

(۹)......حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ کا فتوی

نماز عید و بقرعید کے لئے آبادی سے باہر میدان میں عیدگاہ بنا کر جانا بہتر ہے۔

(نظام الفتاوی ص۵٦ ج٦ جز۲)

(۱۰)......حضرت مولانا مفتی اسحاق صاحب رحمہ اللہ کا فتوی

سوال:......عیدین کی نماز محلّہ کی مساجد میں کہ جن میں سو ڈیڑھ سو آدمی جمع ہوتے ہیں بلا کراہت درست ہے؟ یا اس کے لئے بڑا اجتماع مطلوب ہے؟ نیز عیدگاہ کا شہر سے باہر ہونا مطلوب شرعی ہے یا نہیں؟ اگر مطلوب شرعی ہے تو اس صورت میں ملتان شہر کی غالبا کوئی

عیدگاہ بھی شہر سے باہر نہیں۔

الجواب:......’’ فی الدر المختار : (والخروج الیھا) ای الجبانة لصلوة العید (سنة وان وسعھم المسجد الجامع) ھو الصحیح ‘‘ ۔(ص۸۶۷ج۱ص۷۷۶)

نمازعیدین کے لئے مسنون طریقہ یہی ہے کہ صحراء میں آبادی سے باہر پڑھیں، جو عیدگاہ آبادی بڑھنے کی وجہ سے شہر کے اندر آ گئی ہے' وہ بحکم جبانہ یعنی صحراء نہیں ہے، مسجد محلّہ میں اگر نماز عید پڑھی جائے تو ادا ہو جائے گی۔(خیرالفتاوی ص۱۲۳ج۳)

(۱۱)......حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہم کے فتاوی

عیدگاہ ’’ المصلی ‘‘ کا مصداق تمام فقہاء اس میدان کو قرار دیتے ہیں جو آبادی سے باہر ہو، چنانچہ ’’درمختار‘‘ کی عبارت ’’ثم خروجه ماشیا الی الجبانة وھی المصلی العام‘‘ کی شرح میں علامہ شامی رحمہ اللہ ’’بحرالرائق‘‘ کے حوالہ سے فرماتے ہیں: قوله المصلی العام) ای فی ا لصحراء، بحر عن المغرب۔(شامی۶۱۲/۱)

علامہ نجیم رحمہ اللہ نے اس کو مغرب کے حوالہ سے لکھا ہے: ’’وفی المغرب : الجبانة المصلی العام فی الصحراء ‘‘(بحرالرائق ۱۷۱/۲)

بلکہ فقہاء نے خارج مصر کی تصریح فرمائی ہے۔حضرت مولانا عبدالعلی بحرالعلوم رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ’’ثم الافضل الصلوة فی المصلی خارج المصر للتوارث ‘‘۔

(رسائل لارکان ۱۲۲)

اور یہ سنیت تمام شہروں کے لئے یکساں ہے، ملاعلی قاری رحمہ اللہ ’’ابو داود‘‘ کی مندرجۂ بالا روایات کی شرح میں فرماتے ہیں: (اصابھم) ای ا لصحابة (مطر فی یوم عید فصلی بھم النبی صلی الله علیه وسلم صلوة العید فی المسجد) ای مسجد

المدينة : قال ابن الملک : يعنی کان صلی الله عليه وسلم يصلی صلوة العيد فی الصحراء الا اذا اصابهم مطر فيصلی فی المسجد ، فالافضل اداء ها فی الصحراء فی سائر البلدان وفی مكة خلاف ، اه۔(مرقات شرح مشکوۃ ۲۹۸/۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے بھی ''بذل المجہود'' ۲۰۴/۶ میں بھی اس عبارت کو نقل فرمایا ہے۔(محمود الفتاوی ص ۵۳۷ ج ۱)

آبادی کے مکانات سے باہر میدان میں عید کی نماز پڑھنا مسنون ہے، اس لئے اگر کھلی جگہ ہی میں پڑھنا ہے تو آبادی سے باہر کوئی کھلی جگہ اس کام کے لئے پسند کر لی جائے تاکہ یہ سنت ادا ہو، باقی آبادی کے اندر رہ کر مسجد یا مسجد سے باہر میدان میں یکساں ہے۔ (محمود الفتاوی ص ۲۹۳ ج ۴)

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہم کی تحریرات

میرے استاذ محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہم اپنے رسالہ ''عیدگاہ کی سنیت'' میں تحریر فرماتے ہیں:

ایک سنت عیدین کی نماز کو آبادی سے باہر نکل کر میدان میں پڑھنا ہے۔(ص ۵)

بغیر کسی عذر کے شہر کے باہر میدان میں نکل کر نہ ادا کرنا ایک بری عادت ہے۔(ص ۷)

خلاصہ یہ ہے کہ جامع مسجد میں تمام لوگوں کے سما جانے کی گنجائش کے باوجود عیدین کی نماز کے لئے امام کو شہر کے باہر کھلے میدان میں جانا سنت ہے۔(ص ۱۰)

رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے اتباع میں عیدین کی نماز شہر کے باہر صحراء کھلی جگہ میں پڑھنی چاہیئے، جس کو فقہاء رحمہم اللہ جبانہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

شہر کے اندر میدان میں پڑھنے میں ہمارے خیال میں سنت ادا نہ ہوگی، اس لئے کہ

ہمارے فقہاء نے شہر کے باہر کی قید لگائی ہے، اور آنحضرت ﷺ بھی شہر اور آبادی کے باہر تشریف لے جاتے تھے۔(۲۶)

مدارس کے میدان اگر شہر سے باہر ہوں تو ان میں پڑھنے سے بھی سنت ادا ہوگی۔(۲۷)

ان تصریحات کے بعد اس میں شبہ نہیں رہ جاتا کہ شہر کے باہر جو کھلی جگہ ملے اسی میں عیدین کی نماز پڑھنی چاہیئے۔

جو بھی میدان شہر کے باہر ہو وہ عیدگاہ کے قائم مقام ہے۔(۲۹)

بڑے شہروں میں شہر کے اندر بھی کسی میدان میں عیدگاہ کا ثواب ملے گا

بڑے شہروں کے بارے میں پرانی فقہ کی کتابوں میں کوئی تصریح نہیں ملی، اصل مسئلہ تو وہی ہے جو شروع میں ذکر ہوا کہ مصلی آبادی سے باہر ہو، لیکن ایسی جگہ میسر نہ ہونے کی صورت میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فتوے کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ شہر کے اندر بھی کسی کھلی جگہ نماز پڑھنے سے عیدگاہ کا ثواب ملے گا۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے فتوی میں بھی بڑے شہروں میں اندرونِ شہر بڑے میدان میں پڑھنے کو لکھا ہے۔(احسن الفتاوی ص۱۱۹ ج ۲)

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم کا فتوی

بہت بڑے شہروں میں جیسے لندن، جوہانسبرگ، ڈربن وغیرہ میں شہر کے حدود کے اندر بھی کوئی صاف خالی جگہ میدان ہو تو وہ عیدین کی نمازیں ادا کرنے کے لئے صحراء (جنگل) کے حکم میں ہے.... اور واقعی صحراء تک جانا بڑے شہروں میں بہت دشوار ہے اور اسی دشواری کے پیش نظر تعدد جمعہ کی اجازت دی گئی ہے، بناء علیہ عیدین میں بھی سہولت دی جائے گی۔

(عیدگاہ کی سنیت ۳۳)

آخری بات

ان احادیث وعبارات فقہاء اور فتاوی سے معلوم ہوا کہ بڑے شہروں میں عیدگاہ یا کسی بڑے میدان میں عید نماز ادا کی گئی تو امید ہے کہ عیدگاہ کی سنت حاصل ہوجائے گی، مگر قصبات اور ایسے گاؤں میں جہاں جمعہ وعیدین کی فقہاء رحمہم اللہ نے اجازت دی ہے ان میں شہر سے باہر عیدگاہ یا میدان کا ہونا سنت کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے، اگر شہروں کے علاوہ کی آبادی میں کسی میدان میں نماز عید ادا کی گئی تو نماز تو ہوجائے گی مگر عیدگاہ کی سنیت ادا نہ ہوگی، اس لئے ایسی جگہوں پر مساجد ہی میں نماز عید کر لینا چاہئے۔

برطانیہ کے غیر یقینی وغیر معتدل موسم میں اور خاص کر قصبات میں نماز عید کے لئے میدانوں کے انتظام میں غیر معمولی جدوجہد اور معتد بہ رقم کے خرچ کے بجائے یہی مناسب ہے کہ مسجد میں عید کی نماز پڑھ لی جائے۔

آپ ﷺ کا عمل معجزہ ہے

آپ ﷺ کی زندگی میں ایک مرتبہ ہی بارش کی وجہ سے آپ نے مسجد نبوی ﷺ میں عید کی نماز ادا فرمائی۔ یقیناً یہ اسلام اور حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہی کہلانے کا حقدار ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی حکمت بالغہ سے ایک عید کے موقع پر بارش نازل فرما کر قیامت تک کے لئے ان مسلمانوں کو جو غیر معتدل موسم والے ممالک میں قیام پذیر ہیں حرج عظیم سے نکال کر آسانی کی طرف رہنمائی فرمادی کہ وہ حضرات مساجد میں بلاکسی کراہت کے نماز ادا کر سکتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ: (ایک مرتبہ) عید کے دن بارش ہونے لگی تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد میں نماز پڑھائی۔ (مشکوۃ، باب صلوۃ العیدین، الفصل الثانی)

تکبیر تشریق کے مسائل

اس رسالہ میں تکبیر تشریق کے احکام و مسائل آسان انداز میں قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذى ' سخّر الشّمس و القمر ، فسبحان الّذى خلق كلّ شئى بقدر، وهو الّذى اختار شهر ذى الحجّة الازهر ، وسنّ لعباده فى هذا الشّهر التكبير الاكبر ، اللّه اكبر اللّه اكبر' لا اله الا اللّه واللّه اكبر' اللّه اكبر وللّه الحمد، واشهد انّ سيّدنا و مولانا محمدا عبده ورسوله الّذى الصّادق الابر ، وعلى آله وصحبه مصابيح الغرر ، امّا بعد۔

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو عشاء کی نماز کے بعد چند منٹ تکبیر تشریق کے متعلق کچھ باتیں عرض کرنے کا معمول ہے، اس میں تکبیر پڑھنے کا حکم' اس کا طریقہ اور ضروری مسائل کا مذاکرہ ہوجاتا ہے۔ اس سال خیال آیا کہ تکبیر تشریق کے مسائل کسی ایک جگہ جمع شدہ نظر سے نہیں گذرے، تو چند مسائل لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

الحمد للہ چند کتابوں اور میرے اکابر کے فتاوی کے مطالعہ سے کچھ مسائل جمع ہوگئے۔ اللہ تعالی اس حقیر خدمت کو ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے۔ اللہ کرے کہ یہ ناظرین کے لئے مفید ثابت ہو۔

مرغوب احمد لاجپوری

۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۴/ اکتوبر ۲۰۱۳ء

بروز جمعرات

تکبیر تشریق

تکبیر تشریق یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تشریق کی وجہ تسمیہ

(۱)......بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ: (دور جاہلیت میں) مشرک کہتے تھے: ''اشرق ثبیر کیما نغیر ''اے کوہ ثبیر چمک جا تا کہ ہم روانہ ہو جائیں۔ بات یہ تھی کہ سورج خوب روشن ہونے سے پہلے مشرکین مزدلفہ سے نہیں لوٹتے تھے، اسلام نے اس رسم کو باطل کر دیا۔

(۲)......بعض لوگوں نے کہا کہ: ایام تشریق کا معنی ہے قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر کے خشک کرنا، ایام جاہلیت میں لوگ قربانی کے گوشت کو خشک کر کے رکھ چھوڑتے تھے ''تشریق اللحم'' گوشت کے پارچے (ٹکڑے) کر کے دھوپ میں سکھانا۔ ''شرایق اللحم'' گوشت کے سوکھے پارچے (ٹکڑے)۔

(۳)......بعض نے کہا ہے: تشریق کے معنی ہے عید کی نماز۔ لفظ تشریق ''شرق الشمس'' سے ماخوذ ہے (سورج کا روشن ہونا) عید کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ عید گاہ کو مشرق اسی لئے کہتے ہیں کہ سورج کے روشن ہونے پر لوگ عید گاہ میں پہنچتے ہیں۔ اسی وجہ سے یوم عید کو یوم تشریق کہا گیا، پھر عید کے ذیل میں بعد والے دنوں کو بھی ایام تشریق کہہ لیا گیا۔

فائدہ:......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: موقف کا نام مشعر کیوں رکھا گیا، حرم کیوں نہیں رکھا گیا؟ فرمایا: کعبہ اللہ تعالی کا گھر ہے، حرم اس کا پردہ ہے اور مشعر اس

کا دروازہ ہے، جب مہمان (حجاج) خانۂ خدا کا قصد کرتے ہیں تو اللہ تعالی ان کو پہلے دروازہ پر ٹھہرا دیتا (روک لیتا) ہے، وہ عاجزی کرتے ہیں تو پھر دوسرے پردہ پر یعنی مزدلفہ پر ان کو روک دیتا ہے اور جب ان کی عاجزی اور زاری کو دیکھتا ہے تو قربانیاں پیش کرنے کا حکم دیتا ہے، جب وہ قربانیاں کر لیتے ہیں اور گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں تو زیارت کا حکم دیتا ہے۔ دریافت کیا گیا: ایام تشریق میں روزہ رکھنا کیوں مکروہ ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ لوگ اللہ کے مہمان ہیں، اس کی ملاقات کو آتے ہیں اور میزبان کے گھر مہمان کو روزہ رکھنا زیبا نہیں۔ دریافت کیا گیا اے ابوالفیض! کعبہ کے پردے پکڑ کر چپکنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کا کسی پر کچھ حق ہو تو مجرم سفارش کرنے والے کا دامن پکڑ لیتا ہے تا کہ صاحب حق اس کے جرم کو معاف کر دے۔ (غنیۃ الطالبین ا ص ۳۵۳)

تکبیر تشریق کی اصلیت

تکبیر تشریق کی اصلیت یہ ہے کہ: جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو (ذبح کرنے کے لئے) لٹایا تو اللہ تبارک وتعالی نے حضرت جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم دیا کہ فدیہ لے کر جاؤ، لیکن یہ فدیہ لے کر آئے تو اس ڈر سے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو ذبح کر ڈالیں گے تو ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر'' پکارنے لگے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے جب یہ آواز سنی تو بشارت سمجھ کر پکارا ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاللّٰـہُ اَکْبَرُ'' حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام سمجھے کہ فدیہ آ گیا تو ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد'' کہتے ہوئے اللہ تعالی کی حمد اور شکر ادا کرنے لگے۔ (شامی ص ۵۸۵ ج ۱۔ فتاوی رحیمیہ ص ۸۹ ج ۲)

علامہ شامی و علامہ طحطاوی رحمہما اللہ نے اس کو نقل فرما کر اس بات کی صراحت بھی

فرمادی ہے کہ: یہ علماء سے منقول ہے مگر محدثین کے نزدیک اس واقعہ کا ثبوت نہیں۔

(شامی ص۶۲ ج ۳، باب العیدین ، مطلب : یطلق اسم السنة علی الواجب ، مکتبہ دار الباز، مکة المکرمة ،حاشیةالطحطاوی ، ص۵۴۳، مکتبة دار الکتب العملیة ، بیروت)

یوم عرفہ کی فجر سے تکبیر تشریق کیوں پڑھی جاتی ہے؟

سوال:......تکبیر تشریق کی ابتدا یوم النحر میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو ذبح کرنے کے وقت سے ہوئی، پھر یوم العرفہ کی فجر سے تکبیر تشریق کیوں پڑھی جاتی ہے؟

جواب:......تکبیر تشریق کی مشروعیت کا سبب وقت کی تعظیم بھی ہے، جن ایام میں مناسک حج ادا کئے جاتے ہیں، جن کی ابتدا عرفہ کے دن سے اور انتہا تیرہویں تاریخ کو ہوتی ہے، ان کی تعظیم مقصود ہے، اس لئے اشکال کی کوئی وجہ نہیں: ’’لان التکبیر لتعظیم الوقت الذی شرع فیہ المناسک ، واولہ یوم عرفة ، اذ فیہ یقام معظم او کان الحج وھو الوقوف‘‘۔(بدائع الصنائع ص۴۵۹ ج۱، ط: زکریا۔کتاب النوازل ص۵۹۴ ج۱۴)

تکبیر تشریق کے مسائل

مسئلہ...... یوم عرفہ (۹/ ذی الحجہ، وقوف عرفہ کا دن) و یوم نحر (۱۰/ ذی الحجہ، قربانی کا دن) اور ایام تشریق (یعنی تین دن گیارہ، بارہ تیرہ ذی الحجہ) ان پانچ دنوں میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیر کہی جاتی ہے، ان کو تکبیرات تشریق کہتے ہیں۔

مسئلہ...... تیرھویں تاریخ کی عصر تک تیئیس نمازوں میں تکبیر کہنا واجب ہے۔ یہ مذہب صاحبین رحمہما اللہ کا ہے، اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔

اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عرفہ کی فجر سے عید کی عصر تک کل آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر واجب ہے، اور یہی مذہب ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا، لیکن عبادات میں اکثر کو اختیار کرنا بہتر ہے، اور اصول میں مقرر ہے کہ جب کوئی چیز بدعت و وجوب میں دائر ہو تو اس کا کرنا اختیار کیا جاوے، اس لئے فتوی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے، اور یہی قول معتمد ہے، اور ہر زمانہ میں عام اسلامی ملکوں میں اسی پر عمل ہے، لہذا تیرھویں کی عصر سے پہلے تکبیروں کو ترک کرنا اور دوسروں کو منع کرنا ناجائز اور مناع للخیر بننا ہے۔

مسئلہ...... رویت ہلال کے اختلاف میں اپنے ملک اور بستی کی رویت کے مطابق تکبیر تشریق کہنی چاہئے۔ (مرغوب الفتاوی ص۱۴۳ ج۳)

اور ان کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے: ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد'' اور اس کا بلند آواز سے ایک بار پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ......تکبیر ہر فرض عین نماز کے بعد پڑھنا واجب ہے، بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو، اور وہ مصر ہو۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں۔

مسئلہ:......ایام تشریق میں جمعہ کی نماز کے بعد بھی باآواز بلند تکبیر تشریق پڑھی جائے گی۔

(کتاب النوازل ص۵۹۶ ج۱۴)

مسئلہ......عورت اور مسافر کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی۔ یہ مذہب امام صاحب رحمہ اللہ کا ہے۔

مسئلہ......صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ کوئی شرط نہیں۔ عورت اور مسافر اور منفرد اور قریہ میں بھی یہ تکبیر واجب ہے۔ صاحب بحر الرائق رحمہ اللہ نے ''سراج وہاج'' سے نقل کیا ہے کہ فتوی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے۔ (علم الفقہ ص۳۲۷، حصہ دوم)

مسئلہ......مردوں کے لئے اس تکبیر کا بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے۔

(بحر الرائق۔علم الفقہ ص ۳۲۷،حصہ دوم)

مسئلہ:......حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسبوق کے لئے تکبیر تشریق جہراً پڑھنا ضروری نہیں،اور آہستہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔(کتاب النوازل ص ۵۹۷ ج ۱۴)

مسئلہ......عورتیں اس تکبیر کو آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔(ردالمختار۔علم الفقہ ص ۳۲۷،حصہ دوم)

مسئلہ......اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں، یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں،اس کی اصلاح ضروری ہے۔

(جواہر الفقہ ص ۴۴۶ ج ۱)

مسئلہ......نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے،اگر کوئی عمل منافیٔ نماز کے عمداً کرے،مثلاً قہقہہ سے ہنسے یا بات کردے عمداً یا سہواً، یا مسجد سے چلا جائے تو پھر ان چیزوں کے بعد تکبیر نہ کہنا چاہئے۔(درمختار مع الشامی، باب العیدین ، مطلب فی تکبیر التشریق۔علم الفقہ ص ۳۲۷ حصہ دوم)

مسئلہ:......فرض نماز کے بعد فورا تکبیر تشریق کہہ لینی چاہئے،اگر زیادہ وقفہ ہوتو اس کا وقت نکل جائے گا،اور اگر دعا مانگتے وقت یاد آجائے تو اس وقت بھی پڑھ لینے سے واجب ادا ہوجائے گا۔(کتاب النوازل ص ۵۹۸ ج ۱۴)

مسئلہ......مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر عشاء کے وقت میں ادا کی جاتی ہیں،اس وقت بھی مغرب کے تین فرض ادا کر کے فوراً تکبیر تشریق کہی جائے گی ''لبیک'' بعد میں پڑھے۔پھر عشاء کی جماعت کر کے دوبارہ فوراً تکبیر تشریق پڑھے پھر تلبیہ۔[1]

[1]......اس مسئلہ میں ''فتاوی رحیمیہ'' میں حضرت رحمہ اللہ سے تسامح ہوگیا ہے۔اور تعجب ہے کہ جدید ترتیب کے وقت حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب وحضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب مدظلہما کی توجہ بھی اس کی طرف نہیں گئی۔تفصیل کے لئے دیکھئے!ص:۲۴۱۔مرغوب

مسئلہ......اگر کسی کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر پڑھ لے، وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے پڑھے تب بھی جائز ہے۔

(بحرالرائق۔علم الفقہ ص ۳۲۷، حصہ دوم)

مسئلہ......مقتدی کو امام سے پہلے تکبیر شروع کرنا بھی جائز ہے، لیکن مستحب یہ ہے کہ امام کے شروع کرنے کا انتظار کرے۔(عمدۃ الفقہ ص ۴٦٨ ج ۲)

مسئلہ......اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں، یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں گے۔ [۱] (درمختار۔بحرالرائق۔علم الفقہ ص ۳۲۸، حصہ دوم)

مسئلہ......عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہنا واجب ہے۔(علم الفقہ ص ۳۲۸، حصہ دوم)

مسئلہ......نماز عیدالاضحیٰ کے بعد بھی تکبیر جہراً کہنا چاہئے۔

(فتاوی محمودیہ۔بحرالرائق ص ۱٦۳۔باب العیدین)

---

[۱]......قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرفہ کے دن مغرب کی نماز پڑھائی اور تکبیر تشریق کہنے کو بھول گیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جو پیچھے نماز میں شریک تھے تکبیر کہہ دی۔صاحب بحر الرائق رحمہ اللہ یہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ: اس سے چند فوائد حاصل ہوئے:

ایک تو......یہی مسئلہ یعنی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی کہدیں۔

دوسرے یہ کہ......تعظیم استاد کی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کرے۔دیکھو امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کے حکم سے امام بن گئے، یہ نہ خیال کیا کہ مجھے اپنے استاذ کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھانا چاہئے۔

تیسرے یہ کہ......استاد کو چاہئے کہ جب اپنے کسی شاگرد کو لائق دیکھے تو لوگوں کے سامنے اس کی عظمت کرے تاکہ لوگ بھی اس کو بزرگ سمجھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

چوتھے یہ کہ......شاگرد کو چاہئے کہ اپنے استاذ کا مرتبہ نہ بھول جائے۔دیکھو امام ابو یوسف رحمہ اللہ استاذ کی ہیبت سے تکبیر بھول گئے، حالانکہ کئی وقت اس تکبیر کو کہتے ہوئے ہو چکے تھے۔

(علم الفقہ ص ۳۲۷، حصہ دوم)

مسئلہ...... جب امام خطبہ میں تکبیر پڑھے تو قوم بھی اس کے ساتھ دل میں تکبیر پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ (عمدۃ الفقہ ص۴۶۳ ج ۲)

مسئلہ......عید الاضحیٰ کے خطبہ میں امام ذبح اور قربانی کے احکام اور تکبیرات تشریق سکھائے، بلکہ عرفہ سے پہلے جمعہ میں قربانی اور تکبیرات تشریق کے احکام بتانا مناسب ہے، کیونکہ تکبیرات تشریق عرفہ کی فجر سے شروع ہوجاتی ہیں۔ (عمدۃ الفقہ ص۴۶۳ ج ۲)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''عیدین کے احکام کو جو عیدین سے جمعہ پہلے ہو اس میں تلقین بطور وعظ کے مستحسن ہے۔ (تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ، ص۳۵۱)

مسئلہ......عید الاضحیٰ کے روز راستہ میں جہر سے (بلند آواز سے) تکبیر کہتا ہوا جائے۔ اور جب عیدگاہ پہنچ جائے تو تکبیر کہنا بند کردے۔ ایک روایت کے مطابق جب نماز شروع ہو اس وقت بند کرے۔ (عمدۃ الفقہ ص۴۶۰ ج ۲)

مسئلہ......عید الفطر کی نماز کے لئے عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ (سری طور پر) تکبیر کہتے ہوئے جائے، یہی مختار ہے۔ [۱]

مسئلہ......عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ میں تکبیر بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے۔ (**ویکبر جهرا اتفاقا (فی الطریق) قیل وفی المصلی، وعلیه عمل الناس الیوم**''۔در مختار ص۶۰ ج ۳، **باب العیدین**۔ (مرغوب الفتاوی ص۱۴۵ ج ۳)

مسئلہ......عیدگاہ سے واپسی میں تکبیر تشریق نہ پڑھے۔ [۲]

---

[۱]......تفصیل کے لئے دیکھئے! ص:۲۳۹۔

[۲]......''فتاوی محمودیہ'' میں اس مسئلہ پر دو متضاد فتاوے شائع ہوگئے ہیں، اور تعجب ہے کہ حضرت محشی مدظلہم (اب رحمہ اللہ) نے اس پر کوئی اصلاح بھی نہیں فرمائی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے! ص۲۴۵۔

مسئلہ...... تکبیرات تشریق اگراس وقت ترک ہوگئیں تو پھران کی قضاء نہیں ہیں، توبہ کرنے سے گناہ اس کے ترک (چھوڑنے) کا معاف ہوجاوے گا۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبندص۱۵۲ ج۵، الباب السادش عشر فی صلوۃ العیدین)

مسئلہ...... تکبیرات تشریق کے دنوں میں کسی وقت کی نماز قضا ہوجائے اوراس کواسی سال کے تشریق کے دنوں میں جماعت سے قضا کرے تو اس کے ساتھ بھی تکبیر کہے۔ اگران دنوں کے علاوہ اوردنوں کی قضا نمازیں ان دنوں میں پڑھے یا اگرایام تکبیرات تشریق میں کوئی نماز قضا ہوگئی اوراس کی قضا ان دنوں کے سوااوردنوں میں پڑھے یا گذرے ہوئے سال کی ایام تکبیرات تشریق کی قضا نمازاس سال کے ایام تشریق میں پڑھے تو ان تینوں صورتوں میں تکبیر نہ پڑھے۔ (عمدۃ الفقہ ص۴۶۸ ج۲)

تکبیر تشریق کے بارے میں آثار صحابہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: آپ ﷺ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کی عصر تک تکبیر پڑھتے۔ اس قسم کی روایتیں حضرت سمرہ، حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

(دیکھئے! بنایہ ص۸۸۷، تلخیص الحبیر ص۹۳، سنن الدار قطنی ص۵۰ ج۲، سنن الکبری ص ۳۱۵، شرح مہذب ص۳۱ و۳۵ ج۵، زاد المعاد ص۱۴۹ ج۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے اخیر تک تکبیر کہتے۔ (مطالب عالیہ ص۱۸۶ ج۱)

کیا تکبیر تشریق کے الفاظ حدیث سے ثابت ہیں؟

تکبیر تشریق کے الفاظ نہ صرف ثابت بلکہ ''دار قطنی'' میں مروی حضرت جابر رضی اللہ

عنہ کی مرفوع روایت کے الفاظ یہ ہیں:

روی جابر رضی الله عنه: انّ النّبی صلی الله علیه وسلم صلی الصبح یوم عرفة واقبل علینا فقال: ’ اللّه اکبر اللّه اکبر‘‘ومد التکبیر الی العصر من آخر ایام التشریق‘ اخرجه الدار قطنی من طرق ، وفی بعضها :’’اللّه اکبر اللّه اکبر، لااله الا اللّه واللّه اکبر ولِلّه الحمد‘‘۔(المغنی ص۲۴۶ ج ۲)

موسوعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہیں:

’’ اللّه اکبر اللّه اکبر، لااله الا اللّه واللّه اکبر، اللّه اکبر ولِلّه الحمد ‘‘۔

(موسوعہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ص ۲۰۷)

موسوعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے:

صیغة تکبیر التشریق التی کان یکبرها ابن مسعود رضی الله عنه هی:’’ اللّه اکبر اللّه اکبر ، لااله الا اللّه ، اللّه اکبر ولِلّه الحمد ‘‘۔(موسوعہ عبداللہ بن مسعودؓ ص ۱۴۸)

المغنی میں ہے:وصفة التکبیر :’’ اللّه اکبر اللّه اکبر، لااله الا اللّه واللّه اکبر، اللّه اکبر ولِلّه الحمد ‘‘ وهذا قول عمر‘ وعلی‘ وابن مسعود رضی الله عنهم ، وبه قال الثوری ‘ وابو حنیفة ‘ وابن المبارک رحمهم الله۔

موسوعہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں ہے:

’’ صیغة التکبیر التی یلتزمها فی تکبیر التشریق هی :’’ اللّه اکبر اللّه اکبر، لا اله الا اللّه واللّه اکبر ، اللّه اکبر ولِلّه الحمد ‘‘۔(موسوعہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ص ۱۵۳)

غرض یہ کہ آثار صحابہ اور بعض روایات مرفوعہ سے ان الفاظ کا ثبوت ملتا ہے۔

(فتاوی قاضی ص ۵۸۔ مرغوب الفتاوی ص ۱۴۶ ج ۳)

تکبیرات تشریق ایک مرتبہ کہے یا زائد

بعض نے تین بار کہنا افضل کہا ہے۔اور بعض نے دو دفعہ کہنا خلاف سنت کہا ہے۔اس میں تطبیق یوں ہے کہ: سنت سمجھ کر زیادہ نہ کہے، ذکر سمجھ کر کہے تو مضائقہ نہیں، بلکہ مستحب ہے،مگر حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

''تکبیر ایک بات کہنا واجب ہے، تین بار کہنا مسنون نہیں ہے، تین بار کہنے کا قول صحیح اور مفتی بہ نہیں ہے:حتی لو زاد لقد خالف السنة۔

(مجمع الانہر ص ۱۷۶ ج ۱۔ فتاوی رحیمیہ ص ۷۹ ج ۳)

''احسن الفتاوی'' میں ہے:

سوال:......فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق ایک مرتبہ سے زیادہ کہنا جائز ہے یا خلاف سنت؟

جواب:......بعض خلاف سنت فرماتے ہیں اور بعض جائز۔ اختلاف سے بچنے کے لئے ایک بار سے زیادہ نہیں کہنا چاہئے۔

سوال مثل بالا:......تکبیر تشریق کتنی مرتبہ پڑھنا واجب ہے،ایک مرتبہ یا تین مرتبہ؟''کنز الدقائق'' میں ہے کہ ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے،لیکن اگر ایک مرتبہ سے زیادہ کہہ لے تو فضل ہے''فضل'' کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس سے تین مرتبہ کی سنیت یا استحباب یا وجوب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص تکبیر تشریق تین مرتبہ کہنے کو ضروری سمجھے تو عندالشرع یہ شخص گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب:......''کنز الدقائق'' میں لفظ''فضل''نہیں بلکہ یہ عینی کا قول ہے۔ راجح یہ ہے کہ ایک بار سے زیادہ کہنا خلاف سنت ہے، تین بار تکبیر کہنے کو ضروری سمجھنے والا شخص گنہگار اور مبتدع ہے،اس پر اس بدعت سے توبہ کرنا فرض ہے۔(احسن الفتاوی،ص ۱۴۲ ج ۴)

''خیر الفتاوی'' میں ہے:

''تکبیر تشریق فرضوں کے بعد ایک دفعہ سے زائد کہنا بھی درست ہے، بعض فقہاء نے زیادتی کو خلاف سنت قرار دیا ہے''۔ (خیر الفتاوی ص۱۲۳ ج۳)

فتاوی حقانیہ'' میں ہے:

فرض نماز کے بعد ایک دفعہ تکبیر پڑھنا واجب ہے، اس سے زائد یعنی تین دفعہ پڑھنا بھی مستحب ہے، اگرچہ بعض فقہاء نے اس کو خلاف سنت کہا ہے، مگر علامہ رافعی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تین دفعہ پڑھنا نقل کیا ہے۔

''قال العلامه عبد القادر الرافعی : (تحت قول خلاف السنة) لکن اخرج ابن المنذر ان ابن عمر کان یکبر ثلاثا''۔ (فتاوی حقانیہ ص۴۱۲ ج۳)

....

عیدالفطر میں عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر بلند آواز سے کہے یا آہستہ؟

مسئلہ......عیدالفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں، منجملہ ان کے راستے میں ''اللّٰہ اکبر'' یعنی تکبیر آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا سنت ہے، اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اور ایک روایت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی عیدالاضحیٰ کی طرح عیدالفطر میں عیدگاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہنا مسنون ہے، لیکن اس میں جملہ ائمہ متفق ہیں کہ جب مصلی عیدگاہ میں پہنچ جائے تو تکبیر موقوف کردے، لیکن عام لوگوں کو اس سے منع نہ کرنا چاہئے کہ انہیں نیک کاموں کی رغبت کم ہوتی ہے۔ شافعی مذہب میں نماز شروع کرنے تک تکبیر کہنا جائز ہے۔ (مرغوب الفتاوی ص۱۳۸ ج۳)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اصل مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ عید الفطر میں تکبیر آہستہ کہی جائے اور عیدگاہ میں پہنچ کر ختم کردی جائے، ظاہر روایت راجح یہی ہے۔ اب اگر کوئی شخص تکبیر جہر سے کہے اور عیدگاہ پہنچ کر شروع صلوۃ تک اس کو مستمر رکھے تو بعض روایات پر اس کی گنجائش تو ہے مگر آواز ملا کر تکبیر کہنا جس سے عادۃً غیر معمولی شور پیدا ہوجاتا ہے خلاف سنت ہے اور بدعت ہے اور قابل ترک ہے:

''قال صلی اللہ علیہ وسلم : اربعوا علی انفسکم فانّکم لا تدعون اصم ولا غائبا''

اگر جہر ہی کرنا ہو اور نماز تک تکبیر کو مستمر رکھنا ہو تو ہر شخص کیف ما اتفق الگ الگ تکبیر کہتا رہے، اور اتنا جہر کرے کہ دو تین آدمی پاس والے سن لیں، نہ زیادہ جہر کرے نہ آواز ملانے کا اہتمام کرے۔ (امداد الاحکام ص۷۴۶ ج۱)

''فتاوی رشیدیہ'' میں ہے:

سوال:...... کتاب ''مبسوط'' امام محمد رحمہ اللہ میں تکبیر عید الفطر میں امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک جہر لکھا ہے اور امام صاحب رحمہ اللہ نے صاحبین رحمہما اللہ کے قول کی طرف رجوع بھی فرمایا ہے کہ تکبیر جہری عید الفطر میں بھی کہنا چاہئے یا سری ہی پڑھے، کیونکہ اور کتابوں میں سری تکبیر امام صاحب رحمہ اللہ سے منقول ہے اور ''فتح القدیر'' میں دونوں مرقوم ہیں، مگر رجوع نہیں لکھا ہوا ہے۔

جواب:...... رجوع کرنا امام صاحب رحمہ اللہ کا جواز تکبیر کا عید الفطر میں بندہ کو معلوم نہیں، مگر عمل مذہب صاحبین پر بلا کراہت جائز جانتا ہوں۔ اور عوام کو منع جہر کرنے سے فقہاء نے خود مکروہ لکھا ہے۔ (تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ، ص۳۵۲)

مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کے درمیان تکبیر تشریق پڑھی جائے؟

گرامی قدر حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مد ظلہم

غرض تحریر اینکہ مسائل حج میں ایک جزئیہ آنجناب کے رسالہ اور فتاوی رحیمیہ میں متضاد نظر آیا، اس کی تحقیق مطلوب ہے۔

آنجناب نے ''خواتین کا حج'' نامی رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر عشاء کے وقت میں ادا کریں، طریقہ یہ ہے کہ: جب عشاء کا وقت ہو جائے تو پہلے مغرب کے تین فرض ادا کریں، سلام پھیر کر تکبیر تشریق کہیں اور لبیک کہیں'' الخ

دوسری جگہ آپ (حج کا طریقہ ص ۱۷) پر تحریر فرماتے ہیں:

''پہلے مغرب کی فرض نماز با جماعت ادا کریں، پھر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں''

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ ''فتاوی رحیمیہ'' (ص ۲۱۸ ج ۵) میں تحریر فرماتے ہیں:

''اسی طرح تکبیر تشریق بھی عشاء کی نماز کے بعد کہے، مغرب کے بعد نہ کہے''

اس جزئیہ کی تحقیق مع حوالہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ فقط والسلام، طالب دعا۔

مرغوب احمد لاجپوری

الجواب حامدا و مصليا

''حج و عمرہ'' اور ''خواتین کا حج'' میں مزدلفہ کی مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان تکبیر تشریق اور تلبیہ کہنے کا ذکر درست ہے، کیونکہ درج ذیل تصریحات کی روشنی میں ان نمازوں کے درمیان سنن اور نوافل پڑھنے کی ممانعت ہے اور ہر ایسے کام کی ممانعت ہے جس کو کرنا ان دونوں کے درمیان عرفاً فصل سمجھا جاتا ہو، جیسے کھانا کھانا اور غسل کرنا وغیرہ۔

جس چیز سے معمولی فصل ہوتا ہو وہ مراد نہیں۔ تکبیر تشریق اور تلبیہ کہنے سے معمولی فصل ہوتا ہے، کیونکہ ان کے پڑھنے میں کچھ دیر نہیں لگتی، لہذا ان کو پڑھنا درست ہے، نیز تکبیر تشریق واجب ہے، جس کو پڑھنے کی ذیل میں تصریح ہے اور تلبیہ مستحب ہے اور فرائض کے بعد اس کی کثرت منقول ہے جس میں مزدلفہ کی مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی داخل ہیں، اور ذیل میں اس کی بھی صراحت موجود ہے، اس لئے اس کا پڑھنا بلا شبہ درست ہے۔

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب مدظلہم نے تکبیر تشریق کہنے کی ممانعت فرمائی ہے، بظاہر یہ تسامح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ موصوف نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ کوئی وجہ بیان فرمائی، یا ممکن ہے کہ موصوف نے ان بعض فقہاء کا قول اختیار کیا ہو جنہوں نے مزدلفہ کی ان دونوں نمازوں کے درمیان تکبیر تشریق کہنے سے منع کیا ہے، لیکن یہ قول معتبر نہیں، کیونکہ علامہ شامیؒ نے اس کی تردید کی ہے، جیسا کہ عبارات ذیل میں صراحت ہے:

فی الشامیة : تحت قوله (لم یصل بینهما شیئا علی المذهب) وهو ظاهر الروایة شرنبلالیة ، وهو الصحیح ، فلوفعل کره واعاد الاذان للعصر لانقطاع فوره فصار کالاشتغال بینهما بفعل اٰخر کأکل و شرب......

(تنبیه) : اخذ من هذا العلامة السید محمد صادق بن احمد بادشاه انه یترک تکبیر التشریق هنا و فی المزدلفة بین المغرب والعشاء ، لمراعاة الفوریة الواردة فی الحدیث ،کما نقله عنه الکازرونی فی فتاواه ،

قلت: وفیه نظر، فان الوارد فی الحدیث انه صلی الله علیه وسلم صلی الظهر ثم أقام فصلی العصر ولم یصل بینهماشئیا ، ففیه التصریح بترک الصلوة بینهما ، ولا یلزم منه ترک التکبیر ولا یقاس علی الصلوة لوجوبه دونها ولان مدته یسیرة حتی

لم یعد فاصلا بین الفریضة والراتبة ، والحاصل ان التکبیر بعد ثبوت وجوبه عندنا لا یسقط هنا الا بدلیل ، وما ذکر لایصلح للدلالة کما علمته ، هذا ماظهر لی ، والله تعالی اعلم۔(شامیة :ص۵۰۴/۲: مطلب فی الرواح الی العرفات)

صاحب ارشاد الساری علامہ حسین بن محمد المکی الحنفی رحمہ اللہ علامہ شامی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کے بعد فرماتے ہیں: ولم یتعقبه العلامة الرافعی فی تقریره علیه فیظهر انه موافقة ، ثم رأیت العلامة طاهر سنبل قرر ایضا نحو ما فی رد المحتار ا ه ،

(ص۱۳۱، فصل فی الجمع بین الصلوتین بعرفة)

فی غنیة الناسک: (۸۷) ولا یتطوع بینهما، و یصلی سنة المغرب والعشاء والوتر بعدهما.....ولا یشغل بشئی اٰخر من أکل و شرب وغیرهما الا انه یأ تی بتکبیر التشریق مرة عند قیامه للعشاء بوجوبه ، فان تطوع او تشاغل بما یعد فصلا فی العرف کره ،

وفی المنسک المتوسط للعلامة ملا علی القاری رحمه الله :

ویستحب اکثارها بعد الصلوات فرضا اونفلا ، (ص۷۱)

وفی غنیة الناسک : والتلبیة مرة شرط وهو عند الاحرام لا غیر والزیادة علی المرة والاکثار منها مستحب ....وبعد المکتوبات اتفاقا یبدأ بتکبیر التشریق ثم بها فلو بدأ بها سقط التکبیر ، (ص۳۸) والله سبحانه اعلم بالصواب

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

۱۴۱۸/۱/۲ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف عفی عنہ

تکبیر تشریق کی تعداد تیئیس نمازیں ہیں یا عید کے ساتھ چوبیس؟

سوال:...... تکبیر تشریق کے لئے علماء تیئیس کی تعداد کیوں تحریر فرماتے ہیں، جبکہ عید الاضحیٰ میں بھی یہ تکبیر واجب ہے؟ جیسے: حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ:...... یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیے، سب تیئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

(بہشتی زیور ص۹۱۴، عیدین کی نماز کا بیان)

اور حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا واجب ہے۔ بحر الرائق، رد المحتار۔

(علم الفقہ ص ۳۲۸، عیدین کی نماز کا بیان)

جب عید الاضحیٰ میں بھی واجب ہے تو چوبیس نمازوں کی تعداد گننی چاہیے۔

جواب:...... تکبیرات تشریق کا وجوب اصلاً صرف فرض نمازوں کے بعد ہے واجب نماز کے بعد نہیں ہے اور حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے موقف کے مطابق نو ذی الحجہ کی فجر سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک فرض نمازیں تیئیس بنتی ہیں، اس لئے عام طور پر حضرات فقہاء تیئیس نمازیں ہی فرماتے ہیں۔ نماز عید چونکہ فرض نہیں بلکہ واجب ہے اس لئے نمازوں کی تعداد میں نماز عید کو شامل نہیں کیا جاتا، البتہ بعض حضرات کے نزدیک نماز عید کے بعد بھی واجب ہے، اس لئے نماز عید کے بعد بھی تکبیر تشریق کہہ لینی چاہیے، چنانچہ ”بہشتی گوہر“ میں ہے کہ: ”عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے“۔

(تفصیل کے لئے دیکھیے! ”علمی مکتوبات“ ج۲)

....

عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے راستہ میں جاتے اور آتے ہوئے دونوں وقتوں میں تکبیر تشریق پڑھنے کا حکم یا صرف جاتے ہوئے؟

''فتاوی محمودیہ'' میں اس سلسلے میں دو متضاد فتاوی نظر سے گذرے تو راقم نے دارالافتاء دارالعلوم کراچی ایک استفتاء بھیجا، وہ سوال و جواب درج ذیل ہے:

سوال:......عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے راستہ میں جاتے اور آتے ہوئے دونوں وقتوں میں تکبیر تشریق پڑھنے کا حکم ہے یا صرف جاتے ہوئے؟ اشکال اس لئے پیش آیا کہ ''فتاوی محمودیہ'' (جدید ۳۱/جلدوں والا ایڈیشن) میں دو مختلف جوابات دئے گئے ہیں، دونوں سوال و جواب درج ذیل ہیں:

سوال: (نمبر ۴۳۹۸)......نماز عیدین کے لئے صرف عیدگاہ کو جاتے وقت تکبیر تشریق پڑھتا چلے یا واپسی میں بھی؟

الجواب:......واپسی میں بھی۔

سوال: (نمبر ۴۳۹۹)......عیدین میں جو تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے، گھر سے عیدگاہ تک پڑھنے کا حکم ہے یا واپسی میں بھی پڑھنے کا حکم ہے؟

الجواب:......عیدگاہ جاتے وقت تکبیر پڑھی جاتی ہے اور واپسی میں نہیں پڑھی جاتی،

'' ویکبر فی حال خروجه الی المصلی جهرا فاذا انتهی الی المصلی یترک ، الخ ، بحر۔ان دونوں میں صحیح جواب کیا ہے؟

جواب:......عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیر تشریق پڑھنا مستحب ہے، واپسی میں نہیں۔

''فتاوی محمودیہ'' کے مذکورہ فتوی جس میں عیدگاہ سے واپسی میں بھی تکبیر تشریق پڑھنا

مذکور ہے، اس کے بارے میں دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کی زیرنگرانی ''فتاوی محمودیہ'' کی جدید تبویب' تخریج اور تعلیق کرنے والے حضرات نے جو توجیہ فرمائی ہے وہ مناسب معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

''حضرت مفتی صاحب کے جواب میں ...... بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ آثار صحابہ اور فقہی عبارات سے تکبیرات تشریق کا استحباب صرف عیدگاہ جاتے ہوئے عیدگاہ تک ثابت ہے، اور ایک قول کے مطابق عیدگاہ میں پڑھنا بھی مستحب ہے، جب تک امام نماز شروع نہ کرے، اس کے علاوہ نماز سے فراغت کے بعد واپسی میں مستحب یا مسنون نہیں، البتہ نفس ذکر مشروع ہونے کی وجہ سے جائز ہے، لہذا آٹھویں جلد میں سائل نے چونکہ ''شرعی حکم'' پوچھا ہے (جو کہ عیدگاہ جاتے ہوئے مسنون و مستحب ہے نہ کہ واپسی میں) اس لئے مفتی صاحب نے جواب میں شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''عیدگاہ میں جاتے وقت تکبیر پڑھی جاتی ہے اور واپسی میں نہیں پڑھی جاتی'' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واپسی پر پڑھنا جائز نہیں'' (اس لئے مفتی صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ: واپسی میں پڑھنا جائز نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ: واپسی میں نہیں پڑھی جاتی) اور یہاں سائل نے شرعی حکم کی تصریح نہیں کی، بلکہ یہ پوچھا ہے کہ ...... عیدگاہ جاتے وقت تکبیر پڑھتا چلے یا واپسی میں بھی؟ اور ظاہر ہے کہ واپسی میں پڑھنا بھی ذکر مشروع ہونے کی وجہ سے جائز ہے (اگرچہ مستحب یا مسنون نہیں) اس لئے مفتی صاحب نے جواب میں اسی ''نفس جواز'' کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''واپسی میں بھی'' لہذا اس اعتبار سے دونوں جوابوں میں تعارض نہیں رہتا''۔

(تفصیل کے لئے دیکھے! ''علمی مکتوبات'' ج ۲)

تکبیرات تشریق کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ میں اختلاف کی تحقیق

از: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

سوال: ......مسئلہ یہ ہے کہ تکبیرات تشریق کے بارے میں امام صاحب رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے درمیان اختلاف ہے، اس مسئلے میں مفتی بہ قول امام صاحب رحمہ اللہ کا ہے یا صاحبین رحمہما اللہ کا؟

جواب: ......دراصل تکبیر تشریق کے سلسلے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے درمیان دو مسئلوں میں اختلاف ہے۔ پہلا یہ ہے کہ تکبیر تشریق کب تک جاری رہے گی؟ اس میں امام صاحب رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ یوم عرفہ کی فجر سے یوم النحر کی عصر تک جاری رہے گی۔ اور صاحبین رحمہما اللہ ایام تشریق کے آخری دن (یعنی ۱۳ر ذی الحجہ) کی عصر تک واجب کہتے ہیں۔ اس مسئلہ میں تو فقہاء حنفیہ کی بھاری اکثریت نے صاحبین رحمہما اللہ ہی کے قول پر فتوی دیا ہے۔ اور شاید علامہ ابن ہمام اور صاحب بدائع رحمہما اللہکے سوا معروف فقہاء حنفیہ میں سے کسی نے بھی اس مسئلے میں امام صاحب رحمہ اللہ کے قول پر فتوی نہیں دیا۔ اور خود حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثانی رحمہ اللہ بھی اس مسئلے میں جمہور فقہائے حنفیہ کے مطابق اسی کے قائل ہیں کہ اس مسئلے میں فتوی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے۔ اور چونکہ امت کا متوارث عمل بھی اسی پر چلا آتا ہے، اور ائمۂ ثلاثہ رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں اس لئے اس مسئلے میں عمل صاحبین رحمہما اللہ ہی کے قول پر کرنا چاہئے

البتہ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہوتی ہے؟ ان میں صاحبین

رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر نماز فرض ہے، لہذا منفرد، عورت، مسافر اور گاؤں والوں سب پر تکبیر واجب ہے، لیکن امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صرف مقیم اہل شہر پر جماعت مستحبہ میں واجب ہے، لہذا منفرد، مرد و عورت پر، عورتوں کی جماعت پر، مسافروں پر (جبکہ ان کے ساتھ کوئی مقیم نہ ہو) اور گاؤں والوں پر تکبیر واجب نہیں ہے۔

اس مسئلہ میں فقہائے حنفیہ کی ترجیحات مختلف ہیں، بعض فقہاء مثلاً صاحبِ بحر، صاحبِ سراج وہاج، صاحبِ جوہرہ رحمہم اللہ نے اس مسئلے میں بھی صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر فتوی دیا ہے۔ (البحر الرائق ص ص ۱۶۶ ج ۲)

بعض نے اس مسئلہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔ اور بعض فقہاء کی عبارتیں دونوں کو محتمل ہیں۔ اس معاملے میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ فتوی امام صاحب رحمہ اللہ کے قول پر ہے، کیونکہ وہ روایۃً و درایۃً قوی ہے۔ ''بہشتی گوہر'' میں بھی اس کو اختیار کیا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ: اگر مسافر اور عورت بھی کہہ لیں تو بہتر ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت مولانا عثمانی رحمہ اللہ کے دلائل قوی ہیں، بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ''لا جمعة ولا تشریق ولا صلوة الفطر والضحی الا فی مصر جامع'' سے اسی کی تائید ہوتی ہے، لیکن چونکہ دوسری جانب بھی دلائل ہیں اور بعض فقہاء نے اس کو ترجیح دی ہے، اس لئے اس پر عمل کرے تو اس پر بھی نکیر درست نہیں، بالخصوص جبکہ ''بہشتی گوہر'' نے عدم وجوب کی تقدیر پر بھی اسے بہتر کہا ہے۔

(فتاوی عثمانی ص ۵۴۷ ج ۱)

ایک ضروری وضاحت۔ایام عشرہ میں بھی تکبیرات کا اہتمام کرنا چاہئے

قرآن شریف میں دوجگہ پر یہ لفظ آیا ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ﴾ الحج:۲۸۔

''اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَات'' سے بعض کے نزدیک ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور بعض کے نزدیک قربانی کے تین دن یعنی ایام تشریق مراد ہیں۔

﴿وَاذْكُرُو اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ط فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾

(سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۲۰۳)

اس سے ایام تشریق مراد ہیں، یعنی یہ ایام عشرہ بھی اللہ کے ذکر کے ایام ہیں، ان میں جتنی عبادت کی جائے وہ کم ہے۔((ما من ایام احب الی اللہ ان یتعبد من عشرة ذی الحجة)) اللہ تعالی کو ان دس دنوں کی عبادت سب دنوں کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء کرام نے فرمایا: رمضان المبارک کی راتیں افضل ہیں اور عبادت کے لئے ذی الحجہ کے دن افضل ہیں۔

''وکان ابن عمر ابو هريرة يخرجان الى السوق فى ايام العشر يكبران''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں میں بازار کی طرف نکلتے تھے اور تکبیر کہتے تھے، یعنی'' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد''۔

''ويكبر الناس بتكبيرهما'' ان کی تکبیریں سن کر دوسرے لوگ بھی تکبیر کہتے تھے۔ یہ تکبیر، تکبیر تشریق کے علاوہ ہے۔ تکبیر تشریق وہ ہے جو فرائض کے بعد ہوتی ہے اور واجب ہے، اور ایک تکبیر وہ ہے جو پورے ذی الحجہ میں مستحب ہے کہ آدمی ہر وقت چلتے پھرتے'

اٹھتے بیٹھتے، گھر میں، بازار میں کثرت سے تکبیر کہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان دنوں میں اللہ تعالی کو یہ مطلوب ہے کہ اس کی کبریائی بیان کی جائے اور مسلمانوں کے گلی کوچے تکبیر خداوندی سے معمور ہوں۔

اس لئے تکبیر تشریق جو واجب ہے اس کے علاوہ بھی عشرۂ ذی الحجہ میں تکبیر کہنا مستحب ہے، سرًّا بھی جائز ہے اور جہراً بھی۔

ہمارے زمانہ میں یہ چیز متروک ہوگئی ہے، جبکہ متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کرنا ثابت ہے، لہذا اس پر عمل کرنا چاہئے۔

ہماری قوم بعض اوقات بدعت کے خوف سے وہ کام بھی چھوڑ بیٹھتی ہے جو ثابت ہیں۔ جہر سے بڑا خوف کھاتے ہیں، اس لئے کہ عام طور پر بدعتی اس کا ارتکاب کرتے ہیں کہ درود شریف میں جہر، ذکر میں جہر، تسبیح میں جہر اور خدا جانے کہاں کہاں جہر شروع کیا، جس کی وجہ سے یہ تأثر بن گیا کہ ہر جگہ جہر بدعت ہے۔ اب تکبیر تشریق میں جہر مطلوب ہے، لیکن وہاں بھی جہر نہیں ہوتا، آواز نہیں نکلتی، حالانکہ تکبیر تشریق میں ایسا جہر مطلوب ہے کہ مسجد گونج اٹھے، لہذا اس کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

''وکبر محمد بن علی خلف النافلة '' اور حضرت محمد بن علی یعنی محمد باقر رحمہ اللہ جو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پوتے ہیں وہ نفل نمازوں کے بعد بھی تکبیر کہا کرتے تھے۔ فرض کے بعد جو تکبیر تشریق ہے وہ تو واجب ہے، لیکن وہی تکبیر نوافل کے بعد عام احوال میں مستحب ہے، لہذا جو عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اس سے اتنا پرہیز نہیں کرنا چاہئے۔

کیونکہ بدعت کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کام کو جس کا ثبوت سلف سے نہ ہو اور معمول بہ بنا

لیا جائے، اور یہاں پر متعدد روایات ہیں جن میں سلف سے تکبیر کا ثبوت جہری طور سے بھی ہے، اس لئے مختار یہ ہے کہ جہری تکبیر کہی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے قبہ یعنی منی میں خیمہ کے اندر رہتے تھے اور تکبیر فرماتے تھے، ''فیسمعه اهل المسجد'' مسجد والے تکبیر سنتے تھے ''فیکبرون'' پھر مسجد والے تکبیر کہتے تھے ''ویکبر اهل الاسواق'' بازار والے بھی تکبیر کہتے تھے'' حتى ترتج منى تكبيرا'' یہاں تک کہ منی تکبیر سے گونج اٹھتا تھا۔ یہ تکبیر، تکبیر تشریق نہیں ہے، کیونکہ وہ تو نماز کے بعد مسجد میں ہوتی تھی۔

''وكان ابن عمر يكبر بمنى تلك الايام وخلف الصلوات وعلى فراشه وفى فسطاطه ومجلسه وممشاه وتلك الايام جميعا''۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان دنوں میں منی میں نمازوں کے بعد اور اپنے بستر پر، اپنے خیمے میں، اپنی مجلس میں اور چلتے ہوئے بھی تکبیر کہتے تھے۔

''وكانت ميمونة تكبر يوم النحر''

اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا یوم نحر میں تکبیر کہتی تھیں۔

''وكان النساء يكبرن خلف ابان بن عثمان ، وعمر بن عبدالعزيز ليالى التشريق مع الرجال فى المسجد''۔

اور عورتیں ابان بن عثمان رحمہ اللہ اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے پیچھے جب نماز پڑھتی تھیں تو وہ بھی تشریق کی راتوں میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہتی تھیں، اگر چہ ان کی تکبیر کی آواز آہستہ ہوتی تھی۔

(انعام الباری، از: ص ۱۶۸ تا ص ۱۷۱ ج ۴، باب فضل العمل فى ايام التشريق ، كتاب العيدين)

منبر کے احکام

منبر کا لغوی معنی، منبر بنانا سنت ہے، منبر کہاں ہونا چاہئے؟ خطبہ منبر پر ہو، خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھے، خطبہ کس زینے پر پڑھے؟ خطبہ جمعہ ایک منبر پر بیٹھ کر ایک کھڑے ہو کر دینا، دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا، منبر پر دعا کرنا اور اس پر آمین کہنا، منبر کو عیدگاہ میں لے جانا اور وہاں منبر بنانا، منبر کی سیڑھی پر سجدہ کرنے کا حکم، منبر سے متصل مغربی جانب مسجد کا بیت الخلاء وغیرہ بنانا، منبر کے ہدیہ کے متعلق چند مسائل، منبر کا ثبوت، منبر نبوی ﷺ کے درجات تین تھے، وغیرہ امور پر مشتمل مختصر مگر مفید رسالہ۔

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

منبر کا لغوی معنی

(۱)......منبر: لغت میں وہ اونچی جگہ ہے جس پر خطیب یا واعظ مجمع کو خطاب کرنے کے لئے چڑھتا ہے۔ یہ نبر سے مشتق ہے جس کا معنی اونچا ہونا ہے۔ اس کی اونچائی اور بلندی کی وجہ سے اسے منبر کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ''انتبر الخطیب'' یعنی خطیب منبر پر چڑھا۔

(موسوعہ فقہیہ (اردو) ص ۱۱۷ ج ۳۹، منبر)

سب سے پہلے منبر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے استعمال فرمایا

(۲)......عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اِن اَتَّخِذ المنبر فقد اتّخذہ ابی ابراھیمُ ' واِن اتّخِذ العصا فقد اتّخذھا ابی ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام۔

(مجمع الزوائد ص ۳۳۴ ج ۲، باب فی المنبر، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: ۳۱۰۳)

ترجمہ:......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں منبر بناؤں (یعنی منبر کا استعمال کروں) تو (اس میں کیا حرج ہے، یہ تو) میرے والد حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے منبر بنایا۔ اور اگر عصا کا استعمال کروں تو (اس میں کیا حرج ہے یہ تو) میرے والد حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے استعمال فرمایا۔

عن سعد بن ابراھیم ' عن ابیہ قال : اوّل من خطب علی المنابر ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام۔

(مجمع الزوائد ص ۳۳۴ ج ۲، باب فی المنبر، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: ۳۱۰۴)

ترجمہ:......حضرت سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: سب سے پہلے جنہوں نے

منبروں پر خطبہ دیا وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی منبر استعمال فرمایا

(۲)......عن الحسن يقول : لمّا قدم النبی صلی الله عليه وسلم المدينة جعل يُسنِد ظهره الی خشبة و يحدِّث الناس ، فكثروا حوله ، فاراد النبی صلی الله عليه وسلم ان يُسمِعهم ، فقال : ابْنُوا لی شيئا ارتفع عليه ، قالوا : كيف يا نبی الله ! قال : عريش كعريش موسى ، فلمّا ان بنوا له ، قال الحسن : حنت والله الخشبة ، قال الحسن سبحان الله ! هل تبتغی قلوب قوم سمعوا ، قال ابو محمد : يعنی هذا۔

(سنن الدارمی (مترجم) ص۸۸ ج۱، المقدمة ، رقم الحديث:۳۸)

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ (وعظ ونصیحت کے وقت) اپنی پشت ایک لکڑی سے لگاتے، اورلوگوں کے سامنے بیان فرماتے ،لوگ (یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم) کثرت سے آپ کے پاس جمع ہوئے ، پس آپ ﷺ نے انہیں وعظ سنانے کا (یعنی ان تک آواز پہنچانے کا) ارادہ فرمایا،تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری لئے (کوئی) ایسی چیز بناؤ کہ اس پر میں بلند ہوجاؤں، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کس طرح کی چیز؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے منبر کی طرح۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب انہوں نے آپ ﷺ کے لئے منبر بنایا تو اللہ کی قسم! وہ لکڑی رونے لگی ،حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا اس قوم کے دل (مضبوطی ایمان کے لئے کوئی اور بھی نشانی) تلاش کریں گے جنہوں نے (یہ معجزہ) سن لیا۔ ابو محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی اس معجزے کے بعد۔

آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کرنا

(۳)......حدثنا ابو حازم بن دینار : ان رجالا اتوُا سهل بن سعد الساعدی ، وقد امْتَرَوا فی المنبر ، مِمَّ عُوْدُه ؟ فسألوه عن ذلک ، فقال : والله انی لاعرف ممّا هو؟ ولقد رأیتُه اوّل یوم وضع، و اوّل یوم جلس علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ، ارسل رسول الله صلی الله علیه وسلم الی فلانَةَ – امرأةٍ من الانصار قد سمّاها سهل – مُرِی غلامَکِ النّجار ان یعمل لی اعواداً أجلسُ علیهنّ اذا کلّمت الناس ، فامرَتُه ، فعَمِلَها مِن طرفاءِ الغابة ، ثم جاء بها، فارسلتْ الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ، فأمر بها فوُضعت ها هنا ، ثم رأیتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم صلّی علیها، و کبّر وهو علیها ، ثم رکع وهو علیها ، ثم نزل القهقری ، فسجد فی اصل المنبر، ثم عاد ، فلما فرغ أقبل علی الناس فقال : ایّها الناس ! انما صنعت هذا لتأتموا بی، ولتعلموا صلوتی۔

(بخاری، باب الخطبة علی المنبر ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۹۱۷)

ترجمہ:......ابو حازم بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں: چند لوگ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ منبر رسول میں مباحثہ کر رہے تھے کہ اس کی لکڑی کس درخت کی تھی؟ انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا: بخدا! میں جانتا ہوں کہ منبر کس لکڑی کا تھا اور میں نے اس کو پہلے ہی دن سے دیکھا ہے جب وہ تیار کر کے مسجد میں رکھا گیا، اور پہلے پہل نبی ﷺ اس پر جلوہ افروز ہوئے اس کو بھی میں جانتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی فلاں عورت کے پاس پیغام بھیجا جس کا حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے نام لیا تھا (مگر ابو حازم رحمہ اللہ بھول گئے) اور کہلا بھیجا کہ

اپنے بڑھئی (لکڑی کے کام کرنے والے) غلام کو حکم دو کہ وہ میرے لئے چند ایسی لکڑیاں (درجے) تیار کرے جن پر بیٹھ کر میں لوگوں سے خطاب کروں، اس عورت نے اپنے غلام کو اس کا حکم دیا، پس اس نے غابہ مقام کے جھاؤ کی لکڑی سے منبر بنایا، پھر وہ غلام اس کو عورت کے پاس لایا، پس اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، پس آپ ﷺ نے اس کو مسجد میں رکھنے کا حکم دیا، پس وہ یہاں رکھا گیا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور تکبیر کہی، درانحالیکہ آپ ﷺ منبر پر تھے، پھر منبر پر ہی رکوع کیا، پھر الٹے پاؤں منبر سے اتر آئے (تاکہ قبلہ سے انحراف نہ ہو) اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، پھر واپس منبر پر تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! میں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے تاکہ تم میری اقتدا کرو، اور تاکہ تم میری نماز سیکھو۔ (تحفۃ القاری ص ۲۳۷ ج ۳)

تشریح:......منبر مدینہ منورہ کے شمال میں کوئی نو میل کے فاصلہ پر ایک جنگل ''غابہ'' نامی جگہ کے جھاؤ کے درخت کا تھا۔ اور عائشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام میمون نجار (رحمہ اللہ) نے بنایا تھا، اس میں تین درجے تھے۔ (حوالہ بالا۔ تاریخ مدینہ منورہ ص ۱۱۳)

جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال : كان جذع يقوم عليه النبی صلى الله عليه وسلم ، فلما وضع له المنبر ، سمعنا للجذع مثل اصوات العشار ، حتى نزل النبی صلى الله عليه وسلم فوضع يده عليه۔

(بخاری، باب الخطبة على المنبر ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث: ۹۱۸)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے کے سہارے کھڑے ہوتے تھے، جب آپ ﷺ کے لئے منبر رکھ دیا گیا تو ہم نے

اس تنے سے ایسی آوازیں سنیں جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آوازیں ہوتی ہیں، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ منبر سے اترے، پھر آپ نے اپنا دست مبارک اس تنے پر رکھا۔

تشریح: ...... ایک روایت میں ہے کہ: وہ لکڑی بچے کی طرح چلا اٹھی: ''صاحت النخلة صياح الصبی''۔

(سنن کبری بیہقی ص۲۹۲ ج۶، باب مقام الامام فی الخطبة، کتاب الجمعة، رقم الحديث: ۵۷۶۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ: وہ ستون بچے کی طرح چیختا تھا۔ ''تَئنُّ اَنِيْنَ الصّبی''۔

(بخاری، باب النّجّار، کتاب البيوع، رقم الحديث: ۲۰۹۵)

تین دفعہ اس کی یہ کربناک آواز بلند ہوئی، حضور ﷺ منبر سے اترے اور اس پر دست شفقت رکھا اور اسے گلے سے لگایا اور وہ بچے کی طرح سسکیاں بھرتے ہوئے خاموش ہو گیا۔ (وفاءالوفاء ص۲۷۸ ج۱)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر میں اسے تسلی دے کر خاموش نہ کراتا تو یہ اس صدمہ میں قیامت تک روتا رہتا: ''لو لم أحتَضِنُه لَحَنَّ الی يوم القيامة''۔

(ابن ماجہ ص۱۰۲، باب ما جاء فی بدء شأن المنبر، کتاب اقامة الصلوة و السنة فيها، رقم الحديث: ۱۴۱۵)

استوانہ حنانہ کی تدفین

(۴) ...... آپ ﷺ نے اس لکڑی سے مخاطب ہو کر فرمایا: اگر تو چاہے تو تجھے تیری پہلی جگہ پر سابقہ حالات میں لوٹا دوں، یعنی تو پھر سرسبز و شاداب اور پر از میوہ و بہار ہو جائے، اور اگر چاہے تو جنت میں تجھے بٹھا دوں، اس کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو اور جنت

کی ابدی بہاروں سے لطف اندوز ہو اور تیرا پھل اولیاء واتقیاء واصفیاء وازکیاء کھائیں۔
اس نے جواب میں عرض کیا: یارسول اللہ! میں جنت میں جانا پسند کرتا ہوں، تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ: اس نے جنت الخلد کو اختیار کرلیا ہے: ''ثم قال : اختار دار البقاء علی دار الفناء''۔

یعنی اس نے جہان فانی کی بجائے عالم جاودانی کو اختیار کیا ہے۔

چنانچہ اسی جگہ یا منبر کے نیچے گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا گیا، اور اب وہ جنت کی ابدی نعمتوں سے مالا مال ہو رہا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جب اس حدیث کو سنتے تو رو دیتے اور فرماتے کہ: اے اللہ کے بندو! ایک خشک لکڑی آپ ﷺ کی جدائی میں روئی، تو کیا تم اس سے کہیں زیادہ رونے کے مستحق نہیں ہو؟۔

(وفاء الوفاء ص ۲۷۶/۲۷۷ ج ۱۔ جذب القلوب ص ۹۹/۱۰۰۔ تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۱۱۵)

منبر شریف کی بلندی اور طول وعرض

(۵)......وکان طول منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصة ذراعین فی السماء، وعرضه ذراعا فی ذراع''۔ (عمدة الاخبار فی مدینة المختار ص ۱۳۴، ط : المکتبة العلمیة)

منبر شریف کی لمبائی ایک گز تھی، اور اس کی چوڑائی آدھے گز، اور ہر درجہ اور سیڑھی کی چوڑائی بھی آدھے گز کے بقدر تھی، اور پائے تقریبا ایک بالشت اور تین انگلیوں کے برابر تھے۔ اور وہ بازو جس پر دوران خطبہ حضور ﷺ دست مبارک رکھتے تھے اس کی اونچائی ایک بالشت اور تین انگلیوں کے برابر تھی۔ اور آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ رکھنے کی جگہ زمین سے پانچ بالشت سے کچھ زیادہ اونچی تھی۔ (حوالہ بالا)

حضور اقدس ﷺ کے منبر مبارک کا طول دو ہاتھ ایک بالشت اور تین انگل، عرض ایک ہاتھ، درمیان والا حصہ-جس کے ساتھ تکیہ لگاتے تھے- ایک ہاتھ لمبا، اور وہ بازو جن پر آپ خطبہ کے لئے بیٹھتے وقت ہاتھ رکھتے تھے وہ ایک بالشت اور دو انگل اونچے تھے۔

منبر مبارک کے تینوں جانب پانچ لکڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ منبر کی یہ کیفیت حضور اقدس ﷺ کے بعد سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظمؓ سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں قائم رہی۔ (تاریخ مدینہ منورہ ص ۴۱۵)

منبر نبوی ﷺ کی جدید پیمائش

منبر شریف کی لمبائی ایک گز تھی، یعنی: ۳۶/انچ۔ اور اس کی چوڑائی آدھے گز، یعنی: ۱۸/انچ۔ اور ہر درجہ اور سیڑھی کی چوڑائی بھی آدھے گز کے بقدر تھی، یعنی: ۳۶/انچ۔

منبر بنانا سنت ہے

(۶)......فقہاء کی رائے ہے کہ منبر بنانا ایسی سنت ہے جس پر اجماع ہے۔

(موسوعہ فقہیہ (اردو) ص ۱۱۸ ج ۳۹، منبر)

منبر کہاں ہونا چاہئے؟

(۷)......آپ ﷺ کے دور مبارک میں منبر مصلی کے دائیں طرف ہوا کرتا تھا، لہذا سنت یہ ہے کہ منبر محراب و مصلی کے دائیں جانب رکھا جائے۔ (فتاوی حقانیہ ص ۲۱۵ ج ۵)

’’وان یکون علی یسار المحراب ، قھستانی‘‘۔

(شامی ص ۱۴۸/۱۵۰ ج ۲، مطلب : فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ، باب الجمعة ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

وكان منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم من يمين المحراب اذا استقبلت القبلة۔
(بذل المجہود ص۱۴۸/۱۵۰ ج۲، باب موضع المنبر ، كتاب الصلوة ، تحت رقم الحديث :۱۰۸۱)

''و يسنّ ان يضع يسار القبلة''۔
(جامع الرموز ص۲۶۸ ج۱، فصل صلوة الجمعة ، كتاب الصلوة ، ط : سعيد)

''قال النووى فى مناسكه وفى احياء علوم الدين : انه اى المصلى يجعل عمود المنبر حذاء منكبه الايمن ويستقبل السارية التى الى جانبها الصندوق ، فذلك موقف رسول الله صلى الله عليه وسلم''۔
(وفاء الوفاء ص۳۷۲ ج۱، محراب المسجد النبى و متى)

یعنی: ''مناسک نووی'' اور ''احیاء علوم الدین'' میں ہے کہ: نماز پڑھنے والوں کو چاہئے کہ عمود منبر کو اپنے داہنے شانے کے مقابل کریں، اور منہ اس ستون کی طرف کریں جس کے کنارے پر صندوق ہے، کیونکہ حضور سرور عالم ﷺ کے کھڑے ہونے کی یہی جگہ تھی۔ (مجموعۃ الفتاوی ص۲۰۴ ج۱، باب المساجد)

نوٹ:...... ''کفایت المفتی'' میں اس مسئلہ میں بظاہر تسامح نظر آتا ہے، اس میں ہے:
سوال:...... منبر، محراب کے اندر ایک طرف ہونا افضل ہے یا باہر؟
جواب:...... محراب کے اندر ہو تو بہتر ہے، اور باہر ہو تب بھی صف کو نہ توڑتا ہو، اس طرح بنانا چاہئے، صف کو توڑے تو یہ بہتر نہیں۔
(کفایت المفتی ص ۹۸ ج ۱۰، سوال نمبر: ۴۰۶۸۔ محراب و منبر کا بیان۔ ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

(۸)...... محراب میں منبر بنانا

سوال:...... منبر، محراب کے اندر بنانا چاہئے یا باہر؟

الجواب: ...... منبر ایسی جگہ بنانا چاہئے کہ نمازی اس کے سامنے ہوں، اور آواز اس کی نمازیوں کو پہنچے، اگر محراب کے اندر بھی ہو تو کچھ حرج نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند مکمل و مدلل ص ۹۷ ج ۱۴، وقف کا بیان)

گو اس فتوی کی رو سے منبر محراب میں بنانا جائز ہے، مگر آپ کے دور مبارک میں منبر محراب سے باہر تھا، اس لئے سنت یہی ہے کہ منبر محراب سے باہر بنایا جائے۔

(۹) ...... اس وقت مسجد نبوی ﷺ میں منبر، مصلی رسول اللہ ﷺ سے فاصلہ پر ہے، اس پر اشکال اور اس کا جواب

سوال: ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ مسجد نبوی میں ہم دیکھتے ہیں کہ منبر شریف محراب نبوی یا مصلی نبوی سے کافی فاصلہ پر ہے، آنحضور ﷺ کا مصلی یا محراب تو مسجد کے وسط میں ہوگا، تو اسی کے ساتھ ہی منبر ہونا چاہئے، کیونکہ منبر بھی مسجد کے درمیان میں ہوتا ہے، جب کہ موجودہ منبر مصلی سے کافی فاصلے پر ہے۔ یہ بات بھی بعید ہے کہ منبر کو بعد میں ہٹا کر موجودہ جگہ پر رکھا گیا ہو، کیونکہ منبر کے ساتھ ریاض الجنہ کے حدود کا تعلق ہے، رسول اللہ ﷺ کے مصلی کے ساتھ کھجور کے تنے کا نشان لگایا گیا ہے، منبر بھی وہی ہونا چاہئے۔ اس اشکال کا کیا جواب ہے؟

الجواب: ...... شروحات کتب احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا منبر آپ ﷺ کے مصلی سے متصل و قریب تھا، اس سے بحث نہیں کہ محراب تھی یا نہیں۔ ''سنن ابن ماجہ'' میں حدیث ہے: جب آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے تو منبر کے پاس پڑھتے تھے۔

نیز مسلمانوں کی مساجد میں امام کے مصلی کے پاس بجانب راست منبر رکھنے کا رواج

ہے، اگر منبر اتنا دور ہوتا جو مسجد نبوی میں ہے، تو پھر منبر کو دور رکھنا ہی سنت یا مستحب ہوتا۔ نیز منبر درمیان میں رکھنا معقول ہے، تاکہ امام منبر پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر خطبہ یا بیان کے وقت سب مصلیوں کے درمیان ہو۔

ہاں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے ''زاد المعاد'' میں لکھا ہے:

''ولم یوضع المنبر فی وسط المسجد، وانما وضع فی جانبه الغربی قریبا من الحائط، وکان بینه و بین الحائط قدر ممر الشاة، وکان اذا جلس علیه النبی صلی الله علیه وسلم فی غیر الجمعة أو خطب قائما فی الجمعة استدار اصحابه الیه بوجوههم وکان وجهه صلی الله علیه و سلم قبلهم فی وقت الخطبة''۔

(زاد المعاد فی هدی خیر العباد ص۴۳۰ ج۱)

یہ قول ان اقوال کے خلاف ہے جو پہلے ذکر کئے گئے۔ علامہ شنقیطی نے ''الدر الثمین'' میں تحریر فرمایا ہے:

''فلما تحول النبی صلی الله علیه وسلم الی المنبر عن الجذع قام الجذع بحنین الی النبی صلی الله علیه وسلم .... فاختار الجذع ان یکون من غراس الجنة و سکت عن الحنین و دفن هذا الجذع فیما بعد تحت المنبر من جهة القبلة''۔

(الدر الثمین ص۳۵)

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ نے ''مجموعۃ الفتاوی'' میں ''وفاء الوفاء'' سے نقل فرمایا:

''موضع المنبر لم یغیر و یبعد کل البعد ان یجعل النبی صلی الله علیه و سلم موضع منبره فی طرف مسجده ولا یتوسط اصحابه''۔

منبر کی جگہ نہیں بدلی گئی اور یہ بات بہت بعید ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات منبر کی جگہ اپنی مسجد کے کنارے میں مقرر فرمائیں، اور وسط اصحاب میں اسے نہ رکھوائیں۔ (مجموعۃ الفتاوی ص۳۰۵ ج۱، باب المساجد)

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ منبر نبوی رسول اللہ ﷺ کے مصلی کے ساتھ تھا، لیکن حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اور ''وفاء الوفاء'' وغیرہ اور مشاہدہ سے پتہ چلتا ہے کہ منبر محراب سے دور واقع تھا، اور وہاں تک ریاض الجنۃ ہے، جس کی فضیلت کسی مسلمان پر مخفی نہیں۔ تطبیق یہ سمجھ میں آتی ہے کہ خطبہ کے وقت تو منبر مصلی کے پاس ہوتا تھا اور کبھی کبھی وہاں رکھا جاتا تھا جہاں پر اب موجود ہے، تاکہ مصلی اور محراب کے پاس کی جگہ کھلی رہے، اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم حلقہ کی شکل میں تشریف فرما ہوں تو رسول اللہ ﷺ کے جمال جہاں آراء اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان کوئی حائل نہ ہو جب آپ ﷺ اپنے مصلی پر تشریف فرما ہوں۔ اور ''ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ'' منبر کی موجودہ جگہ کی طرف اشارہ ہے۔ (فتاوی دار العلوم زکریا ص۶۸۱ ج۴، احکام مساجد کا بیان)

منبر اور آپ ﷺ کی نماز کی جگہ کا درمیانی فاصلہ چودہ گز ایک بالشت تھا

(۱۰)......منبر اور مقام رسول اللہ ﷺ کے بیچ میں چودہ گز ایک بالشت کا فرق تھا جیسا کہ ''وفاء الوفاء'' میں ہے: ''قال ابن زبالہ : ان ما بین المنبر و مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم – الذی کان یصلی فیہ حتی توفی – اربعۃ عشر ذراعا و شبرا''۔

یعنی: ابن زبالہ نے کہا ہے کہ: منبر اور اس مقام کا درمیانی فاصلہ – جہاں رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنی وفات تک نماز پڑھی – چودہ گز ایک بالشت تھا۔

(مجموعۃ الفتاوی ص۳۰۴ ج۱، باب المساجد)

مسجد نبوی کی قبلہ رخ دیوار منبر سے ایک گز یا کچھ زائد پیچھے کو ہٹی ہوئی تھی

(۱۱)......عن سلمة رضى الله عنه قال : كان جدار المسجد عند المنبر ما كادت الشاة تجوزها۔

(بخاری، باب قدر كم ينبغي ان يكون بين المصلّي و السّترة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث: ۴۹۷)

ترجمہ:......حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مسجد کی جو دیوار منبر کے پاس تھی، اس سے بکری بہ مشکل گزر سکتی تھی۔

تشریح:......"ابوداؤد شریف" کے الفاظ یہ ہیں:

عن سلمة بن الاكوع رضى الله عنه قال : كان بين منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم و بين الحائط كقدر مَمَرِّ الشّاة۔

(ابوداؤد، باب موضع المنبر ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۱۰۸۲)

ترجمہ:......حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے منبر اور دیوار کے درمیان کا فاصلہ بکری کے گزرنے کی مقدار تھا۔

تشریح:......حائط سے مراد سامنے کی دیوار یعنی قبلہ کی دیوار ہے۔ منبر شریف مسجد کے اندر سامنے والی دیوار جہاں امام کی محراب ہوتی ہے اس کے متصل تھا، دیوار اور منبر کے درمیان فاصلہ تقریباً ایک ذراع کے بقدر جتنی جگہ میں بکری گذر سکتی ہے اتنا تھا۔

یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ منبر مسجد کے اندر دیوار سے بالکل ملا ہوا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہونا چاہئے۔ (الدر المنضود ص۴۲۴ ج۲)

"قد روى يحى فى ترجمة ما جاء فى زيادة الوليد ان عمر بن عبد العزيز رحمه

الـلـه حضر رجالا من قريش فاروه مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم الذى زاد فيـه عثـمان رضى الله عنه فعلم عمر بن عبد العزيز رحمه الله المسجد الاول الذى كـان فـى عهـده صلى اله عليه وسلم فكان جدار القبلة من وراء المنر ذراعا او اكثر من ذراع ''۔

یعنی: یحی نے ولید کی زیادتوں کے بیان میں کہا ہے کہ: عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ قریش کے لوگوں کے پاس گئے، پس انہوں نے آپ کو مسجد نبوی دکھلائی - اور اس میں جو زیادتی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی - دکھائی، پس عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو اصلی مسجد جو نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تھی معلوم ہوگئی، اس میں قبلہ رخ دیوار منبر سے ایک گز یا کچھ زائد پیچھے کو ہٹی ہوئی تھی۔ (مجموعۃ الفتاوی ص۳۰۴ ج۱، باب المساجد)

منبر نبوی ﷺ کے درجات تین تھے

(۱۲)......آپ کے منبر کے درجات تین تھے، یعنی اس منبر کی سیڑھیاں تین تھیں، اس لئے منبر کے درجات تین ہی بنانے چاہیئے، اس میں کمی وبیشی مناسب نہیں۔

عـن كـعب بن عجرة رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : احضروا المنبر ، فحضرنا ، فلما ارتقى درجة قال : آمين ، فلما ارتقى الدرجة الثانية قـال :آمـيـن ، فـلـمـا ارتقى الدرجة الثالثة قال : آمين ، فلما نزل قلنا : يا رسول الله ! لقد سمعنا منک اليوم شئيا ما كنا نسمعه ؟ قال : ان جبرئيل عليه السلام عرض لى، فـقـال : بـعُـد من ادرک رمضان فلم يُغفر له ، قلت : آمين، فلمّا رقيتُ الثانية ، قال : بعُد من ذكرت عنده ' فلم يصلّ عليک ، قلت : آمين ، فلمّا رقيتُ الثانية قال : بعُد من ادرک ابويه الكِبر عنده أو احدهما فلم يُدخلاه الجنة ، قلت : آمين۔

ترجمہ:......حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ منبر پر آتے ہوئے ہمیں آواز دے کر) فرمایا: منبر کے قریب آجاؤ، ہم حاضر ہوگئے ، جب آپ ﷺ نے پہلی سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: آمین، پھر جب دوسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا: آمین، پھر تیسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین، جب آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آج ہم نے آپ ﷺ سے ایک ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنا کرتے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے بددعا کی: دور ہووہ شخص جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو، (اس پر) میں نے کہا: آمین، پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو (حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بددعا کی) دور ہووہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر آئے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے (اس پر) میں نے کہا: آمین، پھر جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو (حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بد دعا کی) دور ہووہ شخص جس کی موجودگی میں اس کے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپا آئے اور وہ والدین اس شخص کو جنت میں داخل نہ کرادیں، تو میں نے کہا: آمین۔

(الترغیب والترھیب (مکمل) ص۲۳۱، الترغیب فی صیام رمضان احتسابا و قیام لیله سیما لیلة القدر و ما جاء فی فضله ، کتاب الصوم ، رقم الحدیث:۱۴۹۹)

تشریح:......اس حدیث میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں۔

’’ثم اعلم ان المنبر لم یزل علی حالة ثلاث درجات‘‘۔

(بذل المجهود ص۹۹ ج۵، باب اتخاذ المنبر، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۰۱۸)

’’ومنبره صلی الله علیه وسلم کان ثلاث درجات‘‘۔

(شامی ص۳۹ ج۳، مطلب: فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ، باب الجمعة ، کتاب الصلوة)

”مرقاتین“ کی روایت سے تعارض اور اس کا حل

(۱۳)......عن ابن عمر رضی الله عنهما : انّ النبی صلی الله علیه وسلم لما بدن قال له تمیم الداری : الا اتخذ لک منبرا یا رسول الله ، یجمع أو یحمل ، عظامک ؟ قال : بلی، فاتخذ له منبرا مرقاتین۔

(ابوداؤد، باب اتّخاذ المنبر ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۱۰۸۱)

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: جب نبی کریم ﷺ کا بدن مبارک بھاری ہوگیا تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! کیا میں آپ کے لئے ایک منبر تیار کردوں جو آپ کا بوجھ برداشت کرلیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، پس انہوں نے آپ ﷺ کے لئے دو سیڑھیوں والا ایک منبر بنادیا۔

تشریح:......قوله :مرقاتین :اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منبر شریف کے صرف دو درجے تھے، حالانکہ مشہور روایت میں یہ ہے کہ: اس کے درجات (سیڑھیاں) تین تھے۔ جواب یہ ہے کہ: ممکن ہے کہ: اس روایت میں سب سے اوپر کا درجہ جس پر آپ ﷺ بیٹھتے تھے اس کو شمار نہ کیا ہو، لہذا مطلب یہ ہوا کہ جن درجات کے ذریعہ سے چڑھتے تھے وہ دو تھے۔

(الدر المنضود ص۴۲۳ ج ۲)

”قلت : الذی قال مرقا تین لم یعتبر الدرجة التی کان یجلس علیها صلی الله علیه وسلم“۔(بذل المجهود ص۱۰۰ ج ۵، باب موضع المنر، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۱۰۸۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لمبے منبر کو توڑنے کا حکم دینا

(۱۳)......عن ابی تمیم الجیشانی رضی الله عنه قال : کتب عمر بن الخطاب رضی الله عنه الی عمرو بن العاص رضی الله عنهما : اما بعد ! فانّه بلغنی انک

اتَّخذتَ منبرًا تَرقّٰی به علی رقاب الناس ، اَوَ ما بِحَسْبِک ان تقوم قائما و المسلمون تحت عقبَیْک ، فعزمتُ علیک لمّا کَسرتَهُ۔

(کنز العمال ، آداب الامارۃ ، الخلافۃ مع الامارۃ ، رقم الحدیث:۱۴۳۳۷)

ترجمہ:......حضرت ابوتمیم جیشانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کو (یہ خط) لکھا:

امابعد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم نے ایک (لمبا) منبر بنایا ہے، (جب تم اس پر خطبہ دیتے ہوتو) تم لوگوں کی گردنوں سے بلند ہو جاتے ہو، کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تم سیدھے کھڑے ہو (یعنی چھوٹے منبر پر نیچی کی سیڑھی میں) اور مسلمان تمہاری ایڑیوں کے نیچے ہوں۔ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم اسے توڑ دو۔

(حیاۃ الصحابہ (عربی) ص۱۲۲ ج ۳، کتاب عمر رضی اللہ عنہ الی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فی کسر المنبر ، الباب السابع : باب اهتمام الصحابة رضی اللہ عنهم باجتماع الکلمة و اتحاد الاحکام ، (اردو ص ۱۳۶ ج ۲، امیر کے عام مسلمانوں سے اپنا معیار زندگی بلند کرنے پر.....نکیر)

مروان نے منبر کے درجات میں تبدیلی کی

(۱۴)......سب سے پہلے منبر کے درجات کو مروان نے تبدیل کیا، اور چھ سیڑھیاں بنائیں

”ولم یزل المنبر علی حاله ثلاث درجات ، حتی زاده مروان فی خلافة معاویة (رضی اللہ عنه) ست درجات من اسفله“۔

(فتح الباری ص ۵۰۷ ج ۲، باب التّأذین عند الخطبة ، کتاب الصلوة ، تحت رقم الحدیث:۹۱۷)

(۱۵)......امام اور مقتدیوں کے درمیان منبر کا فصل

سوال:......مسجد میں پہلی صف میں ممبر حائل رہتا ہے اس وجہ سے پہلی صف میں تقریبا دو

ہاتھ بقدر منبر جگہ خالی رہتی ہے تو یہ فصل باعث کراہت ہے یا نہیں؟

الجواب:...... یہ فصل ضروری باعث کراہت نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیو بند مکمل مدلل ص ۲۲۹ ج ۳، سوال نمبر: ۱۱۷۶۔باب الامامة و الجماعة)

سوال:......امام کے قریب منبر ہے اور منبر کے قریب دو مقتدی نماز پڑھ رہے ہیں اور دوسری جانب: ۱۰/۶ / مقتدی نماز پڑھتے ہیں، گویا کہ منبر قدرے درمیان میں ہے تو اس سے صف ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامدا و مصليا:......اگر منبر صف کے درمیان آجائے کہ کچھ مقتدی صف کی ایک جانب ہوں اور کچھ دوسری جانب ہوں تو اس کی وجہ سے صف میں خلل نہیں آتا، صف درست ہو جائے گی۔ مبسوط سرخسی میں ایسا ہی مذکور ہے۔

’’و الاصطفاف بين الاسطوانتين غير مكروه ، لانه صف فى حق كل فريق وان لم يكن طويلا ، و تخلل الاسطوانة بين الصف كتخلل متاع موضوع أو كفرجة بين رجلين ، و ذلک لا يمنع صحة الاقتداء ولا يوجب الكراهة‘‘۔

(مبسوط سرخسی ص ۵۴ ج ۱، باب الامامة ، کتاب الصلوة ۔شامی ص ۵۸۶ ج ۱، باب الامامة ، کتاب الصلوة ۔فتاوی عالمگیری ص ۸۷ ج ۱، الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما یمنع ، کتاب الصلوة)۔(فتاوی محمودیہ ص ۵۳۰ ج ۶، سوال نمبر: ۲۹۴۹، ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

خطبہ منبر پر ہو

(۱۶)......منبر پر خطبہ دینا سنت نبوی ہے، اس کے بغیر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔

’’ومن السنة ان يكون الخطيب على منبر اقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم‘‘۔(فتاوی عالمگیری ص ۱۴۷ ج ۱، الباب السادس عشر فی صلوة الجمعة ، کتاب الصلوة)

خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھے

(۱۷)......امام کو چاہئے کہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر بیٹھے۔

(بخاری، باب الجلوس علی المنبر عند التأذین ، کتاب الجمعة ، رقم الحدیث:۹۱۵/۹۱۶)

خطبہ کس زینے پر پڑھے؟

(۱۸)......عن انس بن مالک رضی الله عنه قال : کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقوم مسندا ظهره الی جذع منصوب فی المسجد یوم الجمعة ، فخطب ، فجاءه رومی فقال : یا رسول الله ! الا اضع لک شیئا تقعد علیه کأنک قائم ؟ فصنع له منبرا درجتین ، ویقعد علی الثالثة۔

(دلائل النبوة للبیهقی ص۵۵۸ج۲، (ط: دار الکتب العلمیة ، بیروت) باب ذکر المنبر الذی اتخذ لرسول الله صلی الله علیه وسلم وما ظهر عند وضعه و جلوس النبی صلی الله علیه وسلم من دلائل النبوة ، الخ ،کتاب الجمعة ، رقم الحدیث :)

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال : لم یجلس ابو بکر الصدیق رضی الله عنه فی مجلس رسول الله صلی الله علیه و سلم علی المنبر حتی لقی الله عز و جل، ولم یجلس عمر رضی الله عنه فی مجلس ابی بکر رضی الله عنه حتی لقی الله ، ولم یجلس عثمان رضی الله عنه فی مجلس عمر رضی الله عنه حتی لقی الله۔

(طبرانی اوسط ص۴۹ج۸، من اسمه : محمود ، رقم الحدیث :۷۹۲۳۔تاریخ الخلفاء ص۶۳، فصل فی مبایعته رضی الله عنه ، ط: مؤسسه الکتب الثقافیة ، بیروت)

آنحضرت ﷺ سب سے اوپر کی سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی جگہ اختیار نہیں کی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کی جگہ اختیار نہیں کی، بلکہ ایک سیڑھی اور نیچے اترے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جگہ اختیار کی اور نیچے جگہ نہ رہنے اور مساوات کا احتمال نہ رہنے کی وجہ سے اوپر کی سیڑھی کو اختیار فرمالیا۔

خطبہ منبر کے تیسرے زینے پر پڑھنا منقول ہے، پہلے اور دوسرے زینے سے پڑھنا بھی ممنوع نہیں۔

خطبہ دوسرے درجہ پر بھی ادا ہو جائے گا، تیسرے درجہ پر کھڑا ہونا اعلیٰ بات ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۹۹/۲۰۰ ج ۸، سوال نمبر: ۳۷۶۳/۳۷۶۴، ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

(۱۹)......خطبہ جمعہ ایک منبر پر بیٹھ کر' ایک کھڑے ہو کر پڑھنا

سوال:...... جمعہ کا ایک خطبہ منبر پر بیٹھ کر اور ایک کھڑے ہو کر دینا کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامدا و مصليا:...... بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے: ''**ثم قيامه بعد الاذان في الخطبتين ، ولو قعد فيهما أو في احدهما ، اجزأ ، وكره من غير عذر**''۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۱۵، احكام الجمعة ، كتاب الصلوة ۔شامی ص ۱۴۸/۱۵۰ ج ۲ باب الجمعة ، كتاب الصلوة ۔البحر الرائق ص ۲۵۸ ج ۲، باب الجمعة ، كتاب الصلوة)

عن ابن عمر رضى الله عنهما قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة قائما ، ثم يجلس ، ثم يقوم ، قال : كما يفعلون اليوم ۔

(مسلم، باب ذكر الخطبتين قبل الصلوة وما فيهما من الجلسة ،كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۸۶۱)

(فتاوی محمودیہ ص ۱۹۸ ج ۸، سوال نمبر: ۳۷۶۲، ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

(۲۰)......دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا

سوال:......خطبہ ثانیہ میں بمقام دعا بحق سلطان المسلمین ایک زینہ نیچے آجانا اور پھر اوپر

جانا کیسا ہے؟

جواب:...... بوقت دعائے سلطان المسلمین ایک زینہ نیچے اترنا اور پھر چڑھنا بے دلیل ہے اور مکروہ ہے۔

''قال ابن حجر رحمه الله فی التحفة : و بحث بعضهم ان ما اعتید الآن من النزول فی الخطبة الثانیة الی درجة سفلی ، ثم العود بدعة قبیحة شنیعة''۔

(شامی ص۱۶۱ ج۲، باب صلوة الجمعة ،کتاب الصلوة ، ط : سعید)

(کفایت المفتی ص۲۰۶/۲۲۶ ج۵،سوال نمبر:۱۸۸۶/۱۹۱۱۔ط:جامعہ فاروقیہ،کراچی)

منبر پر دعا کرنا اور اس پر آمین کہنا

(۲۱)......بعض فقہاء نے صراحت کی ہے کہ:منبر پر دعا کرنے والا کوئی ماثور دعا کرے،اور لوگ اس کے ساتھ دعا کریں تو ایسا لوگوں کی تعلیم کے لئے ہوتو کوئی حرج نہیں ،اور اگر لوگوں کی تعلیم کے لئے نہ ہوتو یہ مکروہ ہے۔

(موسوعۃ الفقہیہ اردو(کویتیہ)ص۱۲۰ج۳۹،منبر)

فتاوی عالمگیری ص۳۱۸ ج۵، الفصل الرابع فی بیان ما یمنع صحة الاقتداء وما لا یمنع ،کتاب الصلوة ، ط: رشیدیه)

منبر کو عیدگاہ میں لے جانا یا وہاں منبر بنانا

(۲۲)......منبر کو عیدگاہ میں نہیں لے جایا جائے گا،اس لئے کہ آپ ﷺ سے یہ ثابت نہیں۔روایت میں ہے کہ: ثمّ رکب رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی أتی الموقِف ، فجعل بطن ناقته القصواء الی الصّخرات ، الخ۔

(مسلم، باب حجة النبی صلی الله علیه وسلم ،کتاب الحج ، رقم الحدیث :۱۲۱۸)

ترجمہ:...... پھر رسول اللہ ﷺ قصواء (اونٹنی) پر سوار ہوئے اور موقف پر تشریف لائے (وہ مقام جہاں آپ ﷺ نے وقوف فرمایا) قصواء اونٹنی کا پیٹ چٹانوں کی طرف کر دیا۔

اور رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک سے آج تک اسی پر عمل ہے۔ اور لوگوں نے مروان بن حکم پر نکیر کی کہ انہوں نے عیدین میں منبر کو باہر نکالا، لوگوں نے ان کے اس عمل کو خلاف سنت قرار دیا۔ (مبسوط سرخسی ص۴۲ ج۲، بدائع الصنائع ص۲۸۰/۲۸۳ ج۱)

حنفیہ کی صحیح روایت اور مالکیہ کا ایک قول اس کے جواز کا ہے۔ حنفیہ نے کہا ہے کہ: اسی لئے لوگوں نے عیدگاہ میں اینٹ اور گارے سے مستقل منبر بنایا، اور لوگوں میں جس چیز پر عمل رائج اور مشہور ہو اس کی اتباع واجب ہے۔ بعض حنفیہ کے نزدیک ایک قول میں عیدگاہ میں منبر بنانا مکروہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری ص۱۵۴ ج۱۔ مبسوط ص۷۷ ج۲۔ حاشیۃ العدوی ص۳۴۴ ج۱۔ کفایۃ الطالب ص۳۰۲/۳۱ ج۱)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ایک روایت میں منبر کا (عیدگاہ میں) لے جانا جائز ہے، اور دوسری روایت میں مکروہ ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ منبر بھی نہ لے جائیں۔

قال فی الدر : ولا بأس باخراج منبر الیها ، ولکن فی الخلاصة : لا بأس ببنائه دون اخراجه ، قال الشامی : و مثله فی الخانیة ، فدل کلامهما علی انه لا خلاف فی کراهة اخراجه الیها ، وانما الخلاف فی بنائه فیها ، و یمکن حمل الکراهة علی التنزیهیة وهی مرجع خلاف الاولی ، المفاد من کلمة لابأس غالبا فلا مخالفة فافهم، (ص۸٦۸ ج۱)۔ (شامی ص۱٦۱ ج۲، باب صلوة الجمعة، کتاب الصلوة، ط: سعید)

(امداد الاحکام ص۴٦۱ ج۱، سوال نمبر: ۳۵، فصل فی احکام المسجد و آدابه)

(۲۳)......منبر کی سیڑھی پر سجدہ کرنے کا حکم

سوال:......ایک ممبر کی سیڑھی پانچ گرہ اونچی ہے،اس پر سجدہ جائز ہے یا نہیں؟ (مفہوم)

الجواب:......ایک بالشت اونچی سیڑھی پر سجدہ جائز ہے،اور وہ سیڑھی پانچ گرہ ہے،اس لئے نماز جائز نہیں۔(امداد الاحکام ص۵۵۶ ج۱،سوال نمبر:۴، فصل فیما یفسد الصلوة و ما یکره فیها)

(۲۴)......منبر سے متصل مغربی جانب مسجد کا بیت الخلاء وغیرہ بنانا

سوال:......مسجد کی مغربی جانب مسجد کے منبر سے بالکل متصل مسجد کی زمین ہے،اس زمین میں بیت الخلاء اور غسل خانہ بنانا اور نل لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامدا و مصليا:......اگر نمازیوں کو کوئی خلل نہ ہو تو مسجد کی اس زمین میں جو منبر سے متصل ہے مغربی جانب واقع ہے،نل لگانے،غسل خانہ بنانے اور بیت الخلاء بنانے میں کوئی حرج نہیں،شرعا درست ہے۔

’’واذا جعل تحته سردابًا لمصالحه ای المسجد جاز‘‘۔

(شامی ص۳۵۷ ج۴ (کراچی) ص۵۴۷ ج۶ (زکریا)، مطلب: فی احکام المساجد ، کتاب الوقف ، الموسوعة الفقهية الكوتية ، ۲۰۲/۳۷ ، الدر المنتقى ، دار الكتب العلمية ، بيروت ، ۵۹۴/۲ ، هدايه اشرفی ۶۴۴/۲)

’’وفی تقریرات الرافعی تحت قول لمصالحه : ليس بقيد بل الحكم كذلك اذا كان ينتفع به عامة المسلمين على ما أفاده فی غاية البيان‘‘۔

(شامی (ص۸۰ ج۴،کراچی) ص۸۰ ج۶ ، الرافعی فی آخر الشامی ،زکریا۸۰/۶، کراچی ۸۰/۴)

(فتاوی قاسمیہ ص۱۷۱ ج۱۸،سوال نمبر:۹۷۶۶)

(۲۵)......منبر کے ہدیہ کے متعلق چند مسائل

سوال:......تعمیر مسجد کمیٹی کا زید کی طرف سے منبر لینے سے انکار کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب:......تعمیر مسجد کمیٹی کا منبر لینے سے انکار نا جائز ہے، کیونکہ مسجد کے لئے کوئی عطیہ قبول نہ کرنا، مسجد کو نقصان پہنچانا ہے، اور مسجد کو نقصان پہنچانے کا متولی یا منتظم کو حق نہیں ہے۔

سوال:......زید کو منبر مذکور بنانے کے عزم اور طے کردہ معاملہ سے بدلنے پر مجبور کر کے تعمیر مسجد میں نقدا حصہ لینے کی ترغیب دلانا جائز ہے یا نا جائز؟۔

جواب:......اگر اس میں حقیقۃً مسجد کا فائدہ مدنظر ہو، ذاتی غرض کی آمیزش نہ ہو تو ایسا مشورہ دینا گناہ نہیں۔ مشورہ قبول کرنا نہ کرنا زید کے اختیار میں۔

سوال:......بکر محض زید کی ضد میں عہدیداران تعمیر مسجد کمیٹی کے ذریعہ زید کو منبر مذکور بنوانے سے روک کر خود دوسرا منبر بنوانا چاہتا ہے تو بکر کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب:......اگر بکر کا یہ فعل محض ضد اور اپنی شہرت اور ناموری کی نیت سے ہو تو نا جائز ہے۔

سوال:......جو لوگ بکر کی تائید و حمایت میں زید کو اس کار خیر کے انجام دینے سے باز رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:......زید ایک نیک کام کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، اس سے اسے باز رکھنے کی کوشش کرنا درست نہیں، اگر دو آدمی ایک ہی کام کرنا چاہتے ہیں تو باہمی رضامندی سے فیصلہ کر لیں یا پھر قرعہ ڈال لیں، جس کا نام نکل آئے وہ منبر بنائے اور دوسرا آدمی رقم مسجد کے کسی اور کام میں صرف کر دے۔

سوال:......عمرو کے قول: ''کس کتاب میں سنگ مرمر کا منبر بنوانے کے لئے لکھا ہے؟'' پر تحقیقی روشنی ڈالی جائے، کیونکہ حرمین شریفین اور اکثر بڑی مساجد میں اسی قسم کے منبر موجود

ہیں۔

جواب: ...... یہ قول تو محض عامیانہ ہے، کیونکہ سنگ مرمر کا منبر بنوانے کا جواز اس پر موقوف نہیں ہے کہ وہ کسی کتاب میں لکھا ہو۔ مسجد میں قالین کا فرش بچھانا کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ ٹائل لگانا کسی کتاب میں نہیں لکھا، لیکن یہ سب کام متمول لوگ کر رہے ہیں اور اباحت اصلیہ کی بنا پر برداشت کئے جا رہے ہیں۔

(کفایت المفتی ص ۱۱۰/۱۰۳/ج ۱۰، سوال نمبر: ۴۰۶۹۔ ط: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

آپ ﷺ کے منبر اطہر کے متعلق چند روایات

آپ ﷺ کے منبر شریف کو چھونا

(۱) ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا گیا کہ حضور اقدس ﷺ کے منبر شریف پر بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ پھیرا، اور پھر وہ ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیرا۔

(۲) ...... یزید بن عبداللہ قُسیط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: منبر اطہر کا وہ رمّانہ (لٹو) جو قبر اطہر کے نزدیک ہے (یعنی شرقی سمت والا) آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ سے اسے پکڑا کرتے تھے، اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تبرک کے لئے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔

امام غزالی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ: نیچے والے رمانہ پر ہاتھ رکھے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ رکھا تھا۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: اب وہ رمانہ باقی نہیں رہا، جب مسجد نبوی شریف میں آگ لگی تو وہ جل گیا تھا۔

(غایۃ الاوطار ص ۶۲۷ ج ۱۔ حاشیہ عالمگیری ص ۱۶۸، کتاب الحج۔ وفاء الوفاء ص ۲۸۷ ج ۱۔ تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۱۱۸)

عن يزيد بن عبد الله بن قُسيط قال : رأيت نفرا من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم اذا خلا لهم المسجد قاموا الى رُمانة المنبر القرعاء فمسحوها ودعوا ، قال : ورأيت يزيد يفعل ذلك۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۷۹۹ج۸، فى مسّ منبر النبى صلى الله عليه وسلم ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۶۱۲۹)

فقہاء رحمہم اللہ مسجد نبوی میں زیارت کے وقت کے آداب میں منبر کو چھونے کو منع فرماتے ہیں، اس لئے کہ اس وقت جو منبر ہے وہ آپ ﷺ کے زمانہ والا منبر نہیں ہے، آپ ﷺ کے دور مبارک کے وقت جو منبر شریف تھا، جس پر آپ ﷺ اور حضرات خلفاء راشدین خطبہ دیا کرتے تھے وہ ایک آگ کے حادثہ میں جل گیا تھا۔

۶۵۴ھ میں مسجد نبوی شریف میں آگ لگ گئی ، جہاں اس مقدس مسجد کا اور بھی بہت نقصان ہوا' وہاں اس حادثہ عظمی میں منبر شریف بھی نذر آتش ہو گیا (یعنی جل گیا) اور اس طرح لوگ اس برکت کے حصول سے بھی محروم ہو گئے جو وہ سرور کونین رحمت دارین ﷺ کے وجود باجود کے مس کرنے والی جگہ سے حاصل کیا کرتے تھے، منبر شریف کا جو تھوڑا بہت حصہ بچ گیا اس کو ایک صندوق میں بند کر کے اسطوانہ حنانہ کے قریب دفن کر دیا گیا۔ (تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۱۱۹)

(۳)......منبر شریف پر چڑھتے وقت جوتے نکال دینا

عن ثابت بن قيس رضى الله عنه قال : رأيت ابا بكر رضى الله عنه اذا رَقِىَ خلع نعليه۔

ترجمہ:......حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابوبکر رضی

اللہ عنہ کو دیکھا کہ: آپ جب منبر شریف پر تشریف لے جاتے تو جوتے نکال دیتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۰۰ ج۸، من کان اذا صعد منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلع نعلیہ ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۶۱۳۱)

عن محمد بن هلال قال : رأيت عمر بن عبد العزيز رحمه الله اذا رَقِيَ منبر النبی صلی الله علیه وسلم خلع نعليه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۸۰۰ ج۸، من کان اذا صعد منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلع نعلیہ ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۱۶۱۳۳)

ترجمہ:......حضرت محمد بن ہلال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو دیکھا کہ: آپ جب منبر شریف پر تشریف لے جاتے تو جوتے نکال دیتے۔

منبر شریف کے پاس جھوٹی قسم کھانے پر سخت وعید

(۴)......جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : لا يحلِفُ احدٌ عند منبری هذا علی يمينٍ آثمةٍ ولو علی سواكٍ اخضرَ ، الا تَبوَّاَ مقعدَه من النّار ، أو وجبت له النّار۔

(ابوداؤد (مع بذل) ص۵۴۲ ج۱۰، باب ما جاء فی تعظیم الیمین عند منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، کتاب الایمان والنذور ، رقم الحدیث:۳۲۴۶)

ترجمہ:......حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے اگرچہ وہ ایک تازہ مسواک کے لئے ہی کیوں نہ ہو، مگر یہ کہ اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔ یا یہ کہ: اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی۔

میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

(۵)......عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النّبی صلی الله عليه وسلم قال : ما بين بيتی و منبری روضة من رياض الجنة ، ومنبری علی حوضی۔

(بخاری، باب فضل ما بين القبر والمنبر ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۱۱۹۵/۱۸۸۸)

ترجمہ:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

تشریح:......روضة کے معنی ہیں: باغ، ہری بھری کیاری، مسجد نبوی کے اس خاص حصہ کو جنت کے باغ سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ اس جگہ میں ہر وقت اللہ تعالی کا ذکر' تلاوت قرآن اور نماز کا سلسلہ چلتا رہتا ہے، اور احادیث میں ذکر کے حلقوں کو جنت کے باغات کہا گیا ہے۔ (تحفۃ القاری ص۵۱۶ ج۳)

علامہ ابوالحسن ابن بطال رحمہ اللہ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

بیت سے مراد گھر ہو یا قبر دونوں صحیح ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کی قبر اطہر آپ ﷺ کے گھر ہی میں بنی ہے۔

''میرا منبر میرے حوض پر ہے'' اس کا ایک معنی یہ ہے کہ: اللہ تعالی بعینہ اسی منبر کو حوض پر لوٹا دیں گے، اور اس کو بلند کر کے حوض پر رکھ دیں گے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ: حوض پر بھی نبی کریم ﷺ کا ایک منبر ہوگا۔ (شرح ابن بطال ص۱۸۴ ج۳، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اس حدیث میں مدینہ منورہ کی فضیلت ہے، خاص اس جگہ کی جو آپ ﷺ کے حجرہ اور آپ ﷺ کے منبر کے درمیان ہے، اور جو شخص اس جگہ میں اللہ تعالی کی اطاعت کو لازم رکھے گا (یعنی اہتمام کرے گا) تو یہ اطاعت اس کو جنت کے باغات میں سے کسی باغ کی طرف پہنچا دے گی، اور جس شخص نے آپ ﷺ کے منبر کے پاس عبادت کو لازم رکھا تو اس عبادت کی وجہ سے اس کو جنت کے حوض سے پلایا جائے گا۔

(عمدۃ القاری ص۳۸۱ ج ۷، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔از: نعمۃ الباری ص۳۴۲ ج ۳)

میرے اس منبر کے پائے جنت میں نصب کئے ہوئے ہیں

(۶)......عن ام سلمة رضی الله عنها انّ النبی صلی الله علیه و سلم قال: انّ قوائم منبری هذا رواتبُ فی الجنّة۔

(نسائی، فضل مسجد النّبی صلی الله علیه وسلم والصلوة فیه، کتاب المساجد، رقم الحدیث: ۶۹۷)

ترجمہ:......حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میرے اس منبر کے پائے جنت میں نصب کئے ہوئے ہیں۔

تشریح:......رواتب، جمع ہے: راتبة کی، رتب سے ماخوذ ہے، جس کے معنی کھڑے رہنے کے ہیں، تو مطلب حدیث کا یہ ہوا کہ وہ منبر جس جگہ پر کھڑا ہے وہ جنت سے ہے، گویا اس کے پائے جنت میں ثابت ہیں۔ (شرح النسائی ص۱۵۴ ج ۲)

میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہوگا

(۷)......عن سهل بن سعد رضی الله عنه انه: سمع النبی صلی الله علیه و سلم یقول: منبری علی تُرُعَةٍ من تُرَعِ الجنة، فقلت: ما الترعة یا ابا العباس؟ قال:

الباب۔

(مجمع الزوائد ص۵۰۹ ج۳، باب فیما بین القبر والمنبر ، کتاب الحج ، رقم الحدیث:۵۸۸۲)

ترجمہ:......حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہوگا۔

میرے منبر کے پائے جنت میں دیکھے گئے

(۸)......عن ابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہ انّ النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال: انّ قوائم منبری ھذا رؤیت فی الجنّة۔

(کنز العمال ، فضائل الامکنة و الازمنة ، الروضة الشریفة ، رقم الحدیث:۳۴۹۵۷)

ترجمہ:......حضرت ابوواقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میرے منبر کے پائے جنت میں دیکھے گئے۔

....

کہاں میں اور کہاں اس منبر اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے مگر دزدیدہ دزدیدہ

....

سنگ بھی مہکے ہیں کیسی نکہت انفاس سے — دیر تک محراب ومنبر دیکھنا اور سوچنا

خطبہ کے وقت عصا پکڑنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ ہماری مساجد میں ائمہ حضرات کچھ لمبا عصا پکڑتے ہیں، ایک حدیث پاک میں آپ کے عصا مبارک کی لمبائی کا ذکر ملا تو خیال آیا کہ رسالہ کے آخر میں اسے بھی نقل کر دوں، شاید کسی کو عمل کی توفیق ہو جائے۔

آپ ﷺ کے عصا مبارک کی لمبائی کتنی ہونی چاہیئے؟

مسئلہ:...... نبی کریم ﷺ کے عصا مبارک کی لمبائی آپ ﷺ کی کمر مبارک کے برابر تھی۔ شیخ ابوعوامہ حفظہ اللہ نے ''مصنف ابن ابی شیبہ'' کے حاشیہ میں ایک روایت نقل کی ہے، اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ: آپ ﷺ خطبہ دیتے تھے تو آپ ﷺ کے دست مبارک میں عصا ہوتا تھا، اور اس کی لمبائی کمر مبارک کے برابر تھی:

''کان یخطب و معه مخصرة ای عصا، طولها الی حد خصر صاحبها، فهی قصیرة''۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۷۸ ج ۴، العصا یتوکأ علیها اذا خطب، تحت رقم الحدیث: ۵۶۰۸)

ایک قابل افسوس واقعہ

ایک مجلس میں، میں نے حضرت مفتی..... صاحب کے سامنے اس حدیث کا تذکرہ کیا، اور عرض کیا کہ: حضرت! ہمارے یہاں عامۃً جمعہ کے دن خطیب کے ہاتھ میں جو عصا ہوتا ہے اس کی لمبائی زیادہ ہوتی ہے، اگر اس حدیث پر عمل کو زندہ کیا جائے اور عصا کی لمبائی تھوڑی چھوٹی کر دی جائے تو بہتر نہیں؟ مجھے انتہائی حیرت اور افسوس ہوا کہ موصوف نے ہنستے ہوئے فرمایا'': یہ تو عصائے موسیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام) ہے'' میں نے عرض کیا کہ: حضرت! اس کی لمبائی کیا تھی؟ اس پر خاموش رہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے عصا مبارک کی لمبائی

حضرت موسیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام) کا عصا ان کی قامت کے برابر تھا، جو بارہ ہاتھ تھا۔ایک قول میں اس کی لمبائی دس ذراع تھی، جوآپ کی قامت سے کم تھا۔

(شمائل کبریٰ ص۲۴۰۲)

حضرت موسیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام) کے عصا کی جدید پیمائش

حضرت موسیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام) کے عصا کی لمبائی: بارہ (۱۲) ہاتھ یعنی: دوسوسولہ (۲۱۶) انچ اور اٹھارہ (۱۸) فٹ تھی۔اور ایک قول کے مطابق دس (۱۰) زراع، یعنی: ایک سواسی (۱۸۰) انچ، اور فٹ (۱۵) تھی۔

نوٹ :...... ہاتھ کا حساب: ایک ہاتھ :۱۸/انچ کا ہوتا ہے۔اور فٹ کے حساب سے ایک ہاتھ: ۵۰-۱/فٹ کا ہوتا ہے۔(ثمرۃ الاوازان ص۴۱)

جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورہ دہر پر دوام کا حکم

مرغوب احمد لاجپوری

ناشر: جامعۃ القراءات، کفلیتہ

فہرست مقالہ: ’’جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورہ دہر پر دوام کا حکم‘‘

جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورہ دہر پر دوام کا حکم....................	۲۸۶
جو جائز چیز ناجائز تک پہنچادے وہ بھی ناجائز ہو جاتی ہے........................	۲۸۶
فقہاء نے مستحب اور مندوب پر اصرار کو منع فرمایا ہے...........................	۲۸۷
جمعہ کی فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پر دوام کی نفی............................	۲۸۹
دوام کی روایت اور اس کا جواب..	۲۹۱
جمعہ کی فجر میں منقول اور سورتیں..	۲۹۲

جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورہ دہر پر دوام کا حکم

حدیث شریف میں ہے کہ: آپ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھتے تھے۔اس روایت کی وجہ سے بعض حضرات اس پر دوام کے قائل ہیں کہ ہر جمعہ کی فجر میں یہی سورتیں پڑھنی چاہئے۔مدارس وجامعات اور خانقاہوں میں جہاں اکثر اہل علم وطلبہ کا مجمع ہوتا ہے، اگر دوام کیا جائے تو کوئی نامناسب نہیں، مگر عام مسجدوں میں جہاں اکثریت غیر اہل علم کی ہوتی ہے، وہاں دوام قطعا مناسب نہیں۔

جو جائز چیز ناجائز تک پہنچادے وہ بھی ناجائز ہوجاتی ہے

فقہاء نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ: جو جائز چیز ناجائز تک پہنچادے وہ بھی ناجائز ہوجاتی ہے۔

(۱)......وکل ما أدی الی ما لا یجوز لایجوز۔

(الدر المختار مع رد المحتار ص۵۱۹ ج۹، کتاب الحضر والاباحة، فصل فی اللبس، ط : مکتبة دار الباز، مکة المکرمة)

جب مصالح پر مفسدات غالب آجائیں تو ان پر حرمت کا حکم عائد ہوگا۔''روح المعانی''میں ہے:

(۲)......''فان المفسدة اذا ترجحت علی المصلحة اقتضت تحریم الفعل ''۔

(روح المعانی ص۳۷۱ج۲، سورة البقرة : تحت الآیة ﴿وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا﴾ :۲۱۹)

ہر جمعہ کی فجر میں اگر یہی سورتیں پڑھی جائیں گی تو عوام کا اعتقاد فاسد ہوجائے گا اور وہ ان کو واجب اور ضروری سمجھنے لگیں گے۔

کوئی طاعت جب معصیت کی طرف پہنچائے تو اس طاعت کا ترک واجب ہوجاتا

ہے،اس لئے کہ جو چیز شر تک پہنچائے وہ بھی شر ہے:

(۳)......واستدل بالآیة علی ان الطاعة اذا أدت الی معصیة راجحة وجب ترکھا ' فان ما یؤدی الی الشر شر۔

(روح المعانی ص۳۷۱ج۲، سورۃ الانعام : تحت الآیة ﴿ولا تَسبُّوا الّذین یدعون﴾ :۱۰۸)

فقہاء نے مستحب اور مندوب پر اصرار کو منع فرمایا ہے

جمعہ کی فجر میں ان سورتوں کے پڑھنے کو فقہاء مستحب لکھتے ہیں،اور فقہاء نے مستحب اور مندوب پر اصرار کو منع فرمایا، بلکہ اس کو مکروہ تک فرمایا۔ اور اس اصل کی دلیل ''بخاری شریف'' کی یہ روایت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا کوئی حصہ نہ بنائے کہ وہ یہ اعتقاد کرے کہ اس پر واجب ہے کہ وہ صرف (نماز کے سلام کے بعد) دائیں طرف مڑ کر بیٹھے، کیونکہ میں نے بہت دفعہ نبی کریم ﷺ کو بائیں طرف پھرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(بخاری، باب الانفتال والانصراف عن الیمین والشمال ، کتاب الاذان ، رقم الحدیث:۸۵۲)

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ منیر رحمہ اللہ کا بیان کردہ یہ اصول ذکر کیا ہے:

(۱)......وقال ابن المنیر : ان المندوبات قد تنقلب مکروھات اذا رفعت عن رتبتھا، لان التیامن مستحب فی کل شیء أی من امور العبادة ، لکن لما خشی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان یعتقدوا وجوبہ اشار الی کراھتہ۔

(فتح الباری ص۳۹۴ج۲، تحت رقم الحدیث:۸۵۲)

ہروہ مباح کام جوعوام کے گمان میں سنت یا واجب ہونے لگے تو وہ مکروہ ہے۔

(۲)......کل مباح يؤدى الى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه ' فهو مكروه۔

(تنقيح الفتاوى الحامدية ص۳۳۳ج۲، مسائل و فوائد شتى من الحضر والاباحة و غير ذلك ط : مكتبة دار المعرفة ، بيروت)

شارح مشکوۃ ملاعلی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(۳)......و فيه ان من اصر على امر مندوب و جعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال ، فكيف من اصر على بدعة و منكر۔

(مرقاۃ ص۳۵۳ج۲، باب الدعاء فى التشهد ، كتاب الصلوة)

ہروہ مباح کام جو لازم اور ضروری نہ ہو، اس کو لازم اور ضروری سمجھا جانے لگے تو وہ مکروہ ہوجاتا ہے۔

(۴)......فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروها۔(سباحة الفكر فى الجهر بالذكر، ص۳۴۔ مجموعه رسائل اللكهنوى ص۴۹۰ج۳)

مفتی بہ قول کے مطابق سجدۂ شکر مستحب ہے، لیکن نماز کے بعد (متصلاً) مکروہ ہے، اس لئے کہ عوام اس کے سنت یا واجب ہونے کا اعتقاد کرنے لگیں گے، اور جب نوبت یہاں تک پہنچے تو وہ کام مکروہ ہوجاتا ہے۔

(۵)......و الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة ، فكيف اصرار البدعة التى لا اصل له فى الشرع ۔(السعاية فى كشف ما فى شرح الوقاية ص۲۶۵ج۲، باب صفة الصلوة ، قبيل : فصل فى القراءة)

(۶)......سجدة الشكر مستحبة و به يفتى ، لكنها تكره بعد الصلوة ، لان الجهلة

یعتقدونها سنة أو واجبة ، وکل مباح یؤدی الیه فمکروه۔

(الدر المختار مع رد المحتار ص۵۸۹ ج۲، باب سجود التلاوۃ ، مطلب : فی سجدۃ الشکر ، کتاب الصلوۃ ، قبیل : باب : صلوۃ المسافر ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة۔

حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص۵۰۰، فصل : سجدۃ الشکر مکروهة عند ابی حنیفة رحمه الله ' کتاب الصلوۃ ، قبیل : باب الجمعة ، ط : بیروت)

جمعہ کی فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پر دوام کی نفی

اور علماء نے صراحت سے ان سورتوں کے متعلق دوام کی نفی فرمائی ہے، چند عبارتیں یہ ہیں۔شارح بخاری علامہ عینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

(۱)......قلت : اکثر العلماء علی ان : کان لا یقتضی المداومة ، ...... قلت : الکوفیون مذهبم کراهة قراء ة شی ء من القرآن مؤقتة لشیء من الصلوات ان یقرأ سورة السجدة وهل اتی فی الفجر کل جمعة ، وقال الطحاوی رحمه الله : معناه اذا رأه حتما واجبا لا یجزیء غیره ، أو رأی القراء ة بغیرها مکروهة ، اما لو قرأها فی تلک الصلوة تبرکا أو تاسیا بالنبی صلی الله علیه وسلم أو لاجل التیسیر فلا کراهة ، وفی المحیط: بشرط ان یقرأ غیر ذلک احیانا لئلا یظن الجاهل انه لا یجوز غیره۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری ص۲۶۷ ج۶، باب ما یقرأ فی صلوۃ الفجر یوم الجمعة ، کتاب الجمعة ، تحت رقم الحدیث:۸۹۱)

یعنی میں کہتا ہوں کہ: اکثر علماء کے نزدیک یہ دوام کی مقتضی نہیں ہے۔فقہاء احناف کے نزدیک کسی نماز میں کسی سورت کے پڑھنے کو معین کرنا مکروہ ہے کہ ہر جمعہ کو فجر کی نماز

میں ان سورتوں کو پڑھے۔امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا: یہ اس صورت میں مکروہ ہے جب وہ یہ سمجھے کہ اس نماز میں اس سورت کو پڑھنا لازم اور واجب ہے، اور کسی اور سورت کو پڑھنا جائز نہیں ہے یا مکروہ ہے، لیکن اگر جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ان سورتوں کو نبی ﷺ کی اتباع کرنے کی نیت سے پڑھے یا اس وجہ سے کہ اس کو یہ سورتیں اچھی طرح یاد ہیں اور وہ ان کو سہولت سے پڑھ سکتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

''محیط'' میں مذکور ہے: پھر بھی اس کو چاہئے کہ کبھی کبھی کوئی اور سورت پڑھ لے تا کہ ناواقف شخص یہ گمان نہ کرے کہ فجر کی نماز میں ان ہی سورتوں کو پڑھنا لازم ہے۔

(۲)......السورة المأثورة في الصلوات مستحبة اعتيادها عندنا كما في البحر والحلية ، ويدعها مرة أو مرتين كي لا يفسد عقائد من خلفه من عدم صحة هذه الصلوة بدون السور۔

(العرف الشذی علی ھامش الترمذی ص۱۶۹ج۱، باب ما جاء فی ما یقرأ فی صلوة الصبح یوم الجمعة ، کتاب الجمعة ، تحت رقم الحدیث:۸۹۱)

(۳)......(ويكره التعيين) كالسجدة و– هل اتى – لفجر كل جمعة ، بل يندب قراء تهما احيانا ، وفي الشامي : و علله في الهداية بقوله : لما فيه من هجر الباقي و ايهام التفضيل ، (قوله : بل يندب قراء تهما احيانا) وفي فتح القدير : لان مقتضى الدليل عدم المداومة لا المداومة على العدم كما يفعله حنفية العصر ، فيستحب ان يقرأ ذلك احياناً تبركاً بالمأثور ، فان لزوم الايهام ينتفي بالترك أحيانا۔

(شامی ص۲۶۵ج۲، مطلب : النسة تکون سنة عین و سنة کفایة ، باب صفة الصلوة ، کتاب الصلوة ، ط : مکتبة دار الباز ، مکة المکرمة)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے ابوداؤد کی شرح میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا رجحان یہ نقل فرمایا ہے کہ:

(۴)......فانما المراد به قراء تها احيانا ، او كثيرا كثرة الوجود على العدم ، أو كثرة في نفس الامر لا بنسبة عدم قراء تها۔

(بذل المجهود فى حل سنن ابى داؤد ص۸۰ج۵، باب ما يقرأ فى صلوة الصبح يوم الجمعة ، كتاب الصلوة ، تحت رقم الحديث:۱۰۸۴)

ہمارے نزدیک ان سورتوں کا پڑھنا احیانا مستحب ہے یا اکثر، اور کثرت میں دو احتمال ہیں: فی نفسہ کثرت یا کثرۃ الوجود علی العدم، یعنی نہ پڑھنے کے مقابلہ میں ان سورتوں کا پڑھنا زائد ہو۔ (الدر المنضود ص۱۴۷ج۲)

(۵)......ويستحب اقتداء ه بقراء ة النبى صلى الله عليه و سلم كالسجدة ' و هل اتى بفجر الجمعة احيانا، قوله (احيانا) يفيد كراهة المداومة۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص۳۶۳، فصل : فى المكروهات ،كتاب الصلوة ، ط : مكتبة دار الكتب العلمية ، بيروت ، لبنان)

دوام کی روایت اور اس کا جواب

''مجمع الزوائد'' کی ایک روایت میں ہر جمعہ کی صراحت آئی ہے:

(۱)......عن ابن عباس رضى الله عنهما قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فى كل جمعة فى صلوة الغداة ﴿الم تنزيل السجدة﴾ و ﴿هل اتى على الانسان﴾۔ (مجمع الزوائد ۳۱۶ ج۲، باب ما يقرأ فيهما ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۰۲۲)

اور ''طبرانی'' کی ایک روایت میں دوام کی صراحت آئی ہے:

(۲)......عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه : أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی صلوة الصبح یوم الجمعة ﴿الٓمٓ تنزیل السجدة﴾ و﴿هل اتی علی الانسان﴾ یدیم ذلک۔

(طبرانی (صغیر) ص۹۶ ج۱/اور ص۴۴ ج۲، من اسمه محمد ، رقم الحدیث:۹۸۶۔مجمع الزوائد ۳۱۶ ج۲، باب ما یقرأ فیهما ، کتاب الصلوة ، رقم الحدیث:۳۰۲۱)

ان دونوں حدیثوں کا جواب یہ ہے کہ: ان میں ’’یدیم ذلک ‘‘اور’’یقرأ فی کل جمعة ‘‘ کے الفاظ صحیح روایت میں ثابت نہیں۔حافظ نورالدین علی ہیثمی رحمہ اللہ ان روایات کو نقل فرما کر تحریر فرماتے ہیں: ’’یدیم ذلک ‘‘ والی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں: ’’ قلت هو عند ابن ماجه خلا قوله : یدیم ذلک ‘‘اور’’یقرأ فی کل جمعة ‘‘والی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں:’’ قلت : هو فی الصحیح خلا قوله : فی کل جمعة‘‘۔

جمعہ کی فجر میں منقول اور سورتیں

دوسرا جواب یہ ہے کہ: آپ ﷺ، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ سے جمعہ کے دن نماز فجر میں ان دونوں سورتوں کے علاوہ اور سورتیں بھی منقول ہیں، اگر دوام اور ہر جمعہ کی روایت کو درست مان لیں تو یہ روایتیں بے معنی ہو جائیں گی۔

ان کے علاوہ جو سورتیں جمعہ کی فجر میں منقول ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱)......پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ، اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر۔

(۲)......سورۂ روم۔

(۳)......پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ، اور دوسری رکعت میں سورۂ ملک۔

(۴)......پہلی رکعت میں سورۂ حشر، اور دوسری رکعت میں سورۂ جمعہ۔

(۵)......سورۂ مریم۔

(۱)......عن ابی هريرة رضى الله عنه قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم يقرأ في الفجر يوم الجمعة﴿الٓمٓ ، تنزيل﴾ و﴿هل اتى على الانسان﴾۔

(بخاری، باب ما يقرأ فى صلوة الفجر يوم الجمعة ، كتاب الجمعة ، رقم الحديث:۸۹۱)

(۲)......عن عبد الملك بن عمير : ان النبى صلى الله عليه وسلم فقرأ فى الفجر يوم الجمعة بسورة الروم۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۱۷ ج۲، باب القرأة في صلوة الصبح ، رقم الحديث:۲۷۳۰)

(۳)......عن ابن مسعود رضى الله عنه قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم يقرأ فى صلوة الجمعة بسورة الجمعة ﴿وسبح اسم ربك الاعلى﴾ وفى صلوة الصبح يوم الجمعة ﴿الم تنزيل﴾ و﴿تبارک الذى بيده الملک﴾۔

(مصنف عبدالرزاق ص۱۸۱ ج۳، باب القرأة في يوم الجمعة ، رقم الحديث:۵۲۳۸)

(۴)......عن على رضى الله عنه : أنه قرأ فى الفجر يوم الجمعة بسورة الحشر ، و سورة الجمعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳۴ ج۴، ما يقرأ فى صلوة الفجر ،كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۴۸۸)

(۵)......عن ابى حمزة الاعور ، عن ابراهيم رحمه الله انه صلى بهم يوم الجمعة الفجر، فقرأ ب: ﴿كهيعص﴾۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۴ ج۳، ما يقرأ فى صلوة الفجر، كتاب الصلوة ، رقم الحديث :۳۵۸۷۔ص۲۲۴ ج۳، من كان يستحب ان يقرأ فى الفجر يوم الجمعة بسورة فيها سجدة ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۴۹۳)

والله تعالى اعلم وعلمه احكم و اتم۔

کروناوائرس اور

نمازعید کا مسئلہ

کرونا کی وجہ سے عید کی نماز گھر یا کسی اور جگہ پڑھنے کا حکم

مسئلہ:......حکومت کے قانون کی وجہ سے مسجد یا میدان میں عید کی نماز ادا کرنے کی اجازت نہ ہو تو گھر میں بھی عید کی نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ امام کے علاوہ تین مقتدی ہوں۔

مسئلہ:......عید کی نماز کے لئے وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں، البتہ جمعہ میں خطبہ ضروری ہے، اور عیدین کی نماز میں خطبہ شرط نہیں یعنی فرض نہیں، بلکہ سنت ہے۔

نماز عیدین کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ امام کے علاوہ تین مقتدی ہوں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک تو امام کے علاوہ دو آدمی بھی کافی ہیں۔ اس طریقہ سے چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنا کر عید کی نماز مختلف مقامات یا مکانوں میں ادا کی جاسکتی ہے۔

مسائل مذکورہ پر کتب فقہ کے حوالے

(۱)......و شرائط الصحة (سوى الخطبة) لانها لما أخرت عن الصلوة لم تكن شرطا لها بل سنة۔

(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی ص۵۲۸، باب احكام العيدين ، دار الكتب العلمية ، بيروت)

(۲)...... (و) السادس :(الجماعة) واقلها ثلا ثة رجال (ولو غير الثلا ثة الذين حضروا) الخطبة (سوى الامام) بالنص لأنه لا بد من الذاكر وهو الخطيب ، و ثلا ثة سواه بنص -فاسعوا الى ذكر الله-۔

(الدر المختار ص۲۴ ج۳، باب الجمعة ، كتاب الصلوة ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

(۳)......والجماعة أى و شرط ادائها ايضا الجماعة للاجماع على عدم صحتها من المنفرد لأخذها من الاجتماع وهم ثلا ثة سوى الامام۔

(نہر الفائق ص۳۶۰ ج۱، باب الجمعة ، كتاب الصلوة)

(۴)......و اما الكلام فى مقدار الجماعة فقد قال ابو حنيفة و محمد : ادناه ثلا ثة سوى الامام ، وقال ابو يوسف : اثنان سوى الامام۔

(بدائع الصنائع ص۲۶۰ ج۱، فصل فى صلوة الجمعة ، شرائط الجمعة ، كتاب الصلوة)

(۵)......وتؤدى فى مصر فى مواضع (كنز) وفى البحر : أى يصح اداء الجمعة فى مصر واحد بمواضع كثيرة وهو قول ابى حنيفة و محمد وهو الاصح۔

(بحرالرائق ص۲۵۰ ج۲ (زکریا۔ص۱۴۲ ج۲،کوئٹہ)، باب صلوة الجمعة ، كتاب الصلوة)

(۶)......(وتؤدى فى مصر واحد بمواضع كثيرة) مطلقا على المذهب وعليه الفتوى۔(شامی ص۱۵ ج۳، باب الجمعة ، ط: مكتبة دار الباز ، مكة المكرمة)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر جمعہ وعیدین فوت ہوجاوے تو لوگ دوسرا امام بنا کر' دوسری جگہ ادا کرلیویں تو درست ہے۔(فتاوی باقیات رشیدیہ ص۲۲۰،سوال نمبر:۳۶۶)

نوٹ:......مزید دیکھئے!''امدادالفتاوی'' (جدید) ص۵۲/۵۵ ج۲۔اور''فتاوی قاسمیہ'' ص۴۸۶/۴۸۷ ج۹،سوال نمبر:۳۷۲۰/۳۷۲۱۔

گھر میں نماز عید پڑھنے کے بارے میں چند آثار

(۱)...... كان انس اذا فاتته صلوة العيد مع الامام جمع اهله ' فصلى بهم مثل صلوة الامام فى العيد۔

ترجمہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی جب عید کی نماز امام کے ساتھ فوت ہوجاتی تو اپنے گھر والوں کو جمع کرتے اور ان کے ساتھ امام کے عید کی نماز کی طرح (یعنی عید کی دو رکعات نماز) پڑھتے۔

(۲)...... عن محمد بن سيرين قال : كانوا يستحبون اذا فات الرجل الصلوة فى العيدين ان يمضى الى الجبّان فيصنع كما يصنع الامام۔

ترجمہ:......حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:(حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ) مستحب سمجھتے تھے کہ جب کسی آدمی کی عیدین کی نماز فوت ہوجائے تو جنگل کی طرف چلا جائے اورامام کی طرح کرے(یعنی جس طرح امام نے عید کی نماز پڑھی اسی طرح یہ بھی عید کی نماز ادا کرے)۔

(سنن کبری بیہقی ص۵۹۳ ج۶، باب صلوة العيدين سنة اهل الاسلام حيث كانوا ، كتاب صلوة العيدين ، رقم الحديث:۶۳۰۷)

(۳)......عن يونس قال : حدثني بعض آل انس : ان انسا كان ربما جمع اهله و حشمه يوم العيد ، فصلى بهم عبد الله بن ابى عتبة ركعتين۔

ترجمہ:......حضرت یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مجھ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بعض خاندان والوں نے بیان کیا کہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ عید کے دن اپنے اہل (یعنی گھر والوں)اورخادم کوجمع کرتے اور عبداللہ بن ابی عتبہ رحمہ اللہ انہیں عید کی نماز پڑھاتے۔

(۴)...... عن الحكم قال : كان ابو عياض مستخفيا قال : فجائه مجاهد يوم عيد فصلى به ركعتين و دعا۔

ترجمہ:......حضرت حکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:حضرت ابوعیاض رحمہ اللہ چھپے ہوئے تھے، (جب عید کا دن آیا تو) حضرت مجاہد رحمہ اللہ ان کے پاس آئے اورانہیں دو رکعات نماز پڑھائی پھر دعا کی۔

(۵)...... عن الحسن قال : يصلى مثل صلوة الامام۔

ترجمہ:......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (کسی کی عید کی نماز فوت ہو جائے تو) وہ امام جیسی نماز پڑھے گا، (یعنی عید کی نماز پڑھے)۔

(۶)...... عن ابراهیم قال : اذا فاتتک الصلوة مع الامام فصل مثل صلوته ، وقال ابراهیم : واذا استقبل الناس راجعین فلیدخل ادنی مسجد ' ثم لیُصلِّ صلوة الامام ، ومن لا یخرج الی العید فلیصل مثل صلوة الامام۔

ترجمہ:......حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس کی عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ امام جیسی نماز پڑھے گا، (یعنی عید کی نماز پڑھے) اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جب لوگ نماز پڑھ کر واپس آ رہے ہوں تو تم مسجد میں آ کر امام کی نماز کی طرح نماز ادا کرو، اور جو شخص عید کی نماز کے لئے نہ جا سکے وہ بھی امام کی نماز جیسی نماز ادا کرے۔

تشریح:......یعنی اگر کوئی شخص عید کی نماز کے لئے مسجد یا عید گاہ نہ جا سکے تو وہ بھی گھر میں یا کسی اور جگہ امام کے علاوہ تین آدمیوں کے ساتھ عید کی نماز جماعت سے پڑھے۔

(۷)...... عن حماد : فیمن لم یدرک الصلوة یوم العید ، قال : یصلی مثل صلوته و یکبر مثل تکبیره۔

ترجمہ:......حضرت حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص عید کے دن امام کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے وہ امام کی طرح نماز پڑھے، اور اس کی تکبیرات کہے۔

(۸)...... عن محمد : فی الذی یفوته العید ، قال : کان یستحب ان یصلی مثل صلوة الامام ، وان علم ما قرأ به الامام قرأ به۔

ترجمہ:......حضرت محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص کی عید کی نماز فوت ہو جائے اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ امام کی نماز جیسی نماز پڑھے، اور اگر اسے امام کی قرأت کا علم

ہوجائے تو وہی قرأت (بھی) کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶/۲۳۷ ج۴، الرجل تفوته الصلوة فی العيدين كم يصلی ؟ كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۵۸۵۳/۵۸۵۴/۵۸۵۷/۵۸۵۸/۵۸۵۹/۵۸۶۱)

(۹)...... عن قتادة قال : من فاتته الصلوة يوم الفطر صلى كما يصلى الامام ، الخ۔

ترجمہ:......حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جس کی عید الفطر کی نماز فوت ہوجائے تو وہ امام جیسی نماز پڑھے گا، (یعنی عید کی نماز پڑھے)۔

(مصنف عبد الرزاق ص۳۰۰ ج۲، باب من صلاها غير متوضی ء ومن فاتته العيدان ، كتاب صلوة العيدين ، رقم الحديث:۵۷۱۶)

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۱۰/رمضان ۱۴۴۱ھ مطابق: ۴/مئی ۲۰۲۰ء

پیر

کوئی عید کی نماز بالکل نہ پڑھ سکےتو گھر جا کر دو یا چار رکعات پڑھے

مسئلہ:......کوئی عید کی نماز بالکل نہ پڑھ سکے، مثلاً امام کے علاوہ تین مقتدی نہ ہوں، یا کوئی عالم اور حافظ نماز پڑھانے والا نہ ہوتو اس کو چاہئے کہ گھر میں دو یا چار رکعات نوافل کی پڑھ لے۔

''فتاوی تا تارخانیہ'' میں ہے: جو آدمی عید کے لئے میدان کی طرف نکلا اور اسے امام کے ساتھ نماز نہ ملی تو گھر لوٹ آئے، اور اگر چاہے تو وہیں نماز پڑھے، اور بہتر ہے کہ چار رکعات پڑھے، یہ اس کی چاشت کی نماز ہوجائے گی، اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جس کی عید کی نماز فوت ہوجائے تو چار رکعت (نفل ایک سلام سے) پڑھے، اور اس نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ اعلی دوسری میں سورۂ شمس تیسری میں سورۂ لیل اور چوتھی میں سورۂ ضحیٰ پڑھے۔

''ومن خرج الی الجبانة ولم یدرک الامام فی شیء من الصلوة انصرف الی بیته ' وان شاء صلی ولم ینصرف ' والافضل ان یصلی اربعا فیکون له صلوة الضحی لما روی عن ابن مسعود انه قال : من فاتته صلوة العید صلی اربع رکعات یقرأ فی الاولی '' سبح اسم ربک الاعلی '' وفی الثانیة '' والشمس وضحها '' وفی الثالثة ''واللیل اذا یغشی '' وفی الرابعة '' والضحی '' الخ ''۔

(الفتاوی التاتارخانیہ ص ۶۲۷ ج ۲، صلوة العیدین : المتفرقات ، کتاب الصلوة ، رقم المسئلة : ۳۴۵۸)

(۱)......قال عبد الله بن مسعود : من فاتته العید فلیصل اربعا۔

ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس کی عید کی نماز فوت

ہو جائے تو چار رکعت (نفل) پڑھے۔

(طبرانی کبیر ص۳۵۵ ج۹، من اسمه عبد الله ، رقم الحديث:۹۵۳۳۔

مجمع الزوائد ص۳٦۸ ج۲، باب فيمن فاتته صلوة العيد ، كتاب الصلوة ، رقم الحديث:۳۲۵۳)

(۲)......عن الشعبى قال : يصلى اربعا۔

ترجمہ:......حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:(جس کی عید کی نماز فوت ہو جائے تو) چار رکعت (نفل) پڑھے۔

(۳)......عن الضحاک قال : من كان له عذر يعذر به فی يوم فطر أو جمعة أو اضحى فصلا ته اربع ركعات۔

ترجمہ:......حضرت ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص کسی عذر کی وجہ سے عید الفطر یا جمعہ یا عید الاضحیٰ کی نماز نہ پڑھ سکے تو وہ چار رکعات (نفل) پڑھے۔

(۴)......عن عطاء قال : يصلى ركعتين۔

ترجمہ:......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:(جس کی عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ) دو رکعت (نفل) پڑھے۔

(۵)......عن ابن الحنفية قال : يصلى ركعتين۔

ترجمہ:......حضرت ابن الحنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:(جس کی عید کی نماز فوت ہو جائے تو) دو رکعت (نفل) پڑھے۔

(٦)......حدثنا شريک ، قال : سألت ابا اسحاق عن الرجل يجیء يوم العيد وقد فرغ الامام ؟ قال : يصلى ركعتين۔

ترجمہ:......حضرت شریک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے

اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو عید کے دن امام کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آئے تو فرمایا کہ: وہ دو رکعت (نفل) پڑھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۵/۲۳۶/۲۳۷ ج۴، الرجل تفوته الصلوة فی العیدین کم یصلی ؟
کتاب الصلوة ، رقم الحدیث: ۵۸۵۱/۵۸۵۲/۵۸۵۵/۵۸۵۶/۵۸۶۰)

نوٹ:......جس نے عید کی نماز پڑھی ہو اس کے لئے بھی عید کی نماز کے بعد نفل پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ:......عیدین کی نماز سے واپس آنے کے بعد گھر پر چار رکعت نماز نفل پڑھنا مستحب ہے۔بعض روایات میں دو رکعت مسنون ہے،لیکن چار پڑھنا افضل ہے۔

(عمدۃ الفقہ ص۴۶۰ ج۲،عید کے دن کے سنن و مستحبات)

آپ ﷺ عید کی نماز سے پہلے نفل نہیں پڑھتے تھے،عید سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جا کر دو رکت پڑھتے تھے۔

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلوة قبل العید و بعدها ، رقم الحدیث:۱۲۹۳)

حضرت علی،حضرت عبد اللہ بن مسعود،حضرت بریدہ،حضرت سعید بن جبیر،حضرت ابراہیم،حضرت علقمہ،حضرت مجاہد،حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلی ، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب (رضی اللہ عنہم ورحمہم اللہ) عید کی نماز کے بعد چار رکعات پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۶/۲۲۷/۲۲۸ ج۴، فیمن کان یصلی بعد العید اربعا ، کتاب الصلوة ،
رقم الحدیث: ۵۷۹۹/۵۸۰۰/۵۸۰۱/۵۸۰۲/۵۸۰۳/۵۸۰۷)

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۱۱/رمضان ۱۴۴۱ھ مطابق: ۵/مئی ۲۰۲۰ء، منگل